وہ میرے لیے ناقابلِ یقین ہی تھا! ایک خوفناک دھماکے کی آواز میرے کانوں میں گونجی اور اس کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کی فورڈ کے ٹکڑے ٹکڑے فضا میں دور دور تک بکھر گئے۔ میں نے غیر اختیاری طور پر بریک لگا کر اپنی گاڑی روک دی۔ میرے تنفس کی رفتار بے ترتیب ہو رہی تھی پھر اچانک مجھے کریم نظر آیا جو پوری رفتار سے میری جانب دوڑتا آ رہا تھا۔ وہ بھی شاید ایک اضطراری کیفیت ہی تھی جس کے تحت میں نے ڈرائیونگ سیٹ خالی کر دی لیکن آٹومیٹک بدستور میرے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔

دس منٹ بعد ہم دوبارہ شہر کی طرف جا رہے تھے۔ فورڈ کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں کے قریب ہی مجھے ایک دو ادھڑی ہوئی لاشیں بھی نظر آئی تھیں۔ کریم نے بڑی مہارت سے گاڑی کی رفتار کم کر کے اسے داہنی جانب کچے میں اتارا اور پھر دوبارہ سڑک پر آ کر فراٹے بھرنے لگا۔

"تم ـــ"

"میں کریم ہی ہوں صاحب۔" اس نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ "آپ کا خادم اگر آپ نے مجھے ملازمت نہ دی ہوتی تو شاید اس وقت میں کسی فٹ پاتھ پر بیٹھا۔ اللہ کے نام پر کچھ دیتا جا بابا ـــ کی صدا لگا رہا ہوتا۔"

"فورڈ میں کل کتنے افراد تھے؟" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے سوال کیا۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ ان کی تعداد کا شمار کر سکتا۔"

"مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ ندیم نے کچھ سوچ کر ہی تمہاری سفارش کی ہوگی۔" میں نے کریم کو گھورتے ہوئے کہا۔

"سفارش کے بغیر آج کل ملازمت ملتی بھی کہاں ہے؟" اس نے سادگی سے جواب دیا۔ گاڑی برق رفتاری سے اپنا سفر طے کر رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ میں پہلے بھی تمہیں کہیں دیکھ چکا ہوں۔ شاید ندیم کے کیسینو میں۔"

"ضرور دیکھا ہوگا، اس لیے کہ مجھے یہ ملازمت حاصل کرنے کی خاطر ـــ"

"نہیں ـــ" میں نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو۔" میں نے تیزی سے اس جملہ کو کاٹتے ہوئے کہا۔ "کلاشنکوف کا ایکشن کسی غیر تربیت یافتہ انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔"

کریم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے اسے مزید کریدنا مناسب بھی نہیں سمجھا۔ شاید وہ مجھے اپنی اصلیت بتانے سے گریز کر رہا تھا۔ میں نے کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے تعاقب میں کون لوگ تھے؟"

"یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ایک بات بہرحال طے ہے کہ اگر ہم نے انہیں تباہ نہ کیا ہوتا تو وہ بھی ہمیں برباد کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا چھوڑتے۔"

"آئی ایم پراؤڈ آف یو۔" میں نے اس کی تعریف کی۔

"تھینک یو ویری مچ سر۔" اس کے جواب دینے کا انداز بھی اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ خاصا پڑھا لکھا تھا۔

ہمارے درمیان کافی دیر تک کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ گاڑی اب شہری حدود میں داخل ہو کر پانڈے کی کوٹھی کی طرف جا رہی تھی۔ میں ندیم کے بارے میں سوچ رہا تھا جس نے اپنے کسی خاص اور تربیت یافتہ آدمی کو میرے ساتھ لگا دیا تھا۔ اگر اس وقت وہ ساتھ نہ ہوتا تو پوزیشن کچھ اور بھی ہو سکتی تھی۔ اچانک میں نے چونک کر پھر صندلی انگوٹھی کی جانب دیکھا جس کا رنگ بدستور گہرا سرخ نظر آ رہا تھا۔ شاید رنگ کی تبدیلی میرے لیے گردشوں کا پیش خیمہ تھی۔

میں نے پانڈے کی کوٹھی پر پہنچ کر اس سے ملاقات کی تو وہ خلافِ توقع کچھ زیادہ ہی پریشان نظر آ رہا تھا۔ نرمل اس کے قریب بیٹھی آہستہ آہستہ اس کے سر کو اپنی نازک نازک انگلیوں سے سہلا رہی تھی۔

"خیریت۔" میں نے پوچھا۔ "کیا طبیعت پھر خراب ہو رہی ہے۔"

"کیا بتاؤں۔" پانڈے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "سمجھ میں نہیں آ رہا کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیے۔"

"کوئی خاص بات؟"

"ہاں۔" وہ کچھ توقف سے بولا۔ "آج صبح ہی صبح اس دوغلے راکشش کا فون آیا تھا۔"

"بھوشن جوزف کا۔" میں سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا بکواس کر رہا تھا۔"

"وہ سمجھ رہا ہے کہ میرے آدمی اس کے شکاری کتوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"پہلے راجن سنگھ کو کسی نے اسی کے اپارٹمنٹ میں اس کے کچھ اور ساتھیوں سمیت نرک میں جھونک دیا تھا۔ اب فضلو نام کے کسی آدمی کی لاش کوڑے دان پر پڑی پائی گئی ہے اور وہ سمجھ رہا ہے کہ ان وارداتوں کے پیچھے میرا ہاتھ ہے۔ آپ ہی بتائیے اب میں اس حرامزادے کو کیا جواب دوں۔"

"اس نے ہم سے کہا ہے کہ مرنے والے لوگوں کے کفن کے لیے پچاس لاکھ کی رقم ایک ہفتے کے اندر اندر اس کے حوالے کر دی جائے ورنہ وہ ہم دونوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔" نرمل نے میری جانب رحم طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ انیائے "ظلم" نہیں ہے کہ کرے کوئی اور بھرے

کوئی۔ پچاس لاکھ کوئی اتنی معمولی رقم بھی نہیں ہوتی کہ انسان خیرات سمجھ کر کسی کی جھولی میں ڈال دے۔"

"میرا خیال ہے کہ اب آپ کو پولیس میں ایف آئی آر درج کرا دینی چاہیے تاکہ معاملہ ریکارڈ پر آ جائے۔"

"پولیس ـــ" پانڈے نے حقارت سے کہا۔ "ایف آئی آر کٹوانے کے بعد وہ بھی ہمارا جینا دوبھر کر دیں گے اس لیے کہ وہ بھی بھوشن کے مقابلے میں میری نہیں سنیں گے۔"

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔" میں نے دریافت کیا۔

"ایک ہی طریقہ باقی رہ گیا ہے۔" وہ بے بسی سے بولا۔ "میں اپنا کاروبار آپ کے نام کرنے کے بعد اس ملک ہی سے اپنا منہ کالا کر لوں، کہیں ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں میرے بارے میں کسی کو کوئی جانکاری نہ ہو۔"

"بعد میں آپ کاروبار کو فروخت کر کے رقم ہمیں بھجوا دیجیے گا۔" نرمل نے کہا۔ "اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔"

"اور اگر میرے من میں لالچ آ جائے۔ میرا مطلب ہے کہ میں آپ کے کاروبار کو ہڑپ کر جاؤں تو؟"

"ایسا نہ کہیں شہباز صاحب۔" پانڈے نے بڑے خلوص سے جواب دیا۔ "ہمیں آپ پر پورا وشواس ہے۔ آپ کی سہائتا حاصل نہ ہوتی تو شاید وہ اب تک ہم دونوں کا کریا کرم کر چکا ہوتا۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔"

"اگر آپ لوگوں کو مجھ پر وشواس ہے تو آپ کو میرا ایک مشورہ قبول کرنا ہوگا۔" میں نے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"آپ حکم دیں۔" پانڈے سے پہلے نرمل نے کہا۔

"آپ دونوں اس مکان کو اتنی خاموشی سے خالی کر دیں کہ کسی کو اس کی بھنک بھی نہ مل سکے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" پانڈے نے کہا۔ "گھر کے ملازموں کو تو بہرحال اس کی خبر ہو جائے گی کہ ہم نے کوٹھی خالی کر دی ہے۔"

"کوٹھی خالی نہیں ہوگی۔" میں نے معنی خیز انداز میں جواب دیا۔ "آپ دونوں یہاں نہ ہونے کے بعد بھی موجود رہیں گے۔"

"میں ـــ سمجھا نہیں ـــ" پانڈے نے حیرت سے پوچھا۔ پھر جب میں نے ندیم کے مشورے کے بموجب پانڈے اور نرمل کو اسکیم سے آگاہ کیا تو پانڈے کی نگاہوں میں امید کی کرن جگمگانے لگی۔ نرمل بھی مجھے تشکرانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ہم آپ کا یہ اپکار کبھی نہیں بھولیں گے۔" وہ دبی زبان سے بولا۔

"ایک اپکار آپ کو بھی کرنا ہوگا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "اس اسکیم کا علم کسی اور کو نہ ہو ورنہ سارا کھیل چوپٹ ہو جائے گا۔"

"آپ جس طرح کہیں گے اسی طرح ہوگا۔" پانڈے نے مجھے یقین دلایا۔ پھر میں وہاں زیادہ دیر نہیں رکا۔ پانڈے کے گھر سے اٹھ کر میں سیدھا ندیم کے کیسینو گیا پھر اسے پانڈے سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل سنانے لگا۔

"گڈ ـــ" ندیم نے مجھے تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم نے پانڈے کو راضی کر کے میری بہت ساری مشکلات آسان کر دی ہیں۔"

"مشکلات ـــ"

"مشکلات یہ کہ اب پانڈے کی کوٹھی بھی ہمارے لیے ایک محفوظ قلعہ کا کام سرانجام دے گی۔"

پھر اسی وقت ایک خوبصورت خاتون کمرے میں داخل ہوئیں اور میں ان پر ایک اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالتا ہوا ندیم کو "وش" کرنے کے بعد باہر آ گیا۔ میں نے ندیم سے اس سیاہ فورڈ کے بارے میں بھی کچھ دریافت نہیں کیا لیکن مجھے یقین تھا کہ کریم کے ذریعے حالات سے باخبر ضرور ہو چکا ہوگا۔

☆

سراج کی آمد میرے لیے غیر متوقع نہیں تھی کہ وہ چھٹی لینے کے باوجود بھوشن کے پیچھے لگا ہوگا۔ ڈیوٹی پر ہونے کی صورت میں شاید وہ کھل کر ہاتھ پاؤں نہیں چلا سکتا تھا اسی لیے وہ دو ماہ کی رخصت حاصل کر کے منظرِ عام سے ہٹ گیا تھا۔ دور دور رہ کر وہ بھوشن کے خلاف زیادہ ٹھوس ثبوت حاصل کر سکتا تھا۔ بہرحال میں نے حسبِ معمول اس کا استقبال بڑے تپاک سے کیا۔

"آپ میرے آنے سے ڈسٹرب تو نہیں ہوئے۔" اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ اس وقت وہ اندرونی طور پر کچھ زیادہ الجھا ہوا تھا۔

"آپ کے آنے سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "یہ فرمائیے کہ اس وقت آپ کیا پینا پسند کریں گے۔"

"ایک گلاس ٹھنڈا پانی۔"

میں نے گھنٹی بجا کر چپراسی کو پانی لانے کا آرڈر دیا۔ اس دوران ہمارے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی پھر چپراسی پانی کا گلاس رکھ کر واپس چلا گیا تو سراج نے سنجیدگی سے کہا۔

"ایک بات دریافت کرنے کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔" اس کی دوربین نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"یقیناً کوئی اہم بات ہوگی۔"

"جی ہاں ـــ" وہ پہلو بدل کر بولا۔ "کیا میں امید رکھوں کہ

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"آپ مجھ سے تعاون کریں گے۔"

"بات کیا ہے۔" میں نے سراج کے چہرے کے تاثرات کو پڑھنے کی کوشش کی۔

"ایک بات آپ نے مجھے دعوت دی تھی کہ میں آپ کے ساتھ مل کر بھوشن کے خلاف کوئی موثر اقدام کروں۔"

"مجھے یاد ہے۔" میں نے سنبھل کر جواب دیا۔ "دراصل بھوشن کے مقابلے میں آپ کو جو سبکی اٹھانی پڑی ہے وہ ایک پولیس آفیسر کے شان کے خلاف تھی اور اس وردی کی بے حرمتی تھی جسے پہن کر ہم قانون کی بالادستی قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جان ہتھیلی پر رکھ کر جرائم کے خاتمے کی خاطر موت سے کھیلتے ہیں لیکن اگر کسی کی فرض شناسی کو وہ انعام ملے جو آپ کو ملا ہے تو پھر فرض شناسی کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے۔ آپ کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بھوشن کی وجہ سے ہوا جو ایک بزنس مین ہونے کے باوجود اپنے وسیع تعلقات کی وجہ سے سیاسی میدان میں اچھا خاصا اثر و رسوخ رکھتا ہے۔ ایسے حالات میں میرا خیال تھا کہ اگر میں آپ کے کسی کام آسکوں تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی۔"

"کیا آپ ذاتی طور پر بھوشن کے خلاف نہیں ہیں؟" سراج نے بھرپور انداز میں مجھے کریدنے کی کوشش کی۔

"یہ میرا قطعی ذاتی اور نجی معاملہ ہے۔" میں نے محتاط انداز میں جواب دیا پھر بات بناتے ہوئے بولا۔ "ہمارے شعبے میں بھی بزنس رائیولری اسی طرح ایک اہم رول پلے کرتی ہے جس طرح سیاست کے میدان میں ایک فریق دوسرے فریق کی کردار کشی کرکے معصوم اور بھولے بھالے لوگوں کے دلوں پر اپنی بڑائی کا سکہ جمانے کی کوشش کرتا ہے۔"

"میں آپ کی بات سے انکار نہیں کرتا لیکن بھوشن کا معاملہ کچھ دوسری نوعیت کا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے سراج کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"میں آپ کے والد کے مداحوں میں سے ہوں، ان کے بہت سارے احسانات بھی ہیں مجھ پر، اس لیے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم کھل کر ایک دوسرے سے بات کریں۔ دوستوں کی طرح۔"

"میں اب بھی آپ کی بات کا مفہوم نہیں سمجھ سکا۔"

"میں راجن کے سلسلے میں کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ اس کی اچھی خاصی تفصیل آپ کو پولیس ریکارڈ سے بھی مل سکتی ہے اس لیے کہ وہ کوئی اچھی شہرت نہیں رکھتا تھا۔"

"آپ کیا جانتے ہیں راجن کے بارے میں؟"

"صرف اتنا کہ وہ ایک بدنام شخص تھا جس کا پورا ماضی گناہ آلود ماحول اور جرائم پیشہ افراد کے ساتھ گزرا تھا۔"

"آپ کو راجن کے سلسلے میں یہ تمام معلومات کہاں سے حاصل ہوئی ہیں؟" سراج کا لہجہ معنی خیز ہوگیا۔ "کیا راجن کے ماضی کے بارے میں چھان بین کرنا بھی آپ کے بزنس سے کوئی تعلق رکھتا ہے؟"

"چھان بین کرنا قانونی اصطلاح میں اس عمل کو کہا جاتا ہے جو بطور خاص کسی فرد، افراد یا تنظیم کے خلاف باقاعدہ ضابطے کی کارروائی کے طور پر عمل میں آتا ہے۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "جبکہ کسی جرائم پیشہ فرد کے بارے میں میڈیا کے ذریعے عام افراد کو بھی معلومات حاصل ہوتی رہتی ہیں۔"

"درست فرمایا آپ نے لیکن آپ کو اس بات کا علم کس طرح ہوا کہ راجن اب اس دنیا میں نہیں ہے؟" سراج نے کاٹ دار لہجے میں پوچھا۔ "مجھے یقین ہے کہ راجن کی موت یا اس کو پیش آنے والے حادثے کی اطلاع ابھی تک میڈیا کے ذریعے عام نہیں ہوئی ہے۔"

سراج کی گرفت خاصی مضبوط اور بھرپور تھی۔ میں روانی میں جو کچھ کہہ گیا تھا وہ میرے خلاف بطور ثبوت بھی استعمال کیا جاسکتا تھا لیکن میں اتنا اناڑی بھی نہیں تھا کہ اپنی ہار تسلیم کرلیتا چنانچہ میں نے مسکرا کر بات بناتے ہوئے کہا۔

"آپ اچھی طرح جانتے ہیں مسٹر سراج کہ بھوشن میرے خلاف دشمنی پر آمادہ ہے، وہ اپنے ہر نقصان کو میرے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، راجن کی موت کی اطلاع بھی مجھے اسی نے دی تھی، شاید وہ بھی بھوشن کے اجرتی بدمعاشوں میں سے ایک تھا، راجن کے موت کی ذمہ داری بھی بھوشن نے میرے ہی اوپر عائد کی ہے۔"

"کیا بھوشن نے فون کرکے آپ کو راجن کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔"

"ظاہر ہے۔" میں مسکرایا۔ "ورنہ میں ابھی اس مقام تک نہیں پہنچا جہاں الہام کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔"

"کیا آپ کے علم میں ہے کہ راجن پہلے مچھیروں کی بستی میں رہا کرتا تھا پھر کسٹم کی ایک ناکام ریڈ کے بعد وہ پوش علاقے کے ایک اپارٹمنٹ میں منتقل ہوگیا تھا۔"

"جی نہیں۔ بھوشن نے مجھے اس کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرانے کی خاطر فون پر بکواس کی تھی۔ راجن کہاں رہتا تھا مجھے اس کے بارے میں کسی تفصیل سے آگاہ نہیں کیا تھا۔"

"اس کے باوجود آپ کو علم تھا کہ راجن شہر کے پوش علاقے کے اپارٹمنٹ میں مقیم تھا۔" سراج نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"آپ یہ بات اس قدر یقین سے کس طرح کہہ رہے ہیں۔" میں نے قدرے ناخوشگوار انداز میں پوچھا۔

"اس لیے مسٹر شہباز کہ جس رات راجن اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا گیا تھا اس رات بارہ بجے کے قریب آپ بھی اسی عمارت میں داخل ہوتے دیکھے گئے تھے جس میں راجن کا اپارٹمنٹ واقع ہے۔"

"کوئی ثبوت ہے آپ کے پاس اس بات کا؟" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"پلیز مسٹر شہباز۔" سراج نے اس بار نرم اور سلجھے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ "میں چونکہ چھٹی پر ہوں اس لیے راجن اور اس کے ساتھیوں کے قتل کی واردات سے میرا بظاہر کوئی تعلق نہیں بنتا لیکن جس پولیس سب انسپکٹر نے آپ کو اس عمارت میں جاتے دیکھا تھا وہ میرے اعتماد کا ہے۔ اسے ہمارے اور آپ کے تعلقات کا علم ہے اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ اس نے غلط بیانی سے کام لیا ہوگا۔"

"امکانی پہلوؤں اور ٹھوس شواہد میں بڑا واضح فرق ہوتا ہے۔" میں نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "محض ایک سب انسپکٹر کی گواہی میرے لیے پھانسی کا پھندہ نہیں بن سکتی اور ایسی صورت میں جبکہ اس نے مجھے جاتے وقت دیکھنے پر نہ تو روکنے کی کوشش کی نہ ہی حراست میں لیا۔ اس کے علاوہ اس عمارت میں جس کا ذکر آپ کے قابل اعتماد سب انسپکٹر نے کیا ہے اس میں راجن کے اپارٹمنٹ کے علاوہ بیسیوں اور اپارٹمنٹس بھی موجود ہوں گے۔"

"آپ شاید جذباتی ہو رہے ہیں۔"

"ظاہر ہے۔" میں نے زہرخند سے جواب دیا۔ "تین سو دو کے جرم کا اقرار تو وہ لوگ بھی نہیں کرتے جو حقیقتاً اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟"

"راجن کے علاوہ فضلو نامی ایک خطرناک مجرم کی لاش بھی پولیس کو کوڑے دان کے ڈھیر سے ملی ہے۔"

"شاید اس کی موت کا ذمہ دار بھی میں ہی ہو سکتا ہوں۔"

"فضلو کے سلسلے میں ایک بات میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھوشن کے لیے کام کر رہا تھا۔" سراج نے میرے طنز کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"میری اطلاع کے مطابق بشیرا ماچھی نامی شخص بھی بھوشن کے لیے ناجائز تجارت کا کام انجام دے رہا ہے۔"

"بالکل سو فیصد۔" سراج کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے بولا۔ "[illegible] مسافر کے روشنی میں آجانے کے بعد ہی اب بھوشن نے [illegible] راستہ اختیار کیا ہے پہلے راجن اس کاروبار کی نگرانی کرتا تھا لیکن اس کے ہستی سے ہٹ جانے کے بعد اب وہاں بشیرا ماچھی کا حکم چلتا ہے لیکن ون منٹ۔" سراج نے اچانک چونکتے ہوئے پوچھا۔ "آپ کو بشیرا ماچھی کے بارے میں یہ معلومات کہاں سے ہوئیں۔"

"آپ شاید بھول رہے ہیں کہ بھوشن جو آپ کی طرح میرا دشمن بھی ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ آپ کی طرح میں نے بھی اپنے کچھ آدمی اس کے پیچھے لگا رکھے ہوں گے۔"

"مجھے راجن کے قتل سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔" سراج نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "اگر قانون کا احترام لازم نہ ہوتا تو میں پولیس کے فرضی مقابلوں کی آڑ لے کر ایسے تمام جرائم پیشہ افراد کو ختم کرا دیتا جو ہمارے معاشرے کے اندر ناسور بن کر پھیلتے جا رہے ہیں۔ فضلو کی موت پر بھی مجھے خوشی ہوئی ہے لیکن۔"

"قانون کے احترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ اگر ڈیوٹی پر ہوتے تو اس کے قاتلوں کو بھی پھانسی کے پھندے تک لے جانے کی خاطر زمین و آسمان کے قلابے ملانے کی کوشش ضرور کرتے۔"

"ہمارا کام صرف مجرموں کو روشنی میں لانا ہے۔ انہیں گرفتار کرکے ان پر فرد جرم لگانی ہے۔ فیصلہ تو بہرحال عدالت کرتی ہے۔"

"بہرحال۔" میں نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔ "اب میرے لیے کیا حکم ہے آپ کا۔"

"میں آپ کا دشمن نہیں۔ دوست ہوں مسٹر شہباز اس لیے آپ کو محتاط رہ کر کوئی قدم اٹھانے کا مشورہ دوں گا۔" سراج نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اس وقت یہاں آنے کا مقصد صرف آپ کو یہی پر خلوص مشورہ دینا تھا۔"

"بھوشن کے سلسلے میں اب تک آپ نے کیا ثبوت اکٹھا کیے ہیں۔" میں نے نرم آواز میں پوچھا۔

"اس کا جواب میں وقت آنے پر ہی دے سکوں گا۔"

"ایز یو وش۔" میں نے شانے اچکا کر بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

سراج نے جواب دینے کے بجائے آگے بڑھ کر بڑی گرم جوشی کے ساتھ مجھ سے مصافحہ کیا پھر محبت اور اپنائیت کے جذبے کا خاموش مظاہرہ کرنے کی خاطر میرے شانے کو آہستہ سے تھپتھپایا اس کے بعد بے حد سنجیدگی سے بولا۔

"اگر آپ کو کسی وقت میری ضرورت پیش آئے تو تکلف سے کام نہ لیجیے گا۔"

"تھینکس۔" میں نے مختصراً کہا۔

سراج کے جانے کے بعد میں کچھ دیر تک اس کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ اس نے اپنے کسی ماتحت کے حوالے سے راجن کے سلسلے میں میری پوزیشن کو بے نقاب کرنے میں کسی غلطی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ شاید میں نے بھی راجن کے اپارٹمنٹ میں

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

اپنی اصلی صورت میں جانے کی حماقت ہی کی تھی لیکن مجھے یقین تھا کہ سراج اس سلسلے میں اپنی زبان بند ہی رکھے گا۔ وہ ایک محنتی، فرض شناس اور دیانت دار افسر تھا لیکن چھٹی پر ہونے کی وجہ سے وہ اپنی معلومات کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھ سکتا تھا۔ جاتے جاتے اس نے جس دوستانہ انداز کا مظاہرہ کیا تھا وہ اس بات کی ضمانت تھی کہ کم از کم بھوشن کے سلسلے میں اس کا ہر ایکشن عام ایکشن سے مختلف ہوگا۔ اس لیے کہ ٹھوس ثبوت ہونے کے باوجود وہ دو بار سراج کے ہاتھوں سے اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر صاف بچ نکلا تھا۔ اسی کی وجہ سے سراج نے تحریری معافی مانگنے پر دو ماہ کی چھٹی پر جانے کو ترجیح دی تھی لیکن چھٹی پر ہونے کے باوجود اس کے قابل اعتماد ماتحت بھوشن کے خلاف ثبوت جمع کرنے کی مہم پر کام کر رہے تھے۔

میں ابھی ذہنی جمناسٹک میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ آپریٹر نے اطلاع دی تھی کہ میرے لیے کوئی غیر ملکی کال ہے۔ کچھ دیر بعد دوسری جانب سے لیڈی مکارنس کی مانوس آواز ابھری۔

"میرے عزیز۔ تمہارے قدم اب بھٹکنے لگے ہیں۔"

"کوئی خاص ریفرنس۔"

"ہاں۔ تم نے راجن سنگھ کے اپارٹمنٹ میں اپنی اصلی صورت میں جانے کی حماقت کی تھی۔" لیڈی مکارنس نے کہا۔ "سراج کی طرف سے اپنا دل صاف ہی رکھو، وہ بہت ساری باتوں سے واقف ہونے کے باوجود تمہارے خلاف نہیں جائے گا۔ اس بات کے بھی امکان ہیں کہ وہ کسی وقت جذبات کی رو میں بہک کر بھوشن کے خلاف کوئی غیر قانونی اقدام کر گزرے۔"

"راجن کے سلسلے میں سراج کے کسی آدمی نے..."

"اس کی پروا مت کرو۔" لیڈی مکارنس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "وہ تمہارے خلاف اپنی زبان نہیں کھولے گا، یہ میرا ذمہ ہے، لیکن اب تمہیں اپنی کالا رانی سے محتاط رہنا ہوگا اس لیے کہ میری ریڈنگ کے مطابق وہ بھوشن اور تمہارے سلسلے میں دوغلی پالیسی سے کام لے گی۔"

"میں بھوشن سے براہ راست ٹکرانے کا خواہش مند ہوں۔ اس سلسلے میں آپ کا مشورہ کیا ہوگا؟"

"میں اور میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں لیکن ایک بات کا خیال رکھنا، تم بھوشن پر فی الحال کسی قاتلانہ حملے کرنے سے گریز ہی کرو گے، ابھی اس کے ستارے اس کا ساتھ دے رہے ہیں، اس کے علاوہ شاید کوئی نادیدہ قوت تم سے ناراض ہو گئی ہے۔"

"کیا مطلب۔" میں نے چونک کر صندلی انگوٹھی کی طرف دیکھا جس کا رنگ بدستور سرخ تھا۔

"میں یقین سے اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ یہ تسلیم کرتی ہوں کہ ابھی تک میں اس پراسرار قوت کا راز نہیں جان سکی لیکن میرا علم کہتا ہے کہ تمہاری کسی غلطی نے اس عظیم قوت کو ناراض کر دیا ہے، اس لیے بھی فی الحال میں تمہیں کوئی انتہائی قدم اٹھانے کا مشورہ نہیں دوں گی۔ اگر تم نے جذبات سے کام لیا تو نقصان میں رہو گے۔"

"کیا کالا کا میرے مقابلے میں بھوشن کا ساتھ دے گی؟" میں نے دریافت کیا۔

"تم اس کی فکر مت کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں تو کالا کی کالی قوتیں بھی تمہارے خلاف کارگر ثابت نہیں ہوں گی۔" لیڈی مکارنس نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔ "میں جانتی ہوں کہ میرے بارے میں وہ تم سے کیا لاف و گزاف کر چکی ہے۔"

"آپ ابھی کسی پراسرار قوت کی مجھ سے ناراضگی کا ذکر کر رہی تھیں۔"

"تم میرے لیے روز بروز پراسرار بنتے جا رہے ہو۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "یا تو تم جان بوجھ کر انجان بن رہے ہو یا واقعی معصوم ہو، بہرحال میں نے ادھر کئی بار تمہارے دل میں جھانکنے کی کوشش کی تھی، پہلے مجھے کوئی کامیابی نہیں ہوئی لیکن اب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کہیں دور سے آواز آ رہی ہے لیکن میں اس کو واضح طور پر نہیں سن سکی۔ جس دن آوازیں صاف طور پر میری قوت سماعت سے ٹکرائیں گی اس دن میں اس قوت کا راز بھی پا لوں گی جو اب تک تمہاری حفاظت کرتی رہی ہے، جس نے لیڈی مکارنس کو بھی تمہاری شخصیت میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ وہی نادیدہ قوت کالا کو تمہارے اندر دلچسپی لینے پر اکسا رہی ہے۔"

"کیا آپ اس قوت کی کوئی نشاندہی کر سکتی ہیں۔" میں نے دھڑکتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی ان آوازوں میں ویسی ہی کھرکھراہٹ موجود ہے جیسی کبھی فون میں پیدا ہو جاتی ہے، جس کے گفتگو کرنے والے ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھ سکتے۔ یقین سے کوئی آخری نتیجہ اخذ کرنے سے قاصر ہوں لیکن علم کہتا ہے کہ وہ کوئی تحفہ ہے جو تمہیں کسی نے دیا ہے۔ اس کی تاثیر سے واقف نہیں ہو اور اگر ہو تو دوسروں پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔"

"اسی قسم کی باتیں کالا نے بھی مجھ سے کی ہیں لیکن سمجھ نہیں سکا کہ آخر وہ کیا شے ہے جو غیبی طور پر مدد کر رہی ہے۔"

"میرے بچے میں نے ہر دور، ہر تہذیب، ہر معاشرے اور ہر مذہب کا بہت گہرا مطالعہ کیا ہے۔ میں انسانیت کی قائل ہوں اس لیے مجھے یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے بہترین مذہب ہے، یہ اور بات ہے کہ اس کے ماننے والے بدترین ذہنوں کے مالک ہیں جو اپنے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔" لیڈی مکارنس نے اسلام کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے تمہارے پیغمبروں اور بزرگوں کی کتابیں بھی پڑھی ہیں اور اس مقدس کتاب کا مطالعہ بھی کیا ہے جو انسان کی زندگی سے لے کر اس کی موت تک کا احاطہ کرتی ہے، مکمل ضابطہ حیات ہے، اس میں کائنات کے وہ تمام اسرار و رموز موجود ہیں جسے سمجھنے کے بعد انسان اپنی زندگی کی معراج حاصل کر سکتا ہے۔ میں نے تمہارے عالموں، بزرگوں کے قصے بھی پڑھے ہیں اور پیغمبروں کے معجزے اور کرشموں کا احوال سمجھنے کی بھی کوشش کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمہارے اوپر کسی نیک بزرگ کا سایہ ہے جس نے تمہیں کچھ قوتیں بھی ودیعت کر رکھی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے آپ کا خیال درست ہو۔"

"اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم نے اسی بزرگ کی تاکید کے پیش نظر ابھی تک اس راز کو سینے کی گہرائیوں میں دفن کر رکھا ہو جس کی تلاش کالا کو بھی ہے اور مجھے بھی۔"

"میرے لیے اور کوئی پیش گوئی۔" میں نے موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔

"اپنی آنکھیں کھلی رکھو، میں تمہارے ساتھ ہوں اور ہر آڑے وقت میں تمہارے کام آتی رہوں گی۔ ویسے مجھے یہ معلوم ہے کہ تمہارا دوست بھی بے حد ذہین اور مخفی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ تمہارا اچھا رفیق ہے۔"

"کیا بھوشن کے علاوہ میں دوسرے جرائم پیشہ افراد پر بھی ہاتھ ڈال سکتا ہوں۔" میں نے کسی فوری خیال کے تحت دریافت کیا۔

"ضرور دوست، تمہیں تمہاری باتوں کا جواب بہت جلد مل جائے گا لیکن ایک بات کا خیال رکھنا، اب تم کالا سے میرے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کرو گے۔" لیڈی مکارنس نے سنجیدگی سے کہا پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس نے گفتگو کے دوران مجھے اس بات کا یقین بھی دلایا تھا کہ اب اس کے اور میرے درمیان ہونے والی گفتگو کالا کی قوت سماعت سے دور رہے گی۔

حالات نے ایک بار پھر مجھے لیڈی مکارنس اور کالا کی پراسرار قوتوں کے درمیان الجھا دیا، وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی طاقت کو اپنے مقابلے میں کم تر ظاہر کر رہی تھیں، ویسے ایک بات دونوں نے ہی کہی تھی کہ ابھی بھوشن کے قسمت کے ستارے اس کے حق میں ہیں اس لیے میں اس کا قصہ پاک کرنے کی کوشش نہ کروں۔

دو روز تک ندیم سے میری کوئی تفصیلی گفتگو نہیں ہو سکی، صرف اتنا ضرور معلوم ہوا تھا کہ پانڈے اور نرمل کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا کر خفیہ طور پر ان کی جگہ ندیم نے اپنے مخصوص کارندوں کو دے دی تھی، اس کے علاوہ پانڈے کی رہائش گاہ کی حفاظت کرنے کی خاطر سادہ لباس والوں کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا گیا تھا۔ تیسرے روز میں دفتر سے اٹھ کر سیدھا کیسینو چلا گیا۔ بھوشن سے دو دو ہاتھ کرنے سے پہلے ضروری تھا کہ میں باقی معاملات کی تفصیل سے آگاہ ہو سکوں، جلد بازی میں اٹھایا جانے والا کوئی قدم میرے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ مجھے اس بات پر بھی تعجب تھا کہ ان دنوں میں بظاہر بھوشن کی جانب سے بھی کوئی پیش قدمی نہیں ہوئی تھی ویسے یہ بھی ممکن تھا کہ اس نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کر لی ہو اور اندر ہی اندر کوئی خطرناک پلان مرتب کر رہا ہو۔

ندیم مجھے اپنے آفس میں ہی ملا، اس وقت بھی وہ اسی خوبصورت خاتون سے محو گفتگو تھا جسے میں پچھلی بار دیکھ چکا تھا، حسب سابق خاتون نے میری طرف غور سے دیکھا پھر ندیم سے بولیں۔

"کیا ہم اپنی گفتگو جاری رکھ سکتے ہیں۔"

"او یس۔" ندیم نے مسکرا کر میرا تعارف کرایا۔ "یہ میرے دوست اور عزیز مسٹر شہباز خان ہیں۔"

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" خاتون نے مجھ سے کہا۔ "مسٹر ندیم اکثر آپ کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔"

میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے محض مسکرانے پر اکتفا کی، اس کی بات سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ندیم سے اکثر و بیشتر ملتی رہتی ہے، کیسینو میں اس کا دیکھا جانا اس بات کی بھی دلالت کرتا تھا کہ وہ کوئی بہت اچھے کردار کی مالک نہیں ہوگی۔ میں ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا، ندیم نے خاتون سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ جو ڈیوٹی میں تمہیں سونپ رہا ہوں وہ زیادہ دشوار ہے، تمہاری ایک معمولی سی غلطی بھی ہمارے لیے کسی بڑے نقصان کا خمیازہ ثابت ہو سکتی ہے۔"

"ڈونٹ وری۔" وہ بے پروائی سے بولی۔ "تم نے مجھے تفصیل بتا دی ہے اب باقی کام میرا ہے۔ رہا نقصان کا سوال تو یہ میری اپنی ذمہ داری ہوگی لیکن ایک شرط پر۔" آخری جملہ ادا کرتے ہوئے اس نے میری جانب کن انکھیوں سے دیکھا تھا۔

"وہ کیا۔"

"جب تک ہمارا مشن پورا نہ ہو جائے تم میرے بارے میں کسی اور سے کوئی بات نہیں کرو گے۔"

"ٹھیک ہے۔" ندیم نے جواب دیا۔ "وش یو گڈ لک۔"

جواب میں وہ مسکرائی ہوئی اٹھی اور ایک بھرپور نگاہ مجھ پر

aazzamm@yahoo.com

والتی ہوئی منس سے باہر نکل گئی۔

"بہترین کی تعریف۔" میں نے اس کے جانے کے بعد ندیم سے دریافت کیا۔

"ہے ایک کار آمد شے۔"

"ماہ رخ سے بھی زیادہ؟" میں نے ہلکا سا طنز کیا۔

"نہیں۔" ندیم نے مسکرا کر جواب دیا۔ "اس کا وہ ٹاپ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔"

"ویسے تم سے خاصی بے تکلف نظر آ رہی تھیں۔"

"ڈونٹ وری۔ ماہ رخ کے ساتھ شادی سے پہلے کی بات اور تھی لیکن اس کے بعد سے میں نے خود کو پوری طرح کنٹرول کر رکھا ہے۔"

"بھوشن نے پانڈے سے ایک ہفتے کے اندر اندر پچاس لاکھ کا مطالبہ کر رکھا ہے۔" میں نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ابھی اس میعاد کو پورا ہونے میں تین چار دن باقی ہیں۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"کیا تم یہ رقم اپنے دوغلے پانڈے کو دے دو گے؟"

"قبل از وقت یقین سے کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔" ندیم نے کہا پھر جلدی سے بات کا رخ بدلتے ہوئے بولا۔ "تمہارے لیے ایک اہم خبر ہے میرے پاس۔ شیرا ماچھی نے رحیم بخش کی کہانی پر یقین کر لیا ہے اور اب وہ پانڈے کا کریا کرم کے سلسلے میں پوری طرح آمادہ ہے۔"

"کیا بھوشن کے بارے میں بھی کوئی اطلاع ملی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اس کے مال کی نئی کھیپ کب جانے والی ہے۔"

"ابھی اس سلسلے میں کوئی بات نہیں معلوم ہوئی۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ رحیم بخش تمہارے ساتھ ڈبل گیم پلے کرنے کی کوشش نہیں کرے گا؟" میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ شیرا ماچھی کے ساتھ مل کر ہمارے لیے کوئی خوبصورت جال بن رہا ہو۔"

"ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو اس کی اطلاع مجھے مل جائے گی۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "مچھیروں کی بستی میں میرے دو چار آدمی بھی ہیں جو رحیم بخش کے سائے کے ساتھ ساتھ لگے ہوئے ہیں اور مجھے پل پل کی خبر دیتے رہتے ہیں۔"

"پانڈے کے سلسلے میں کوئی نئی اطلاع۔" میں نے پوچھا۔ "کیا تبدیلی لانے کے بعد بھی بھوشن یا کسی اور نے اس کو فون پر کوئی دھمکی دینے کی کوشش کی تھی؟"

"نہیں۔ ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔"

"کریم کے سلسلے میں تم کیا کہو گے۔" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا وہ تمہارا کوئی ٹرینڈ آدمی نہیں ہے۔"

"میں نے اگر اس کے لیے تم سے سفارش کی تھی تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی کی ہوگی۔ ویسے مجھے اس حادثے کی تفصیل معلوم ہو چکی ہے جو تمہیں پیش آیا تھا۔" ندیم نے کہا۔ "جانتے ہو وہ لوگ کون تھے جو تمہاری گاڑی کا تعاقب کر رہے تھے۔"

"کون تھے۔" میں نے تیزی سے دریافت کیا۔

"وہ راجن کے اپنے گروہ کے لوگ تھے جو تم سے راجن کی موت کا انتقام لینے کے خواہش مند تھے۔"

"لیکن انہیں اس بات کا علم کس طرح ہوا کہ راجن کو پیش آنے والے حادثے میں میرا ہاتھ تھا۔" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔

"بالکل اسی طرح جس طرح تمہارے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سراج کو علم ہوا ہے۔" ندیم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اگر پولیس کے آدمی راجن کی خفیہ طور پر نگرانی کرنے پر مامور تھے تو کیا راجن نے اپنے آدمیوں کو اپنی حفاظت پر مامور نہیں کیا ہوگا۔ بہرحال، یہ بات طے ہے کہ راجن کے گروہ کو اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ ان کے سردار کا قاتل کون ہے۔"

"کیا اس گروہ کے پیچھے بھی بھوشن کا ہاتھ ہے؟"

"ہو سکتا ہے۔ لیکن میری اطلاع کے مطابق بھوشن ابھی تک اس معاملے سے الگ تھلگ ہی ہے۔"

"گویا اب ہمارے لیے ایک محاذ اور کھل گیا۔"

"ہاں اور اس کی ذمے داری سو فیصد تمہارے اوپر عائد ہوتی ہے۔" ندیم ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "میں نے تم کو مشورہ دیا تھا کہ کچھ دنوں تک آرام سے بیٹھ کر تماشا دیکھو۔ راجن کا معاملہ تو اپنے راستے سے ہٹانے کے اور بھی بہت سارے طریقے ہو سکتے تھے۔"

"سوری۔" میں نے سپاٹ انداز میں جواب دیا۔ "میں اپنا قرض کسی اور کے کھاتے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔"

"کیا مطلب کیا کوئی خاص ارادے ہیں۔"

"ہاں۔" میں نے بات کو ٹالنے کی خاطر کہا۔ "میرا اگلا شکار اب ماہ رخ ہوگی۔"

"جو پہلے ہی تمہارے اوپر مر چکی ہے اب اسے اور کیا مارو گے۔"

میں زیادہ دیر کیسینو میں نہیں رکا۔ واپسی پر اچانک میرے ذہن میں ولیم پوکر کا خیال آ گیا۔ بہت دنوں سے اس کا ذکر درمیان میں نہیں آیا تھا چنانچہ میں نے کریم سے گاڑی کو ایک پبلک فون بوتھ کے قریب رکوایا پھر اتر کر بوتھ میں گیا اور بھوشن کے ڈائرکٹ نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ایک منٹ بعد دوسری طرف سے خود بھوشن نے کال اٹینڈ کی تھی۔

"میں تمہارا دشمن بول رہا ہوں۔" میں نے ولیم پوکر کے لہجے میں کہا۔ "تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میری خاموشی کو بے معنی نہ سمجھنا۔ میں بہت جلد تمہیں چاروں اطراف سے گھیر کر اس طرح ماروں گا کہ تمہیں فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔"

"یہ تمہاری احمقانہ باتیں ہیں۔" بھوشن نے سرد مگر نرم لہجے میں جواب دیا۔ "اب میں اتنا گیا گزرا بھی نہیں ہوں کہ تم مجھے کسی تر نوالے کی طرح ہضم کر جاؤ۔ رہا تمہاری ڈیمانڈ کا مسئلہ تو آج بھی میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر تمہارا جائز حصہ تمہیں دینے کو تیار ہوں۔"

"نہیں مسٹر بھوشن۔ تم مجھے اس طرح ٹریپ نہیں کر سکتے۔" میں نے کرخت آواز میں جواب دیا۔ "تمہیں وہی طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا جو میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔"

"مجھے وہ طریقہ منظور نہیں ہے۔" بھوشن نے صاف گوئی سے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔" میرا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "میں بھی اپنے طریقہ کار پر عمل کرتا رہوں گا۔ تمہاری طاقت کو کمزور کرنے کی خاطر پہلے تمہارے ایک ایک آدمی کو کتے کی موت ماروں گا اس کے بعد تمہارا نمبر بھی بہت جلد آ جائے گا۔"

"جانتے ہو تم اس وقت کس سے مخاطب ہو۔" بھوشن کی آواز میں رعونت پیدا ہو گئی۔

"ایک تھرڈ ریٹ اسمگلر سے جو اپنے تعلقات کی بنا پر خود کو شریف ظاہر کر رہا ہے۔"

"تم اس وقت غالباً نشے میں ہو ورنہ۔"

"شٹ اپ۔" میں نے جھلا کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں اگر چاہوں تو فوج کے انتہائی حساس اداروں کے افسران سے بھی رابطہ کر کے تمہاری ساری قلعی کھول سکتا ہوں لیکن ایسا کروں گا نہیں۔ تم میرے شکار ہو۔ تمہیں میرے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچنا ہوگا۔"

"کیا جانتے ہو میرے بارے میں۔" اس نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

"بہت کچھ۔" میں نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔ "مثلاً یہ کہ تم اب ہوا میں اڑنے کے بجائے پانی میں تیرنے لگے ہو۔ تم جن لوگوں پر انحصار کر رہے ہو وہ میرے ہاتھوں ایک ایک کر کے ختم ہو رہے ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میرا اشارہ راجن، اس کے ساتھیوں اور فضلو کی طرف ہے۔ کیا یہ بھی میرے منہ سے سننا پسند کرو گے کہ اب تمہارا سب سے اہم مہرہ کون باقی رہ گیا ہے۔"

"مسٹر ولیم پوکر۔" اس بار بھوشن معنی خیز لہجے میں بولا۔ "میرا خیال ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو خود کو پوز کر رہے ہو۔ کون ہو اس کی اصلیت بھی میرے علم میں بہت جلد آ جائے گی۔"

"کیا تم مجھے چیلنج کر رہے ہو۔" میں نے سفاک انداز میں پوچھا۔ "کیا تم یہ پسند کرو گے کہ میں تمہارے بارے میں معلومات ان محکموں کے سربراہوں تک پہنچا دوں جن پر تمہارے اثر و رسوخ کا کوئی حربہ کارآمد ثابت نہیں ہوگا۔"

"بکو مت۔ یو بلاڈی فول۔ میں جانتا ہوں کہ تم صرف ایک بلیک میلر ہو جو مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں نے اپنے طور پر مسٹر جوزف کے تمام رشتے داروں کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ولیم پوکر نام کا ان کا کوئی عزیز نہیں تھا۔"

"بلف نہیں چلے گا یو ڈرٹی ڈاگ۔" میں نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ "جب میں پتے شو کروں گا تو عین ممکن ہے کہ تم خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو جاؤ۔"

"اس کے علاوہ کوئی اور بکواس کرنا چاہتے ہو؟" بھوشن نے بے پروائی سے پوچھا۔

"فی الحال جو کچھ میں نے کہا ہے وہی کافی ہے۔ باقی کا اندازہ تمہیں اس وقت ہوگا جب میں اپنا ٹرمپ کارڈ استعمال کروں گا۔" میں نے سرد لہجے میں کہا پھر ریسیور کریڈل پر رکھ کر بوتھ سے باہر آ گیا۔

میں بھوشن کو نفسیاتی طور پر کمزور کرنا چاہتا تھا لیکن شاید وہ ابھی تک اپنی امارت اور اثر و رسوخ کے بل پر اچھل رہا تھا۔ اس کی نگاہوں میں انسانوں کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ وہ اپنے ناجائز کاروبار کو چلانے کی خاطر اجرتی قاتلوں اور بدمعاشوں کو ایندھن کی طرح جھونک رہا تھا۔ شاید اس کے نزدیک دولت سے زیادہ کسی اور شے کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ میرا خیال تھا کہ اب ولیم پوکر کی شخصیت کو کسی حد تک سمجھ چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اب اسے بھی کوئی اہمیت نہیں دے رہا تھا۔ غلطی شاید ہماری ہی تھی۔ اگر ندیم یا میں نے ولیم پوکر کی فرضی شخصیت کو تخلیق کرنے کے بعد کوئی فوری کارروائی کی ہوتی تو عین ممکن تھا کہ وہ گھٹنے ٹیکنے پر تیار ہو جاتا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے دل و دماغ سے ولیم پوکر کی اہمیت کم ہوتی جا رہی تھی۔

میں اپنے خیال میں اس قدر گم تھا کہ مجھے کسی خطرے کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر میں نے کریم کو دیکھا جو اسٹیئرنگ پر سر ٹکائے بیٹھا تھا۔ میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن ٹھیک اسی وقت کسی نے پشت سے سرد لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ جاؤ ورنہ تمہارا جسم چھلنی کر دیا جائے گا۔"

میں کوئی جواب دینے کی کوشش کر رہا تھا کہ ڈرائیونگ سیٹ پر سر ٹکائے ہوئے شخص نے گردن اٹھا کر میری طرف

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

بڑی خونخوار نگاہ سے دیکھا' وہ بہرحال کریم نہیں تھا۔ اگلی نشستوں پر وہ تنہا نہیں تھا۔ اس کے برابر ایک اور شخص بھی موجود تھا۔

"جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو ورنہ تمہاری موت پر ہمیں کوئی صدمہ نہیں ہوگا۔" اس بار کسی اسلحہ کی نال مجھے اپنے پہلو میں چبھتی محسوس ہوئی۔ میرے پاس وقتی طور پر خود کو ان بدمعاشوں کے سپرد کر دینے کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں نے خاموشی سے پچھلا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا تو چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ کریم کا جسم مڑا تڑا سیٹوں کے درمیانی خلا میں پھنسا ہوا تھا۔ شاید اسے پہلے ہی قابو کر لیا گیا تھا۔ میں نے خاموشی سے اندر بیٹھ کر دروازہ بند کرنا چاہا لیکن جو شخص میری پشت پر موجود تھا مجھے دھکا دے کر میرے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں اعشاریہ تین آٹھ کا پستول موجود تھا جس پر سائلنسر بھی فٹ تھا۔ اگلی نشست پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص بھی یقینی مسلح ہی رہا ہوگا پھر گاڑی تیزی سے حرکت میں آگئی۔

اگلی اور پچھلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تینوں افراد صورت و شکل سے بدمعاش ہی لگ رہے تھے میں بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا تھا کہ وہ لوگ کس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک بات طے تھی کہ وہ میرے تعاقب ہی میں کیسینو تک پہنچے ہوں گے پھر جتنی دیر میں میں نے بھوشن سے فون پر گفتگو کی اتنی دیر میں انہیں کریم کو قابو کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی ہوگی اس کے بعد میں بھی ان کے نرغے میں پھنس گیا۔

گاڑی شہر کی پررونق سڑکوں پر فراٹے بھر رہی تھی لیکن میں بے بس تھا۔ میرے برابر بیٹھے ہوئے شخص نے پستول کی نال بدستور میرے جسم پر جما رکھی تھی۔ میری ایک معمولی سی حماقت بھی مجھے موت کی آغوش میں پہنچا سکتی تھی اور کسی کو کانوں کان اس کی خبر بھی نہ ہوتی۔ کریم بدستور سیٹوں کے درمیان عجیب و غریب حالت میں پھنسا نظر آ رہا تھا لیکن مجھے اغوا کرنے والوں نے شاید اسے بے ہوش کرنے پر ہی اکتفا کی تھی اگر گولی ماری ہوتی تو فرش پر کہیں نہ کہیں خون کا نشان ضرور موجود ہوتا۔

خاصی دیر تک ہمارے درمیان مکمل خاموشی رہی۔ میرے ذہن میں ایک دوبار خیال آیا کہ کاکا یا لیڈی بنگارس کو آواز دوں لیکن میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ ان دونوں نے دعویٰ کیا تھا کہ کسی بھی آڑے وقت میں میرا ساتھ ضرور دیں گی چنانچہ انہیں میرے آواز دینے سے پیشتر ہی میری مدد کو آنا چاہیے تھا۔ میں نے صندلی انگوٹھی کی جانب دیکھا۔ اس کا رنگ بدستور سرخ تھا۔

دس منٹ بعد گاڑی ایک پوش علاقے میں داخل ہوئی تو میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"تم لوگ کون ہو؟" میں نے سنبھل کر پوچھا۔

"اس کا جواب بھی تمہیں بہت جلد مل جائے گا۔" اگلی نشست پر بیٹھے ہوئے فرد نے جواب دیا۔ "اتنی جلدی بھی کیا ہے۔"

"مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

"کیوں؟" میرے برابر بیٹھے ہوئے شخص نے سرد لہجے میں کہا۔ "کیا تم ان راستوں سے واقف نہیں ہو؟"

میں نے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔ مجھے کسی حد تک اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ لوگ کون تھے۔ گاڑی جس پوش علاقے میں داخل ہوئی تھی اسی میں کچھ دور آگے جا کر وہ عمارت واقع تھی جس کے ایک اپارٹمنٹ میں راجن رہا کرتا تھا جو اب اس دنیا میں نہیں تھا لیکن میں ابھی تک اس حقیقت سے ناواقف تھا کہ اسے کس نے قتل کیا تھا وہ کون لوگ تھے جنہوں نے اپارٹمنٹ کی روشنیاں گل کرنے کے بعد اندھا دھند فائرنگ شروع کی تھی جس کے نتیجے میں راجن اور اس کے ساتھی کام آگئے تھے۔

کریم نے مجھے بتایا تھا کہ تباہ ہونے والی سیاہ فورڈ میں راجن ہی کے گروہ کے آدمی میرے تعاقب میں تھے جو مجھ سے راجن کے قتل کا انتقام لینا چاہتے تھے لیکن کریم نے ان کو ان کے منصوبوں کے ساتھ ہی ایک دھماکے سے اڑا دیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے اب تک ہوش میں آجانا چاہیے تھا۔" اگلی نشست پر بیٹھے ہوئے شخص نے کریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا۔

"فکر مت کرو اگر یہ ہوش میں نہیں آیا تو ہم اسے ڈنڈا ڈولی کر کے اپنے ساتھ ہی لے چلیں گے۔"

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اسے یہیں ٹھکانے لگا دیں۔ بلاوجہ رسک لینے سے کیا فائدہ۔"

"نہیں۔ تم ایسی کوئی حماقت نہیں کرو گے۔" پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے تیزی سے کہا۔ "ہم انہیں اتنی آسانی سے پارسل نہیں کریں گے۔ اتنی اذیتیں دے کر جہنم رسید کریں گے کہ پھر کوئی ہماری جانب متوجہ ہونے کی جرأت نہ کر سکے۔ تم اپنے ان ساتھیوں کو کیوں فراموش کر رہے ہو جن کے جسم کے ٹکڑے ہمیں سڑک پر دور دور تک بکھرے ملے تھے۔"

اب شبے کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ وہ راجن ہی کے گروہ کے افراد تھے جو مجھ سے اور کریم سے اپنے ساتھیوں کی عبرتناک موت کا بھیانک انتقام لینے کے خواہش مند تھے پھر میرا شبہ اس وقت یقین میں بدل گیا جب گاڑی اسی عمارت میں داخل ہوئی جس میں راجن رہا کرتا تھا۔ میرے اعصاب میں تناؤ کی کیفیت پیدا ہونے لگی لیکن میں نے کوئی حرکت کرنے کی حماقت نہیں کی اس لیے کہ میرا آٹومیٹک وہ پہلے ہی اپنے قبضے

…نے بچے تھے۔ یوں بھی تین مسلح افراد کی موجودگی میں … لیے یہی مناسب تھا کہ کسی مناسب وقت کا انتظار کروں۔ گاڑی پارکنگ لاٹ میں کھڑی کرنے کے بعد وہ بڑے اطمینان سے نیچے اترے۔ دو آدمیوں نے کریم کو گھسیٹ کر باہر … اور اسے پکڑ کر لفٹ کی طرف لے جانے لگے۔ انداز ایسا … تھا جیسے وہ کسی کو سنبھال سنبھال لے جا رہے ہوں۔ تیسرے … نے مجھ سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

"تمہارے لیے یہی بہتر ہوگا کہ خاموشی سے اتر کر میرے آگے چلو اگر تم نے عقل مندی یا چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو ہمیں مجبوراً تمہیں موت کے گھاٹ اتارنا پڑے گا۔"

"تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو؟" میں نے گاڑی سے نیچے اترتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا جواب تمہیں بہت جلد مل جائے گا۔ چپ چاپ … بڑھاتے رہو۔"

عمارت کے ایک دو افراد لفٹ سے اتر کر باہر نکلے تھے لیکن کسی نے ہماری جانب توجہ نہیں دی البتہ انہوں نے کریم کو ہمدردی سے دیکھا تھا جس کے دونوں ہاتھ اپنی گردن میں … دونوں افراد لفٹ کی طرف جا رہے تھے۔ کریم شاید ابھی شدید بے ہوشی کی کیفیت سے دوچار تھا وہ اپنے پاؤں سے … چل پا رہا تھا۔ دونوں آدمی اسے تقریباً گھسیٹ رہے تھے … لے کر لفٹ میں داخل ہو گئے۔ ان کے پیچھے پیچھے میں … لفٹ میں داخل ہوا پھر میرے عقب میں آنے والے نے … داخل ہو کر لفٹ چلا دی۔ کریم کی حالت کے پیش نظر میں … نکل بچاؤ کا کوئی راستہ اختیار کر گزرنے کے ارادے کو … کر رہا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ کریم زندہ بھی ہے یا مر چکا …

دو منٹ بعد ہم جس اپارٹمنٹ میں داخل ہوئے وہ راجن … کسی اور کا نہیں تھا۔ اندر صرف ایک مسلح شخص موجود … نے جھک آئی سے باہر دیکھنے کے بعد ہی دروازہ کھولا … اندر سے دروازہ بند کر لینے کے بعد کریم کو فرش پر ڈال دیا … بدستور کھڑا کریم کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی … چل رہی تھی لیکن وہ ابھی تک بے ہوش ہی تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہیں اپنا جواب مل گیا ہوگا۔" وہ … مجھے پیچھے سے کور کر کے اوپر لایا تھا سرد لہجے میں بولا۔ "… دیکھ لو یہ راجن کا اپارٹمنٹ ہے اور وہی کمرہ ہے … اور تمہارے ساتھیوں نے اسے اندھیرا کرنے کے … گولیوں سے چھلنی کر ڈالا تھا۔"

"کیا تم میری ایک بات کا یقین کرو گے؟"

"کہو۔" وہ مجھے نفرت سے گھورتے ہوئے بولا۔

"راجن کو میں نے نہیں مارا۔" میں نے بڑے وثوق سے کہا۔ "میں اس کے رحم و کرم پر تھا جب کسی نے پورے اپارٹمنٹ کا مین سوئچ آف کر دیا تھا اس کے بعد گولیوں کی آوازیں گونجنے لگی تھیں۔ راجن اندھیرے ہی میں گولیوں کا شکار ہوا تھا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" دوسرے نے حقارت سے کہا۔ "کیا وہ ہمارا ہی کوئی آدمی تھا جس نے تاریکی کر کے اپنے ساتھیوں اور سرغنہ کو بھون ڈالا تھا۔"

"اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔" میں نے مدھم لہجے میں جواب دیا۔

"تم اس رات یہاں کیا کرنے آئے تھے۔" تیسرے شخص نے مجھے خونخوار انداز میں مخاطب کیا۔

"ظاہر ہے میں راجن سے ملنے کی خاطر آیا تھا۔"

"کیوں؟ کیا وجہ تھی تمہیں راجن کے ساتھ ملاقات کرنے کی۔"

"میں اسے ایک اہم اطلاع دینا چاہتا تھا۔" میں نے فوری طور پر ایک خوب صورت بہانہ تراشتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں اسے بتانا چاہتا تھا بشیرا ماچھی نے بالا ہی بالا پارٹی سے تمام معاملات طے کر لیے ہیں اور وہ راجن کو درمیان سے ہٹانا چاہتے تھے۔"

"پارٹی سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"مجھے اس کا نام نہیں معلوم ہو سکا تھا لیکن میرے مخبر نے مجھے یہی اطلاع دی تھی۔"

"تم بشیرا ماچھی کو کس طرح جانتے ہو؟" ایک نے تیزی سے سوال کیا۔

"اس کے ذریعہ چھوٹا موٹا کام میں بھی کرتا رہتا ہوں۔" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا۔ "جو شخص ہمارے اور بشیرا ماچھی کے درمیان لائن کا ذریعہ تھا اس نے وہ اطلاع مجھے دی تھی۔"

"کیا تم بشیرا سے ذاتی طور پر بھی مل چکے ہو۔"

"نہیں۔" میں نے اطمینان سے کہا۔ "میری اس سے براہ راست کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔"

"جس مخبر نے تمہیں راجن کے بارے میں اطلاع دی تھی وہ کون تھا؟" سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

"مغلو۔" میں نے اندھیرے میں تیر چھوڑا۔

میرا جواب سن کر وہ ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے شاید میرے جواب نے انہیں مخمصے میں ڈال دیا تھا وہ نگاہوں نگاہوں میں میری بات کی ایک دوسرے سے تصدیق کرتے رہے پھر جس نے دروازہ کھولا تھا وہ مجھے گھورتے ہوئے بولا۔

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"مقبول اب کہاں ہے؟"

"تم شاید اب میرا امتحان لینے کی کوشش کر رہے ہو۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "مقبول کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کی لاش ایک کوڑے دان سے پولیس کو برآمد ہوئی تھی۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا مقبول کو بشیرا ماچھی کے آدمیوں نے قتل کیا ہوگا۔"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"کیا اب بھی تم بشیرا ماچھی کے ذریعہ اپنے چھوٹے موٹے کاروبار کو جاری رکھو گے؟"

"ختم کرو۔" ایک شخص نے جو بظاہر ان چاروں کا گروپ لیڈر لگتا تھا سرد لہجے میں کہا۔ "ہمیں ان فضول باتوں سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ ہم ان دونوں کو یہاں صرف اس لیے لائے ہیں کہ اپنے ان ساتھیوں کا انتقام لے سکیں جنہیں گاڑی سمیت دھماکے سے اڑا دیا گیا تھا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ اتنا ضرور سمجھ چکا تھا کہ جن لوگوں نے مجھے اور کریم کو اغوا کیا تھا ان کا تعلق راجن کے گروہ ہی سے تھا۔

"تم نے سیاہ رنگ کی فورڈ کو کیوں تباہ کیا تھا؟" دوسرے شخص نے سوال کیا۔

"وہ کسی اچھے ارادے سے ہمارا تعاقب نہیں کر رہی تھی۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "اگر ہم اسے تباہ نہ کرتے تو وہ ہمیں۔۔۔"

"تم اب بھی ہمارے عتاب سے نہیں بچ سکو گے۔" لیڈر نما شخص نے مجھے کرخت آواز میں مخاطب کیا۔ "ہم راجن اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی موت کا بھیانک انتقام لینے کی غرض سے تمہیں یہاں لائے ہیں۔"

"اگر یہ تم لوگوں کا آخری فیصلہ ہے تو پھر ہمیں یہاں تک لانے کی زحمت بھی کیوں گوارا کی۔ راستے ہی میں ہمیں گولی مار کر پھینک دیا ہوتا۔"

"نہیں۔ ہم تمہیں اتنی آسان موت نہیں ماریں گے۔" لیڈر نے حقارت سے کہا۔ "ہم تمہیں بھوک اور پیاس کی شدت سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے پر مجبور کر دیں گے۔ کیوں؟ کیا یہ ایک دلچسپ تماشا نہیں ہوگا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کریم بدستور فرش پر بے ہوش پڑا تھا پھر لیڈر کے حکم پر دو آدمیوں نے مجھے بھی ہاتھ پیر باندھ کر فرش پر ڈال دیا۔ میں نے کوئی مزاحمت نہیں کی وہ چاروں مسلح تھے اس لیے میری کوئی جوابی کارروائی میری موت کا سبب بھی بن سکتی تھی۔

"اس کی گاڑی کا کیا کیا جائے؟" ایک شخص نے لیڈر سے پوچھا۔

"فی الحال اسے تین نمبر کے گیراج میں بند کر دو۔"

لیڈر کے حکم کے ساتھ ہی وہ شخص تیزی سے باہر چلا گیا۔ باقی تینوں افراد مجھے اور کریم کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے پھر ان میں سے ایک نے لیڈر سے کہا۔

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اسے دوسری پارٹی کے ہاتھوں فروخت کر دیں۔ میرا اندازہ ہے کہ ہمیں منہ مانگی رقم بھی مل سکتی ہے۔"

"اور ہمارے ساتھیوں کا انتقام کس طرح پورا ہوگا۔"

"سیٹھ سے دام کھرے کرنے کے بعد اول تو وہ بھی انہیں زندہ نہیں چھوڑے گا اور اگر یہ بچ بھی گئے تو ہم انہیں دوبارہ اغوا کر سکتے ہیں۔ اس طرح ہمیں اچھی خاصی رقم بھی مل جائے گی اور بعد میں ہم راجن کا انتقام بھی لے سکتے ہیں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ سیٹھ ہم سے اس کا سودا کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔" لیڈر نے پوچھا۔

"میں راجن کے بہت قریب رہا ہوں۔" وہ تیزی سے بولا۔ "راجن کی باتوں سے میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ سیٹھ بھی اس کا پتا گول کرنے کے چکر میں تھا۔"

"گر فتش کر لینے میں حرج بھی کیا ہے۔" تیسرے شخص نے جس کے ہاتھ میں خودکار رائفل موجود تھی لیڈر کو قائل کرنے کی کوشش کی۔ "مقبول سیٹھ ہی کے لیے کام کرتا تھا۔ اسے بھی مقبول کی موت کی اطلاع ضرور مل ہوگی۔ ایسی صورت میں ہمارا کام بن سکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" لیڈر نے دوسرے شخص سے کہا۔ "تم ان دونوں حرامزادوں کی طرف سے پوری طرح چوکس رہنا۔ ان کی کوئی حرکت بھی اگر تمہارے لیے ناقابل برداشت ہو تو تم میری اجازت سے انہیں لنگڑا اور لولا بھی کر سکتے ہو لیکن انہیں ہر حال میں زندہ رکھا جائے۔ میں اپنے ساتھیوں کی موت کو ابھی بھولا نہیں ہوں۔"

میں بدستور خاموش پڑا رہا۔ لیڈر اپنے ایک ساتھی کو لے کر چلا گیا تو اپارٹمنٹ میں اب میرے اور کریم کے علاوہ صرف رائفل بردار رہ گیا تھا جس نے لیڈر کے جانے کے بعد ایک کرسی سنبھال لی تھی۔ رائفل اس نے کرسی سے اس طرح لگا کر رکھ دی کہ موقع پڑنے پر اس کے استعمال میں اسے کوئی دشواری پیش نہ آنے پائے۔ اس کے بعد اس نے جیب سے شراب کی ایک بوتل نکالی اور اسے منہ سے لگا کر ایک ہی گھونٹ میں پیتا چلا گیا۔ شاید وہ ہمارے آنے سے پہلے بھی مے نوشی کے شغل میں مصروف تھا۔ خالی بوتل کو فرش پر ایک طرف لڑھکانے کے بعد اس نے سیدھا ہاتھ اٹھا کر آستین سے منہ خشک کیا پھر میری طرف گھورتے ہوئے بولا۔

"فرش پر بے بسی کی حالت میں بندھے پڑے رہنے کا تجربہ

تمہیں کیسا لگ رہا ہے؟"

"تم لوگ ابھی کسی سیٹھ کا تذکرہ کر رہے تھے۔" میں نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا میں اس کا نام دریافت کر سکتا ہوں؟"

"لیڈر واپس آ جائے تو اسی سے دریافت کر لینا۔ اس کے اشارے کے بغیر ہم کوئی کام نہیں کرتے۔"

"کیا تمہارا یہ لیڈر راجن کا نائب تھا۔"

"ہاں۔"

"مجھے یقین ہے کہ تمہارے لیڈر کو ہماری طرف سے کوئی غلط فہمی ہوئی ورنہ ہم وہ نہیں ہیں جو ہمیں سمجھا جا رہا ہے۔"

"اس کی ذمے داری بھی لیڈر پر ہی عائد ہوتی ہے۔ ہمیں صرف اپنے کام سے غرض ہوتی ہے۔" وہ قدرے ٹھہرتا ہوا بولا۔ "ہاں۔ میں تمہیں اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ تمہارا انجام بہت خطرناک ہوگا۔"

"اور اگر تم چاہو تو ہمیں لیڈر کے عتاب سے بچا بھی سکتے ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"ہم تمہیں منہ مانگی رقم دینے کو تیار ہیں۔" میں نے اسے لالچ دینے کی کوشش کی۔ "تم کسی بھی بہانے سے یہاں سے فرار ہونے کا موقع فراہم کر سکتے ہو۔"

"اندازاً کتنی رقم دے سکتے ہو۔" اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے رازداری سے پوچھا۔

"ایک لاکھ۔" میں نے سرگوشی کی۔

"کم ہیں کچھ اور اضافہ کرو۔" اس نے سودے بازی کے انداز میں کہا۔

"تم کتنا چاہتے ہو؟"

"پچاس لاکھ۔" وہ ایک آنکھ دبا کر بولا۔ "جانتے ہو میں اتنی بڑی رقم کا کیا کروں گا۔ تمہارے لیے ایک خوب صورت سا مقبرہ بنواؤں گا جو تمہارے شایان شان ہوگا۔ تمہارے ساتھی کو اس مقبرے کے بیرونی احاطے میں دفن کیا جائے گا جس کے اوپر ایک خوب صورت سا سائبان ہوگا اور اس کے بعد جو رقم بچے گی اسے میں غریب غربا میں تقسیم کر دوں گا اس لیے کہ دولت دنیا کی سب سے زہریلی شے ہوتی ہے۔ ایک بار اس کی لت پڑ جائے تو انسان خود اپنا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔"

"پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہو؟" میں نے دوسرا حربہ آزمایا۔

"ہاں۔ میں نے فلسفے میں ایم اے کیا تھا لیکن ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد آخر کار خودکار اسلحہ کے مضمون میں نئے سرے سے داخلہ لینا پڑا۔" وہ بڑے استہزائیہ انداز میں بولا۔ "اس راستے کو اختیار کرنے کے لیے نہ تو انسان کو جگہ جگہ دھکا کھانا پڑتا ہے نہ کسی بڑی سفارش کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ البتہ شروع شروع میں کسی تجربے کار بدمعاش یا دہشت گرد کا ساتھ تلاش کرنا پڑتا ہے اور ایسے لوگوں کی ہمارے ہاں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ اس معاملے میں ہم خاصے خود کفیل واقع ہوئے ہیں۔" پھر اس کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ مجھے گھورتا ہوا بولا۔ "اب میں سوچ رہا ہوں کہ ایکسپورٹ کا دھندا شروع کر دوں۔"

"کیا مال ایکسپورٹ کرنا چاہتے ہو؟"

"جرائم، قاتل اور خطرناک قسم کے دہشت گرد۔" اس نے رائفل اٹھا کر اپنی گود میں رکھتے ہوئے جواب دیا۔ "سنا ہے بیرونی ممالک میں ان دونوں اقسام کے لوگوں کی اچھی خاصی کھپت ہے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔" میں نے اسے شیشے میں اتارنے کی خاطر سنجیدگی سے کہا۔ "تم نے بھوک اور فاقے سے تنگ آ کر اپنے لیے ایک غلط راستے کا انتخاب کر لیا ہے لیکن۔۔۔"

"اب واپسی مشکل ہے۔" وہ ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "جس گھوڑے کی کمر پر ایک بار دہکتی ہوئی سلاخ سے ٹھپا لگا دیا جائے وہ سوائے ریس کے میدان کے اور کہیں کا باقی نہیں رہتا۔ ہمارے شعبے کا دستور بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ پولیس کے ریکارڈ پر ایک بار نام آ جائے تو اس کو مٹانا ناممکن ہی ہوتا ہے ویسے اس لائن میں اگر قسمت یاوری کرے تو پھر چاندی ہی چاندی ہوتی ہے۔ مال و دولت، عیش و عشرت، رعب و دبدبہ، ایک سے ایک اچھی برانڈ کی شراب، خوب صورت سے خوب صورت اور معصوم لڑکیاں سب کچھ اپنی دسترس میں ہوتا ہے۔ انسان اس لائن میں بھی ڈاکٹریٹ کر سکتا ہے۔ صرف ضمیر کو ایک بار مارنا پڑتا ہے۔"

"کیا میں تمہارا نام دریافت کر سکتا ہوں؟"

"ہمدردی کی کوشش مت کرو۔" یکلخت اس نے رائفل کا رخ بڑے غصے میں ہماری طرف کر دیا۔ "ہمارے کوئی نام نہیں ہوتے اور اگر ہوتے بھی ہیں تو وہ نہیں ہوتے جو پیدائش کے وقت بڑے چاؤ سے رکھے جاتے ہیں۔ مختلف شعبے کے لوگ ہمیں اپنی مرضی سے مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں لیکن ہم اس پر کوئی دھیان نہیں دیتے اس لیے کہ ہمارے پاس اس کا وقت ہی نہیں ہوتا۔"

میں نے فوری طور پر اسے رام کرنے کا کوئی دوسرا حربہ آزمانے کی کوشش نہیں کی۔ اس نے جو کچھ کہا تھا وہ ہمارے معاشرے کی ایک تلخ حقیقت تھی جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں اس زاویے سے فرش پر پڑا تھا کہ میرا اور کریم کا چہرہ تقریباً ایک فٹ کے فاصلے پر تھا اور ٹانگیں مخالف سمتوں میں تھیں۔ کریم ابھی تک بے ہوشی کی کیفیت سے دوچار تھا

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

بیلن میں اس کے سینے کی حرکت سے اندازہ لگا رہا تھا کہ اس کی سانس ابھی تک چل رہی تھی۔

"تمہارے آدمیوں نے کہیں میرے ساتھی کو مار تو نہیں ڈالا؟" میں نے موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔ "یہ بہت دیر سے بے ہوش ہے۔"

"بے ہوشی بھی ایک نعمت ہے۔" وہ زہر خند سے بولا۔ "انسان تمام فکر و کلام سے آزاد ہو جاتا ہے۔ رہا اس کی موت کا سوال تو جو پیدا ہوا ہے اسے ایک نہ ایک دن مرنا بھی ضرور ہے پھر تم اپنے ساتھی کے بارے میں اس قدر فکر مند کیوں ہو۔"

مجھے اب اس کی باتوں سے الجھن ہو رہی تھی۔ میں نے دل ہی دل میں کاکا کو یاد کیا لیکن اس کی سمت سے کوئی جواب نہیں ملا مجھے لیڈی مکلارنس کا خیال آیا۔ اس نے کہا تھا کہ میں کاکا سے محتاط رہوں اس لیے کہ وہ میرے اور بھوشن کے سلسلے میں دوغلی پالیسی سے بھی کام لے سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ راجن کے آدمیوں کے ہاتھوں میرے اور کریم کے اغوا میں بھی کاکا کی سازش شامل ہو۔ میں نے سوچا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ اچانک سامنے آ کر ایک بار پھر سلسلہ کا رخ پلٹ دے اور مجھے اپنے دام فریب میں الجھا لے۔

کاکا اور لیڈی مکلارنس کے نام میرے ذہن میں تیزی سے گردش کر رہے تھے۔ کاکا نے روپ بھر کے اب تک میرے ساتھ متعدد موقعوں پر دوستی کا ثبوت دیا تھا۔ کئی حادثات سے محفوظ رکھا تھا۔ کئی بار آڑے وقتوں میں وہ میرے کام آئی تھی۔ اکثر اس نے مجھے موت کے منہ میں جاتے جاتے بچایا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی میں اسے مختلف رنگ و روپ میں بھی دیکھ چکا تھا۔ لیڈی مکلارنس کی شخصیت بھی کاکا سے کچھ کم پراسرار نہیں تھی۔ اس کی زمین دوز لائبریری کا وجود میری زندگی کا سب سے حیرت انگیز تجربہ تھا۔ اس کے علاوہ ندیم نے بھی اس بات کی تصدیق کی تھی کہ لیڈی مکلارنس کی پیش گوئی کبھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔ اس کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔ میں ابھی ان دونوں کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ میں نے اچانک لیڈی مکلارنس کو دیکھا جو رائفل والے کی پشت پر کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اس کے جسم پر اس وقت بھی وہی لباس تھا جس میں میں نے اسے پہلی بار لندن میں دیکھا تھا۔

"کس غور و فکر میں مبتلا ہو میرے عزیز۔" اس نے براہ راست مجھے مخاطب کیا۔ میں نے اس کی آواز بہت واضح طور پر سنی تھی لیکن رائفل والے نے اس آواز کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ شاید وہ اپارٹمنٹ میں اس کی موجودگی سے بالکل ہی بے خبر تھا۔

بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح
کی سیاسی زندگی اور کارناموں پر مشتمل
حوالہ جاتی کتاب -----
عظیم مدبر عظیم قائد
★ ---- زاہد حسین انجم
قیمت: -/125 روپے
مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

"مجھے آپ کی مدد درکار ہے۔" میں نے اندھیرے میں امید کی کرن نظر آنے کے بعد جذباتی انداز اختیار کیا۔

"نہیں۔" رائفل والا سرد لہجے میں بولا۔ "اب دنیا کی کوئی طاقت تمہاری مدد نہیں کر سکتی۔ تمہارے دن گنے جا چکے ہیں۔"

"زبان سے آواز نکالنے کی حماقت مت کرو۔" لیڈی مکلارنس نے تیزی سے کہا۔ "یہ شخص نہ مجھے دیکھ سکتا ہے نہ میری آواز سن سکتا ہے لیکن تمہاری آواز ضرور سن سکتا ہے۔ اس لیے تم نگاہوں کی زبان میں بات کرو۔ میں تمہاری نگاہوں کا مفہوم سمجھنے کی قوت رکھتی ہوں۔"

"یہ لوگ مجھے اغوا کر لائے ہیں اور اب بھوشن کے ہاتھوں میری زندگی کا سودا کرنے کے خواہش مند ہیں لیکن سودا طے ہو جانے کے باوجود یہ میرے خون کے پیاسے ہی رہیں گے۔"

"میں نے کہا تھا کہ تمہاری کاکا بھوشن کے سلسلے میں تمہارے ساتھ ڈبل گیم بھی پلے کر سکتی ہے۔" لیڈی مکلارنس نے کہا۔ "تمہارے اغوا میں بھی اسی کا ہاتھ ہے۔ اس وقت وہ راجن کے گروہ کے افراد اور بھوشن کے درمیان سودا طے

کرانے میں مصروف ہے۔ اس کے بعد وہ ایک بار پھر تمہیں فریب دینے کی خاطر تمہاری مدد کرے گی۔"

"کیا آپ میری مدد نہیں کر سکتیں۔"

جواب میں لیڈی مکلارنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں اس وقت تمہاری مدد ہی کی خاطر ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے یہاں آئی ہوں۔"

پھر اچانک میں بندشوں سے آزاد ہو گیا۔ کریم کے ہاتھ پیر بھی آزاد ہو گئے تھے لیکن رائفل والا ہماری طرف متوجہ ہونے کے باوجود اس حقیقت سے باخبر نظر نہیں آ رہا تھا کہ ہم رسیوں کی مضبوط گرفت سے نجات حاصل کر چکے ہیں۔

"میرا ساتھی بہت دیر سے بے ہوش ہے۔" میں نے لیڈی مکلارنس کی طرف دیکھتے ہوئے نگاہوں کی زبانی کہا۔ "میں اسے ساتھ لے جانے کا خواہش مند ہوں۔ یہ میرے خاص جانثاروں میں سے ہے۔"

"تمہارا ساتھی اس اپارٹمنٹ میں آنے سے پیشتر ہی پوری طور پر ہوش میں آ چکا ہے لیکن ابھی تک وہ کسی موقع کی تلاش میں خود کو بے ہوش ظاہر کر رہا ہے۔ تمہاری اطلاع کے لیے یہ بھی بتا دوں کہ یہ مارشل آرٹ کا ماہر ہے اور دس بارہ دشمنوں کے مقابلے میں بھی تنہا بھاری پڑ سکتا ہے۔ راجن اور اس کے ساتھیوں کی موت بھی اسی کے ہاتھوں ہوئی تھی۔"

"کیا!" میں حیرت سے چونکا۔

"ہاں میرے عزیز۔ تمہارے دوست نے خاص طور پر اسے تمہارے ساتھ رکھنے کی خاطر اس کی سفارش کی تھی۔ اس نے راجن اور اس کے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے سے پیشتر اسی غرض سے لائٹ آف کی تھی کہ اس کی شخصیت تمہاری نظروں میں نہ آنے پائے۔ میرا مشورہ ہے کہ تم اب بھی یہ بات اپنے ساتھی پر ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرنا۔"

"میرے بچاؤ کا طریقہ کیا ہوگا؟"

"تم اپنے ساتھی کو لے کر آرام سے نکل جاؤ۔" لیڈی مکلارنس نے بڑے اطمینان سے کہا۔ "رائفل والے کا ذہن اب میری مٹھی میں ہے جب تک میں نہ چاہوں یہ تم دونوں کو نہیں دیکھ سکے گا۔"

"لیکن بعد میں اس کے ساتھی اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"پھر تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ یہ زندہ رہے اور اس کے ساتھی اس کی ذات پر ہمارے نکل جانے کے سلسلے میں شبہ بھی نہ کریں۔"

"میں تمہارے جذبات اور احساسات کی قدر کرتی ہوں میرے عزیز۔" لیڈی مکلارنس نے کہا پھر فضا میں ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے بولی۔ "تم اپنے ساتھی کو لے کر جتنی جلدی ممکن ہو یہاں سے نکل جاؤ۔ تمہاری گاڑی نیچے موجود ہوگی۔"

"لیکن۔۔۔؟"

"وقت مت برباد کرو۔ تم جیسا چاہتے ہو ویسا ہی ہوگا۔ چلو جلدی کرو۔"

لیڈی مکلارنس کے چہرے پر بڑی پراسرار سنجیدگی پھیل کر گہری ہوتی جا رہی تھی۔ میں نے کریم کو آواز دی تو وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن پھر رائفل والے پر نظر پڑتے ہی اس نے مجھے ایسی نظروں سے دیکھا تھا جیسے میں نے اس کی ساری محنت برباد کر دی ہو۔ "پریشان مت ہو۔" میں نے اس کے چہرے پر آنے والے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "میں نے اسے ہپناٹائز کر دیا ہے۔ دس منٹ تک اس کا ذہن بالکل ماؤف رہے گا اور اتنی دیر میں ہمیں یہاں سے دور نکل جانا ہے۔"

"اور اس کے باقی ساتھی؟"

"وقت کم ہے۔ ہم یہ باتیں راستے میں بھی کر سکتے ہیں۔" میں نے کریم کا ہاتھ تھام کر اسے دروازے کی جانب کھینچا پھر اپارٹمنٹ سے باہر نکلتے وقت میں نے رائفل والے پر ایک آخری نظر ڈالی۔ وہ کسی بت ہی کی طرح اپنی کرسی پر ساکت و جامد نظر آ رہا تھا۔

راستے میں کریم مجھ سے کرید کرید کر حالات معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور میں اسے گول مول جواب دے کر مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیڈی مکلارنس کے مشورے پر میں نے اس پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ میں اس کی اصل شخصیت سے پوری طرح باخبر ہو چکا ہوں۔

"یہ سب کون لوگ تھے سر؟" کریم نے بڑی سادگی سے کہا۔ "مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ آپ جب فون کرنے کے ارادے سے اترے تھے تو دو راہگیر مجھ سے ایک پتا پوچھنے کی غرض سے قریب آئے تھے۔ مجھے اس بات کا شبہ بھی نہیں ہو سکا کہ وہ مجھے اپنے جال میں پھانس رہے ہیں۔ میں ان دونوں کو پتا سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ان کے تیسرے ساتھی نے جو غالباً گاڑی کی دوسری جانب تھا اچانک میرے سر پر پشت سے اتنا بھرپور وار کیا کہ میری پلکوں کے نیچے ان گنت سورج طلوع ہو کر غروب ہوتے چلے گئے۔ اس کے بعد میرا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوب گیا تھا۔" کریم کے جواب میں میں نے خاموشی ہی اختیار رکھی۔ میرا ذہن اب صرف بھوشن اور کاکا کے بارے میں غور کر رہا تھا۔

رات کے کھانے کے بعد ندیم نے مجھے ہوٹل لان پر ٹہلنے کے بہانے لے جا کر کہا۔

"کل کی رات ہمارے لیے بہت اہم ثابت ہوگی۔ رحیم

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

بخش نے مجھے چوبیس گھنٹے پہلے ہی مطلع کر دیا ہے کہ بھوشن کا ایک بڑا کنسائنمنٹ خلیج کو روانہ کیا جانے والا ہے۔"

"لیکن اس نے پہلے کچھ اور کہا تھا۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "رحیم نے ہمیں کیا بتایا تھا کہ اسے مال کی روانگی سے صرف دو گھنٹے پہلے اس کی اطلاع ملتی ہے اور کشتی کے ناخدا اور اس کے عملے کا انتخاب بھی عین وقت پر کیا جاتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ بشیرا ماچھی نے محض رحیم بخش کو آزمانے کی خاطر اور اس کے بچ نکلنے کے بیان کی اصلیت جاننے کے لیے ایک چال چلی ہو لیکن ہمیں بہرحال رسک لینا پڑے گا۔"

"کیا ہم پولیس یا کسٹم کے عملے کو اعتماد میں لے سکتے ہیں؟"

"نہیں۔ رحیم نے کہا تھا کہ بھوشن نے ان دونوں محکموں کے متعلقہ افسران کو خرید رکھا ہے۔ ایسی صورت میں صرف ہمیں اپنے آدمیوں کے ساتھ صورت حال سے نمٹنا ہو گا۔"

"میرا کیا رول ہو گا؟"

"تم ہمارے ساتھ ہی ہو گے۔" ندیم نے کہا پھر میرے تیور محسوس کرتے ہوئے بولا۔ "میرا خیال ہے کہ تمہیں مجھ سے کوئی شکایت ہے۔ کیوں؟"

"میں شکایت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں اس لیے کہ تم نے پہلے ہی اپنی چھت کے نیچے ہمیں پناہ دے کر ہمارے اوپر بہت احسان کیا ہے۔"

"تمہاری جگہ اگر میں ہوتا اور میرا ذہن گہرائی میں غوطہ لگانے سے قاصر ہوتا تو شاید میں بھی ایسا ہی کوئی گھسا پٹا مکالمہ بولنے کی کوشش کرتا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے ندیم کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ "گہرائی میں غوطہ لگانے سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"میں تمہاری طرف سے ایک لمحے کو بھی غافل نہیں رہتا۔" ندیم نے مجھے گھورتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تمہیں کس وقت اور کہاں سے اغوا کیا گیا، کہاں لے جایا گیا اور پھر تمہاری واپسی کس طرح عمل میں آئی مجھے ان تمام باتوں کی تفصیل معلوم ہے۔"

"راجن کے اپارٹمنٹ میں ان کے گروہ کے چار مسلح افراد موجود تھے جبکہ ہماری تعداد صرف دو تھی۔" میں نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔ "اغوا کرنے والوں نے ہمیں نہتا کر دیا تھا۔ ایسی پوزیشن میں اگر وہ چاہتے تو نہایت آرام اور سکون سے ہماری تکہ بوٹی کر سکتے تھے۔"

"یہ تمہارا ذاتی خیال ہے۔"

"کیوں؟" میں نے الجھے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔ "کیا کریم پر تمہیں بہت اعتماد ہے؟"

"ہاں۔ اس لیے کہ وہ تنہا اور خالی ہاتھ ہونے کے باوجود اکیلا دس آدمیوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔" ندیم نے مجھے کریم کے بارے میں وہی تفصیلات بتائیں جو لیڈی مکلارنس بیان کر چکی تھی۔ "اس کے علاوہ میرے دوسرے افراد بھی تمہارے بہت قریب ہی تھے۔"

"بہت خوب۔ گویا تمہارے افراد بند دروازے اور دیواروں کے اندر بھی دیکھنے کی پراسرار طاقت رکھتے ہیں۔"

"تم شاید ابھی تک اس شخص سے خوفزدہ ہو جو اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد تمہیں زندگی اور زندہ رہنے کے فلسفے سے آگاہ کر رہا تھا۔" ندیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "جانتے ہو وہ کون تھا؟"

"کون تھا؟" میں نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"میرے ہی اعتماد کا ایک آدمی تھا۔" ندیم نے کہا۔ "جس وقت تمہیں راجن کے گروہ کے افراد نے اغوا کیا تھا اسی وقت میں نے اسے راجن کے فلیٹ پہنچنے کو کہا تھا پھر اسے اصلی آدمی کی جگہ لینے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔"

"اور راجن کے گروہ کے آدمی بھی دھوکا کھا گئے!" میں نے قدرے حیرت کا اظہار کیا۔

"ہاں۔ بالکل اسی طرح جس طرح تم اسے شناخت کرنے میں ناکام رہے تھے حالانکہ تم بھی اسے بخوبی جانتے ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ راجو تھا۔" ندیم مسکرایا۔ "وہی راجو جو میک اپ کا ماہر ہے۔ لندن میں کئی راتیں تم دونوں نے ایک ہی ہوٹل میں ساتھ گزاری ہیں۔ بڑی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ بھیس اور آواز بدلنے میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔"

"اور وہ آدمی کہاں گیا جو اپارٹمنٹ میں پہلے سے موجود تھا!" میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

"ہو سکتا ہے اب تک وہ پولیس کی تحویل میں پہنچ چکا ہو لیکن میں یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ باقی تینوں ساتھی بھوشن تک پہنچ کر تمہارا سودا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے وہ راستے میں ہی ایک خطرناک حادثے کا شکار ہو گئے تھے۔ ان کی لاشیں شناخت کی خاطر ہسپتال کے سرد خانے میں پڑی ہیں۔" ندیم نے مجھے بغور گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا اب تم مجھے یہ بتانا پسند کرو گے کہ کار کے اس حادثے اور تمہارے راجن کے اپارٹمنٹ سے بچ نکلنے میں کس ماورائی قوت کا ہاتھ تھا؟"

"کاکا کا۔" میں نے دیدہ دانستہ لیڈی مکلارنس کا نام نہیں لیا۔

"میرا ذاتی خیال بھی یہی تھا۔"

"راجو نے تمہیں کیا بتایا؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔

"کیا اسے ہمارے بچ نکلنے کی خبر نہیں ہوئی تھی؟"

"نہیں۔ راجو کا کہنا ہے کہ اس نے حیرت انگیز طور پر تمہارے اور کریم کے جسم سے رسیوں کی بندشوں کو ٹوٹتے دیکھا تھا لیکن اس کے بعد وہ کچھ دیر کے لیے ذہنی طور پر غائب ہو کر رہ گیا۔ شاید تمہاری کاکا رانی نے تمہیں آزاد کرنے سے پیشتر اس کے دماغ کو کنٹرول کر لیا تھا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے یقین تھا کہ کار کے حادثے میں ہلاک ہونے والوں کی پشت پر لیڈی مکلارنس کا ہی ہاتھ ہو گا لیکن کیا وہ راجو کو شناخت کرنے میں ناکام ہو گئی تھی یا دیدہ و دانستہ اس نے مجھے اس راز سے آگاہ کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا؟

"کیا سوچ رہے ہو؟"

"میں بھوشن کے بارے میں غور کر رہا ہوں۔" میں نے بڑی خوب صورتی سے بات بدلتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ بات تعجب انگیز نہیں ہے کہ راجن اسی کے لیے کام کر رہا تھا لیکن بھوشن اس کے گروہ کے دیگر افراد سے ناواقف تھا۔"

"بھوشن جیسے لوگ صرف رقم کمانے سے سروکار رکھتے ہیں۔ تفصیلات پرکھنے میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔"

"رحیم بخش کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس نے بشیرا ماچھی کو تحریری طور پر یا کسی اور ذریعے سے اپنی پوزیشن سے متعلق آگاہ کرنے کے بعد ہمیں ٹریپ کرنے کے لیے ایک خوب صورت جال بنا ہو۔"

"ہو سکتا ہے مگر قبل از وقت یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" ندیم نے بے پروائی سے شانے اچکاتے ہوئے جواب دیا پھر کریم اور عارفہ کے آجانے کی وجہ سے ہم نے اپنی گفتگو کا رخ بدل دیا۔

اگلے روز میں دفتر کے کام میں مصروف تھا کہ کاکا کی منحوس آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "کیا اتنے مصروف ہو کہ ہماری طرف دیکھنے کی بھی فرصت تمہیں نہیں ہے۔"

میں نے چونک کر آواز کی سمت نظر اٹھائی۔ کاکا اپنی تمام زہریلی ساتھنوں کے ساتھ میرے سامنے صوفے پر نیم دراز تھی لیکن اس وقت وہ خلاف توقع کچھ سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔ اس میں خود سپردگی کا وہ انداز نہیں تھا جو ایسے موقعوں پر ہوا کرتا تھا۔

"تم!" میں نے شکوہ کیا۔ "کل میں نے تمہیں ایک مصیبت میں گرفتار ہو جانے کے بعد آواز دی تھی لیکن تمہاری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔"

"میں نے تمہاری آواز سن لی تھی لیکن تمہاری سفید چمڑی والی بڑھیا کی وجہ سے سامنے نہیں آئی۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولی۔ "تمہیں اس پر بہت ناز تھا۔ اس نے تم سے کہا تھا کہ وہ میری آتما کو بھی قید کرنے میں سپھل (کامیاب) ہو جائے گی۔"

"ہاں۔ اس نے یہی کہا تھا۔" میں نے محتاط انداز میں جواب دیا۔

"وہ درمیان میں نہ آتی تو میں تمہیں ان ظالموں سے بچا لیتی جنہوں نے تمہیں اغوا کیا تھا۔ پرنتو میں جان بوجھ کر سامنے نہیں آئی۔" کاکا نے فاتحانہ انداز میں توبہ شکن انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ "میں دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کس حد تک تمہاری سہائتا کر سکتی ہے۔"

"وہ اگر عین وقت پر نہ آتی تو شاید میں اس وقت..."

"ایسے برے شبد (الفاظ) زبان پر مت لاؤ شہباز خان۔" وہ تیزی سے لگاوٹ بھرے لہجے میں بولی۔ "جب تک اس دھرتی پر کاکا کا سایہ بھی ہے تمہیں کوئی شکتی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ چاہے وہ تمہاری گوری چٹی طوطے جیسی ناک والی بڑھیا ہی کیوں نہ ہو۔"

"لیکن اس نے..."

"بس کرو شہباز خان۔" کاکا نے یکلخت سنجیدگی اختیار کر لی۔ "میں نہ چاہتی تو وہ راجن کے اپارٹمنٹ میں داخل بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ پرنتو میں نے اس کے لیے راستہ کھول دیا تھا۔ جانتے ہو کیوں؟"

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"تمہیں یہ دکھانے کے کارن کہ ہم دونوں میں مہان شکتی کا مالک کون ہے۔"

پھر اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا میری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ میں نے اچانک لیڈی مکلارنس کو اس کے روایتی لباس میں دیکھا جس کے جسم کو خوفناک سانپوں نے پوری قوت سے جکڑ رکھا تھا۔ لیڈی مکلارنس کی نگاہوں سے خوف جھانک رہا تھا وہ قطعی بے بس نظر آ رہی تھی۔ اس کے جسم کے گرد لپٹے ہوئے سیاہ اور کوڑیالے رنگ کے سانپ بڑے غضب ناک انداز میں اپنی زہریلی زبانیں لپلپا رہے تھے۔ کاکا کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی لیکن وہ لیڈی مکلارنس کو بڑی حقارت بھری نظروں سے گھور رہی تھی جو کسی مجرم کی طرح اس کے سامنے خاموش کھڑی تھی۔ اس کا پورا جسم خوف سے لرز رہا تھا۔

"کہیں شہباز خان۔" کاکا نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے استہزائیہ لہجے میں پوچھا۔ "کیا ہے نا تمہاری وہ سفید چمڑی کی دوشیزہ جو کاکا کی آتما کو قید کرنے کے سندر سپنے دیکھ رہی تھی۔ اسی مکھی نے پنڈت شمبھی دھر کا سر کاٹ کر تمہارے سامنے ڈالا

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

میں معلق کر دیا تھا۔ اس کو اپنی شکتی پر بڑا گھمنڈ تھا۔ بت اوپر ہواؤں میں اڑ رہی تھی لیکن اس سے یہ میری شکتی کے جال میں قید ہے۔ یہ اگر چاہے تو اپنی گندی زبان ہلا کر مجھ سے اپنے جیون کی بھکشا مانگنے کی بھی کوشش نہیں کر سکتی۔" کاکا کا لہجہ بر لحہ غضب ناک ہوتا جا رہا تھا۔ "میں نے اسے پوری طرح جکڑ رکھا ہے۔ میرے ایک اشارے پر اس کے گندے شریر پر لپٹے ہوئے سانپ اس کی گوری چٹی چمڑی ہڑپ کر کے اسے ہڈیوں کے ڈھانچے میں بدل سکتے ہیں۔"

مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیڈی مکلارنس کاکا کے مقابلے میں اتنی بے بس اور حقیر ثابت ہوگی۔ یہ بات میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچی تھی۔ وہ عورت جس کے منہ سے نکلا ہوا جملہ حقیقت کا روپ دھار لیتا تھا، جس نے مجھے اپنی زمین دوز لائبریری کی سیر کرائی تھی۔ جس کے لیے وقت اور فاصلے، ماضی اور مستقبل کوئی حقیقت نہیں رکھتے تھے وہ اس وقت زہریلے اور خطرناک سانپوں کی بندشوں میں جکڑی کھڑی کاکا کو رحم طلب نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"کس سوچ میں گم ہو شہباز خان۔" کاکا نے مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں اب بھی اپنی آنکھوں پر وشواس نہیں۔ تم کہو تو میں پلک جھپکتے میں اس کا کریا کرم کر دوں۔"

"مجھے یقین آ گیا کاکا رانی کہ تمہاری شکتی لیڈی مکلارنس کے مقابلے میں زیادہ مہان ہے۔" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری کاکا کو اسی شبھ گھڑی کا انتظار تھا۔" کاکا نے مجھے مخمور نگاہوں سے دیکھا۔ "میں یہی چاہتی تھی کہ تم کاکا کے سوا کسی اور کو خاطر میں نہ لاؤ۔ کیول اپنی کاکا رانی کو اپنے من مندر میں داسیوں کی طرح بسائے رکھو۔ تم دیوتا سمان مجھے اپنے چرنوں میں بیٹھنے کی اجازت دو اور میں تمہاری پجارن بن کر تمہاری ہر آگیا کا پالن کرتی رہوں۔"

"لیکن یہ کیسا ظلم ہے کہ میں چاہنے کے باوجود تمہارے خوب صورت وجود کو اپنی بانہوں میں نہیں لے سکتا۔" میں نے ظاہری طور پر والہانہ انداز اختیار کیا۔ "یہ کیسی مجبوری ہے کہ پیاسا کنویں کے قریب ہو اور اپنی پیاس بجھانے کی خاطر پانی کی ایک بوند بھی حلق کے نیچے نہ اتار سکے۔ یہ دوریاں کب تک رہیں گی۔"

"بے کا انتظار کرو۔" اس نے اٹھ کر بے ہوش ربا انداز میں میری طرف بڑھتے ہوئے مستی بھرے لہجے میں کہا۔ "ہمارے درمیان یہ دیواریں ہمیشہ قائم نہیں رہیں گی۔ یہ دوریاں بہت جلد ختم ہونے والی ہیں پھر تم اپنی کاکا کے کومل شریر سے کھیلنے کے لیے آزاد ہو گے۔"

تاریخی ناول

ابلیس مصر	الماس ایم۔اے	-/100
حسن بن صباح	الماس ایم۔اے	-/125
راجکماری	الماس ایم۔اے	-/150
نور الدین زنگی	الماس ایم۔اے	-/250
سلطان عادل	الماس ایم۔اے	-/150

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

"اور اس وقت تک میں اسی طرح اندر ہی اندر تمہارے ملاپ کی آرزو میں تڑپتا رہوں گا۔"

"مجبوری ہے شہباز خان۔" وہ ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے جذباتی لہجے میں بولی۔ "تم اب بھی اپنی کاکا رانی کو اپنی مضبوط بانہوں میں جکڑ سکتے ہو۔ اس کے انگ انگ سے کھیل سکتے ہو لیکن فی الحال تم کو کاکا کو ماہ رخ کے روپ میں سوئیکار کرنا پڑے گا۔"

میں کاکا کی گلابی نظروں میں جھانکتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا وہ پوری طرح میری سمت متوجہ تھی۔ میں کسی بہانے اس کے جسم سے ٹکرا کر صندلی انگوٹھی کو آزمانا چاہتا تھا لیکن اس نے مجھے اس کا موقع نہیں دیا۔

"ابھی میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا شہباز خان۔" اس کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔ "میں تمہارے من کے اندر جھانک کر تمہارے دل کا حال نہیں پڑھ سکتی لیکن اتنا اوش جانتی ہوں کہ اب بھی کوئی چھلاوا ہے جو تمہاری سہائتا کر رہی ہے۔"

میں کاکا کو بہلانے کی خاطر کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ اچانک بجلی کا شدید کڑاکا ہوا۔ میں نے لیڈی مکلارنس کی طرف دیکھا لیکن وہ اپنی جگہ موجود نہیں تھی۔ اس کے جسم پر نظر آنے والے سانپ فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ راکھ بن کر ہوا میں اڑ گئے۔ کاکا کا چہرہ دوبارہ غضب ناک ہونے لگا۔ اس کی آنکھیں شعلے اگلنے لگیں۔

"کلٹنی۔ تو موقع پا کر بھاگ نکلی لیکن کاکا تیرا اچھا نہیں چھوڑے گی۔" کاکا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا پھر اس نے فضا میں قلابازی کھائی اور عقاب کا روپ اختیار کر کے تیر کی مانند کھڑکی سے باہر نکل گئی۔

میں تھکے ہوئے انداز میں دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیب سے رومال نکال کر پیشانی کے پسینے کو خشک کرنے لگا جو کچھ میری نگاہوں نے دیکھا تھا وہ ناقابل یقین ہی تھا لیکن مجھے ایک بات کی خوشی ضرور ہو رہی تھی کہ لیڈی مکلارنس کاکا کے عتاب کا شکار ہونے سے بچ نکلی تھی۔

خاصی دیر تک میں اس پراسرار اور خطرناک طاغوتی جنگ کے بارے میں غور کرتا رہا جو میرے آفس میں میری نگاہوں کے سامنے لیڈی مکلارنس اور کاکا کے درمیان لڑی گئی تھی۔ کاکا کی حیثیت اس جنگ میں فاتح جیسی تھی۔ میں نے اس روز سے پہلے لیڈی مکلارنس کو کبھی اتنا بے بس اور کمزور نہیں دیکھا تھا۔ کاکا کی شیطانی قوتوں نے اسے زہریلے سانپوں کے ذریعے اس طرح جکڑ دیا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ایک ذرا جنبش کرنے سے بھی قاصر تھی۔ اس کی قوت گویائی بھی شاید سلب کر لی گئی تھی اس لیے کہ اس نے کاکا کی کسی بات کا جواب نہیں دیا تھا پھر کاکا جب میری سمت متوجہ ہو کر اس سے چند لمحوں کے لیے بے خبر ہوئی تو لیڈی مکلارنس کا داؤ چل گیا۔ اس کے جسم کے اطراف لپٹے ہوئے سانپ جل کر راکھ ہو گئے تھے۔ کاکا دوبارہ غضب ناک ہو گئی اور عقاب کی شکل اختیار کر کے اس کے تعاقب میں پرواز کر گئی۔ یہ سب کچھ طلسم ہوشربا کی کہانی سے کم نہیں تھا۔

مجھے اپنی قوت بصارت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیڈی مکلارنس ایک عظیم قوت تھی۔ اس نے پورے لندن کو اپنی پیش گوئیوں اور پراسرار قوت کی وجہ سے خوف زدہ کر رکھا تھا۔ پولیس کو شبہ تھا کہ اس نے اپنے شوہر کو قتل کیا تھا لیکن ابھی تک کسی ایجنسی نے اس پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کی تھی وہ کسی بدروح کی طرح لندن کے عوام کے دلوں پر طاری تھی۔ لوگ اسے دیکھ کر اپنا راستہ تبدیل کر دیتے تھے۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے سے ہچکچاتے تھے۔ خود سیکرٹ سروس کا چیف انسپکٹر پاول بھی جسے مکلارنس کی موت کا راز معلوم کرنے کی خاطر لیڈی مکلارنس کے خلاف ثبوت اکٹھا کرنے پر مقرر کیا گیا تھا اس کے قریب جانے سے گھبراتا تھا۔ بھیس بدل کر وہ اپنے فرائض انجام دینے پر مجبور تھا۔ ایک بار اس نے میری وساطت سے لیڈی مکلارنس کے قریب ہونے کی کوشش کی تھی لیکن اسے کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ لیڈی مکلارنس کا دعویٰ تھا کہ وہ زمان اور مکان کی قید سے آزاد ہے۔ وقت اور فاصلے اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے وہ پل بھر میں ہزاروں میل کا سفر کرنے کی حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک تھی جس کا مجھے ذاتی طور پر تجربہ بھی ہو چکا تھا وہ دلوں کی گہرائیوں میں جھانکنے کی قوت کی مالک تھی۔

پھر وہ اتنی آسانی سے کاکا کے قبضے میں کس طرح آ سکتی ہے؟ میرے ذہن میں یہی ایک سوال رہ رہ کر صدائے بازگشت کی طرح ابھر رہا تھا۔

مجھے وہ دن بھی بخوبی یاد تھے جب خود کاکا بھی پراسرار اور شیطانی قوتوں کی مالک ہونے کے باوجود پنڈت جسی دھرے خائف تھی۔ اس نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ پنڈت جسی دھر مہان شکتیوں کا مالک ہے اسے آسمانی دیوی اور دیوتاؤں کا آشیرواد حاصل تھا۔ کاکا کو حاصل کر کے اپنا غلام بنانے کی خاطر وہ برف پوش پہاڑوں کے ایک غار میں بیٹھا جاپ کر رہا تھا اگر میں حالات کے سامنے سینہ سپر نہ ہوا ہوتا اور کمبل پوش بزرگ نے میری مدد نہ کی ہوتی تو شاید اس وقت کاکا اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ پنڈت جسی دھر کی غلام ہوتی۔ اس کے ہر حکم کو ماننے پر مجبور ہوتی لیکن لیڈی مکلارنس نے مجھے اسی پنڈت جسی دھر سے مکلارنس ہاؤس میں ہم کلام ہونے کا شرف عطا کیا تھا۔ اس کے کٹے ہوئے سر کو میرے سامنے فضا میں معلق کر دیا تھا جس سے تازہ تازہ خون بہ رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ زندہ انسانوں کی طرح مجھ سے بات کرنے پر مجبور تھا۔

میرے ذہن کے پردے پر گزرے ہوئے واقعات ایک ایک کر کے ابھر رہے تھے۔ لیڈی مکلارنس نے مجھے پراسرار اور ناقابل یقین زمین دوز لائبریری کی سیر کرائی تھی جہاں صدیوں پرانے مشہور انسانوں کی حنوط شدہ کھوپڑیاں نہایت سلیقے سے شیشے کے خانوں میں علیحدہ علیحدہ بند تھیں۔ بظاہر وہ بے جان انسانی چہرے نظر آتے تھے لیکن لیڈی مکلارنس نے ان میں زندگی پیدا کر کے مجھ سے بات کرائی تھی۔ اس نے ایک ایسا ریموٹ کنٹرول بنا رکھا تھا جس کے ذریعہ وہ ان چہروں کو کنٹرول کرتی تھی اور ماضی، حال اور مستقبل کی کسی زبان میں بھی گفتگو کرانے کی حیرت انگیز قوت رکھتی تھی اگر وہ لائبریری منظر عام پر آ جاتی تو شاید اسے دنیا کے عجائبات میں پہلے نمبر پر قرار دیا جاتا۔

لیڈی مکلارنس نے اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ اس نے کاکا کی مورتی کو بھی اپنی زمین دوز لائبریری میں بند کر رکھا ہے۔ اس کی ایک معمولی سی غلطی کی وجہ سے کاکا کی روح فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس نے مجھ سے پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک نہ ایک دن مجھے کاکا کی مورتی سے بھی ہم کلام ہونے کا شرف ضرور بخشے گی۔

"پھر لازوال اور حیرت انگیز قوتوں کی مالک ہونے کے باوجود وہ کاکا کے دام میں کس طرح گرفتار ہو گئی تھی؟" میں نے سوچا۔ کیا لیڈی مکلارنس کی کسی غفلت کا فائدہ اٹھا کر کاکا نے

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

اس پر قابو پالیا تھا؟ کیا یہ ممکن تھا؟

میں ابھی ان ہی خیالات میں الجھا ہوا تھا کہ چپراسی نے ڈاک کی ٹرے لا کر میرے سامنے رکھ دی اور میں اپنے ذہن کو بٹانے کی خاطر آنے والی ڈاک کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ ان میں کچھ کاروباری خطوط تھے چند ایک میں ٹینڈر کے سلسلے میں اہم دستاویز موجود تھیں کچھ خطوط ذاتی نوعیت کے تھے۔ میں لفافوں کو ایک ایک کر کے کھول رہا تھا اور ان پر اپنی ہدایت لکھ کر مختلف شعبوں کو مارک کرتا جا رہا تھا پھر ایک لفافے کو دیکھ کر مجھے حیرت سی ہوئی جس کے ایک کونے پر کیوپڈ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ ایک درمیانہ سائز کا لفافہ تھا جس میں عام طور پر مختلف قسم کے کاروباری لٹریچر اور پمفلٹس موجود ہوا کرتے تھے۔

میں نے کیوپڈ کی تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے لفافہ اٹھا لیا۔ بظاہر اس کے اندر بھی مجھے پلے کارڈز قسم کی کوئی کاروباری شے محسوس ہوئی تھی لیکن جب میں نے پیپر نائف سے لفافہ چاک کیا تو یکلخت میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ میری پیشانی یکلخت عرق آلود ہو گئی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں بلندی سے لڑھک کر پستی کی طرف جا رہا تھا۔ میں پھٹی پھٹی نظروں سے ان تصویروں کو دیکھتا رہا جو بقول کاکا کے اگر منظر عام پر آ جاتیں تو میں شریفوں کی محفل میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جاتا وہ انتہائی ناشائستہ اور بے ہودہ قسم کی تصویریں تھیں جس میں میں ماہ رخ کے ساتھ مختلف انداز میں اور فطری لباس میں نظر آ رہا تھا۔

میں نے جلدی سے لفافہ الٹ پلٹ کر دیکھا اس پر بھیجنے والے کا کوئی نام یا پتا موجود نہیں تھا۔ میرا ایڈریس ٹائپ شدہ تھا۔ جس کے اوپر ذاتی کے حروف جلی انداز میں نظر آ رہے تھے۔ میں نے گھبرا کر ان تصویروں کو جو تعداد میں دس بارہ تھیں دوبارہ لفافے میں ڈال دیا۔ میری کیفیت اس وقت کسی ایسے مجرم سے مختلف نہیں تھی جو رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو۔ جس کے خلاف ناقابل تردید ثبوت موجود ہوں۔

لفافے پر بھیجنے والے کا نام اور پتا موجود نہیں تھا لیکن اس کے باوجود میں سمجھ رہا تھا کہ ان تصویروں کو کس مقصد کے تحت مجھ تک پہنچایا گیا تھا۔ اس رکیک حرکت کے پیچھے ماہ رخ کا غلیظ چہرہ صاف نظر آ رہا تھا جس نے مجھے اغوا کرا کے بے ہوشی کی حالت میں میرے خلاف ایسا مواد جمع کر لیا تھا جس سے انکار کرنے کے باوجود میں اپنے کردار کے اس بدنما داغ کو مٹانے سے قاصر تھا۔ مجھے ذاتی طور پر اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا کہ ماہ رخ کا شمار کس قسم کی عورتوں میں کیا جا سکتا ہے لیکن وہ اس حد تک آگے بڑھ سکتی تھی مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔

میرے وجود کے اندر گرم ہواؤں کے تیز جھکڑ چل رہے تھے۔ میرے تصور میں ماہ رخ کا مکروہ چہرہ گھوم رہا تھا جو سلیمان شاہ سے منسوب ہو جانے کے بعد اونچے حلقوں میں بڑی عزت اور احترام کی نگاہوں سے دیکھی جاتی تھی لیکن اس کا ظاہر اس کے باطن سے بالکل مختلف تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اس نے وہ تصاویر مجھے بلیک میل کرنے کی غرض سے روانہ کی ہوں گی پھر میرے ذہن میں ایک سوال تیزی سے ابھرا۔

اگر وہ تصاویر منظر عام پر آ گئیں تو کیا خود ماہ رخ بھی لوگوں کی نگاہوں سے گر نہیں جائے گی؟ کیا سلیمان شاہ ان تصاویر کو دیکھنے کے بعد بھی اس کے وجود کو اپنی چھت کے نیچے برداشت کرے گا؟

میں نے جلدی سے اٹھ کر اس لفافے کو اپنی پرسنل سیف میں منتقل کیا پھر انتہائی غصے کی حالت میں ماہ رخ کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ہیلو۔" دوسری جانب سے رابطہ قائم ہونے پر ایک باریک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا میں محترمہ ماہ رخ صاحبہ سے بات کر سکتا ہوں؟" میں نے دل پر جبر کرتے ہوئے وہ کلمات اپنی زبان سے ادا کیے۔

"آپ کا نام؟"

"میں شہباز بول رہا ہوں۔"

"کام کی نوعیت کیا ہے؟" دوسری جانب سے سوال کیا گیا۔

"آپ صرف ماہ رخ صاحبہ کو میرا نام بتا دیں وہ مجھے پہلے سے جانتی ہیں۔"

"انتظار کریں۔" ریسیور پر وہی باریک نسوانی آواز ابھری میں بڑی عجیب اور متضاد کیفیتوں سے دوچار تھا۔ ایک ایک لمحہ میرے لیے سخت اذیت ناک تھا مگر مجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا۔ دو منٹ بعد ہی دوسری جانب سے ماہ رخ کی آواز سنائی دی۔

"میں مسز سلیمان شاہ بول رہی ہوں۔" اس کے لب و لہجے میں جھوٹی شان اور تکبر شامل تھا۔

"خاکسار کو شہباز کہتے ہیں۔ شہباز خان۔" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"اوہ شہباز۔" ماہ رخ کا لب و لہجہ یکلخت تبدیل ہو گیا۔ "مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا۔"

"کیوں؟" میں نے تلخ آواز میں کہا۔ "کیا میری یہ کال آپ کے لیے غیر متوقع ہے؟"

"شاید۔" وہ سرد آہ بھر کر بولی۔ "تم اور مجھے یاد کرو گے مجھے اس کا بہت کم یقین تھا۔"

"حیرت ہے کہ تم یہ کہہ رہی ہو۔"

"مجھے خوشی ہے کہ اب تم بے تکلفی سے پیش آ رہے ہو۔" وہ بڑی اپنائیت سے بولی۔ "میرے لیے کوئی حکم کوئی خدمت۔"

"میں صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔"

"پوچھو۔"

"میں اس حرکت کا کیا مطلب سمجھوں؟" میں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"حرکت۔ میں سمجھی نہیں؟"

"تم نے غلط اندازہ لگایا ہے مسز سلیمان شاہ۔" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "اگر کوئی چیز اخبار تک یا اونچے حلقوں تک پہنچی تو اس میں تم بھی برابر کی حصہ دار ہو گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں مجھ سے زیادہ تمہیں نقصان اٹھانا پڑے۔"

"تمہاری خاطر مجھے ہر نقصان گوارا ہے لیکن میں اب بھی نہیں سمجھ سکی کہ تمہاری گفتگو میں یہ تلخی کیوں ہے۔ کیا مجھ سے کوئی خطا ہو گئی۔"

"تم جسے خطا کہہ رہی ہو وہ میرے نزدیک ایک ایسی گھٹیا حرکت ہے جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔" میں نے حقارت سے کہا۔

"مسٹر شہباز۔" اس بار ماہ رخ نے قدرے ناخوشگوار انداز میں جواب دیا۔ "تم شاید اس وقت ہوش میں نہیں ہو۔ ماہ رخ تمہارے ایک اشارے پر خود کو قربان تو کر سکتی ہے لیکن فضول قسم کی تلخی اور بدکلامی برداشت نہیں کر سکتی۔"

"جو لوگ خود کو دوسروں کے لیے قربان کرنے پر آمادہ رہتے ہیں وہ اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے اور غیر مہذب حربے استعمال نہیں کرتے۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں میرے بارے میں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"غلط فہمی؟" میں زہر خند سے بولا۔ "کیا تم مجھے یہ بتانا پسند کرو گی کہ تم نے وہ لفافہ مجھے کس مقصد کے لیے بھیجا ہے۔"

"لفافہ۔ کون سا لفافہ؟" ماہ رخ نے حیرت کا اظہار کیا تو میری رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش دو چند ہو گئی وہ چوری کرنے کے باوجود سینہ زوری کا انداز اپنا رہی تھی۔ میں برداشت نہ کر سکا۔

"کیا تم واقعی اتنی ہی معصوم اور بھولی ہو جتنا اس وقت خود کو پوز کرنے کی کوشش کر رہی ہو؟"

"پلیز شہباز۔ اتنے سرد لہجے میں گفتگو نہ کرو۔" اس نے بدستور معصومیت سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ کسی نے تمہیں میرے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی ہے۔ کیا تم مجھے کھل کر نہیں بتا سکتے کہ تمہاری تلخی کا سبب کیا ہے؟"

"سوری۔ میں اب اس قسم کی باتیں فون پر نہیں کر سکتا۔"

"تم اجازت دو تو میں تمہارے دفتر آ جاؤں۔" اس کے لہجے میں بڑی اپنائیت تھی۔

"نہیں۔" میں نے جلدی سے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "کیا آپ اس وقت مصروف تو نہیں ہیں۔"

"آپ نہیں۔ تم کہہ کر مخاطب کرو۔" اس نے التجا کی۔ "یقین کرو شہباز میں تم سے——"

"کیا میں فوری طور پر تم سے مل سکتا ہوں؟" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گی۔" وہ چہکنے لگی۔ "تم حکم دو تو میں پلکیں تمہاری راہ میں بچھا دوں' دل فرش راہ کر دوں۔"

"اس کا فیصلہ میں تم سے ملنے کے بعد ہی کروں گا۔" میں نے رابطہ منقطع کر دیا۔ کچھ دیر تک ماہ رخ کی باتوں پر غور کرتا رہا پھر اٹھ کر دفتر سے نکلا اور پارکنگ لاٹ سے گاڑی نکال کر ماہ رخ کی طرف روانہ ہو گیا۔

ماہ رخ نے حسب توقع بڑی گرم جوشی سے میرا استقبال کیا۔ اس وقت بھی وہ اپنی خواب گاہ میں بیٹھی مے نوشی سے شغل کر رہی تھی۔ اس کے جسم پر نظر آنے والا لباس اتنا چست تھا کہ جسمانی نشیب و فراز کی پردہ پوشی سے قاصر تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے گلاس شیشے کی گول میز پر رکھ دیا پھر ایک توبہ شکن انگڑائی لیتی ہوئی اٹھی۔ اس کی آنکھوں سے مستی چھلک رہی تھی۔ میری نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر بولی۔

"زہے نصیب کہ تم اس وقت——"

"پلیز۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں اس وقت تم سے کچھ اہم اور فیصلہ کن باتیں کرنے آیا ہوں۔"

"گفتگو زبان سے ادا ہو گی یا——" اس نے جان بوجھ کر اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا۔ شاید وہ ابھی تک یا تو میری آمد کا مقصد نہیں سمجھی تھی یا پھر جان بوجھ کر انجان بننے کی کوشش کر رہی تھی۔

پھر میں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو وہ یکلخت سنجیدہ ہو گئی۔ ایک لمحے تک مجھے گھورتی رہی پھر بغیر کچھ کہے کسی ناگن کی طرح خواب گاہ سے باہر چلی گئی۔ میں اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر تھا۔ جس انداز میں وہ کمرے سے باہر نکلی تھی اس سے یہی اندازہ ہوا تھا جیسے وہ شدید غصے میں ہو پھر وہ خواب گاہ میں واپس آئی تو اس کے ہاتھوں میں ویسا ہی ایک لفافہ تھا جیسا مجھے دفتر میں موصول ہوا تھا۔ ایک بار پھر اس نے تیز نظروں سے مجھے دیکھا پھر لفافہ میری جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔

"ہر عورت کا اپنا ایک مقام اور کردار ہوتا ہے۔ تم کردار کا لفظ کسی بدکردار شخصیت سے علیحدہ بھی نہیں کر سکتے——یہ

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

درست ہے کہ میں نے تمہیں اپنانے کے لیے ایک غلط قدم اٹھایا تھا لیکن یہ سراسر جھوٹ ہے کہ میں نے تمہیں کوئی ایسا لفافہ بھیجا ہو اگر تم نے مجھ سے محض امکانی طور پر اپنے اغوا کیے جانے کے بعد کا راز جاننے کی خاطر یہ الزام تراشا ہے تو اور بات ہے لیکن تمہارے اس سنجیدہ مذاق سے ماہ رخ کے وجود کو جو ٹھیس پہنچی ہے شاید تم اس کی شدت کا اندازہ نہ لگا سکو گے۔"

میں نے ماہ رخ کو بہت غور سے دیکھا وہ اس وقت اداکاری نہیں کر رہی تھی اگر اس نے مجھے بلیک میل کرنے کی خاطر وہ تصاویر بھیجی ہوتیں تو برملا اس کا اقرار بھی کر سکتی تھی اس لیے کہ میں بہرحال اس کے بچھائے ہوئے گندے جال میں پھنس چکا تھا لیکن خلاف توقع وہ اس وقت بہت سنجیدہ اور صاف گو نظر آ رہی تھی۔ میں عجیب تذبذب کی کیفیت سے دوچار تھا۔

میں نے لفافہ کھول کر سرسری طور پر دیکھا۔ اس میں تصویروں کا ویسا ہی سیٹ مع نیگیٹو موجود تھا جیسا مجھے دفتر میں موصول ہوا تھا۔ "میں اس وقت اس حالت میں نہیں ہوں کہ کسی مقدس چیز کو ہاتھ لگا سکوں لیکن تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میں نے تمہیں کوئی لفافہ نہیں بھیجا۔" وہ ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ "ان تصویروں کے کسی دوسرے سیٹ کے وجود کو بھی میں نہیں مان سکتی اس لیے کہ فوٹوگرافی میری ہوبی ہے۔ میں نے یہ تصویریں خود تیار کی ہیں۔ جس سیف میں یہ لفافہ رکھا تھا اس تک میرے سوا کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔"

ماہ رخ بول رہی تھی اور میں تصویر حیرت بنا اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔

"اگر تم کو ماہ رخ کی باتوں پر اعتبار نہیں تو اس لفافے کو ریزہ ریزہ کر دو تاکہ میں تمہیں پانے کے خواب بھی نہ دیکھ سکوں۔"

ماہ رخ کے چہرے سے سنجیدگی ٹپک رہی تھی۔ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی تھی وہ غلط نہیں تھا۔ پھر تصویروں کا کوئی دوسرا سیٹ مجھ تک کس طرح پہنچا؟ میں نے سوچا۔ کیس اس میں بھی کاکا کی پراسرار طاغوتی قوتوں کا کوئی دخل تو نہیں تھا؟ کوئی ایسی سازش جو میرے اعصاب کو جھنجوڑ کر رکھ دے لیکن کاکا کو اس کی ضرورت کیوں پیش آ گئی تھی؟ کیا وہ زبردستی میری شخصیت کو ماہ رخ کے وجود کے ساتھ منسلک کرنا چاہتی تھی؟ صرف اس لیے کہ وہ براہ راست مجھے حاصل نہیں کر سکتی تھی۔

میرے ذہن میں مختلف خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے۔ ایک لمحے کو میرے دل میں یہ خیال ابھرا کہ اس لفافے کو جو اس وقت میرے ہاتھ میں تھا نذر آتش کر دوں لیکن پھر نہ جانے کون سی قوت میرے آڑے آ گئی۔ میں نے لفافہ وہیں زمین پر پھینکا اور تیز قدم اٹھاتا ماہ رخ کی خواب گاہ سے باہر نکل گیا۔ میرے تصور میں صرف ایک ہی چہرہ ابھر رہا تھا صرف ایک نام گنبد کی صدا بن کر گونج رہا تھا۔ کاکا ۔۔۔ کاکا ۔۔۔ کاکا ۔۔۔

☆

وہ رات بھی میرے لیے قیامت انگیزی ثابت ہوئی۔ اندھیرا پھیلتے ہی ہم مچھیروں کی بستی میں داخل ہو کر ایک دو کمروں پر مشتمل کچی پکی جھونپڑی میں داخل ہوئے جہاں ایک بوڑھے شخص نے بڑے خوفزدہ انداز میں ہمیں خوش آمدید کہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات اس بات کی چغلی کھا رہے تھے کہ اپنی جھونپڑی میں اس نے خوشی اور اپنی مرضی سے ہمیں جگہ نہیں دی تھی۔ کوئی مجبوری یا پھر زبردستی ایسی ضرور تھی جس نے اسے حالات سے مفاہمت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

بہرحال میں اور ندیم دونوں اس چٹائی پر بیٹھ گئے تھے جو غالباً ہمارے لیے ہی زمین پر بچھائی گئی تھی۔ ایک جانب ایک ٹوٹی پھوٹی بنچ نظر آ رہی تھی۔ مچھلی پکڑنے کے آلات اور دو تین کے میلے کچیلے صندوق اور الگنی پر لٹکے ہوئے بدبودار کپڑے ہی اس کمرے کا کل اثاثہ تھا جسے ہمارے سپرد کیا گیا تھا۔ دوسرے کمرے میں اس بوڑھے کے دوسرے افراد خانہ موجود تھے جس نے ہمیں اپنا نام قاسم بتایا تھا وہ ہمارے ساتھ کمرے میں ایک جانب کچی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

مچھیروں کی بستی تک پہنچنے کے لیے بھی خاصے سوانگ رچانے پڑے تھے۔ میں اور ندیم سرِشام ہی سے شہر کی نواحی بستی میں چلے گئے تھے جہاں راجو نے ہمارے چہروں پر غریب مچھیروں جیسا میک اپ کر دیا تھا۔ ہمیں ایسے کپڑوں کو بھی اپنے جسم پر برداشت کرنا پڑا جو نہ صرف بدبودار تھے بلکہ ان میں سے مچھلی کی ناقابل برداشت سڑاند بھی پھوٹ رہی تھی۔ نواحی بستی سے نکل کر ہمیں وہ کھٹارا بس پکڑنی پڑی تھی جو مچھیروں کی بستی سے دو اسٹاپ پہلے تک جاتی تھی۔ وہاں سے ہمیں تقریباً ڈیڑھ میل کا سفر پیدل ہی طے کرنا پڑا تھا پھر کہیں جا کر ہم اس جھونپڑی تک پہنچے تھے جہاں بوڑھے قاسم نے (میرے خیال کے مطابق زبردستی) ہمیں خوش آمدید کہا تھا۔

مچھلی کی سڑاند میں بسے کپڑے مجھے اپنے جسم پر کفن سے زیادہ اذیت ناک محسوس ہو رہے تھے۔ میرا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اگر میرے اختیار میں ہوتا تو شاید میں وہاں ایک پل رکنا بھی برداشت نہ کرتا۔ مجھے اس بات کے بارے میں بھی مطلق کوئی علم نہیں تھا کہ ہمارے باقی ساتھی مچھیروں کی بستی کے کس حصے میں پوزیشن سنبھالے موجود ہوں گے۔ البتہ میں اتنا ضرور محسوس کر رہا تھا کہ ندیم میرے برعکس بہت زیادہ فریش اور پرجوش نظر آ رہا تھا شاید اس نے مچھلی کی بساند کو ایوننگ ان پیرس سینٹ کی خوشبو سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔

میں نے ابھی تک ندیم کو ان حالات سے باخبر نہیں کیا تھا جو مجھے اپنے دفتر میں اور ماہ رخ کی کوٹھی پر پیش آئے تھے۔ میں ان مسائل کو ذاتی طور پر حل کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس وقت بھی میں قاسم کی جھونپڑی میں بھی خاموش بیٹھا آنے والے حالات کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ مجھے یقین سا تھا کہ یا تو رحیم بخش کا وہ بیان غلط تھا جو اس نے اپنی مشروط رہائی کے وقت دیا تھا یا پھر وہ ان حالات سے قطعی لاعلم تھا جس کے تحت بشیرا ماچھی نے ہمیں پھانسنے کی خاطر اسے بطور چارہ استعمال کرنے کا پلان مرتب کیا ہوگا۔ بھوشن جیسا آدمی اس قدر حماقت بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ چوبیس گھنٹے پہلے ہی بشیرا ماچھی کو مال کی روانگی سے متعلق باخبر کر دیتا اور اگر اس نے پہلے سے کیے جانے والے انتظامات کے تحت بشیرا ماچھی کو اعتماد میں لینا ضروری سمجھا تھا تو پھر کم از کم بشیرا ماچھی کو ایک مخصوص وقت تک اپنی زبان بند رکھنی چاہیے تھی۔ خود رحیم بخش نے بھی رہائی سے پہلے یہی بیان دیا تھا کہ ناجائز تجارت سے ملوث افراد کو صرف دو گھنٹے پہلے ان کے فرائض سے باخبر کیا جاتا تھا۔ چوبیس گھنٹے پیشتر والی اطلاع ابھی تک میرے حلق سے نیچے نہیں اتر رہی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ ندیم کے ذہن میں بھی وہی خطوط ہوں جن پر میں غور کر رہا تھا لیکن بظاہر وہ ایک مہم جو کی طرح بالکل تر و تازہ اور پوری طرح چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے بوڑھے شخص نے خوشی سے ہمیں اپنی گھاس پھوس کی چھت کے نیچے برداشت نہیں کیا ہے؟" میں نے خاموشی سے اکتاتے ہوئے انگریزی زبان میں ندیم کو مخاطب کیا۔

"ضروری نہیں ہے کہ ہر چمکنے والی شے سونا ہی ثابت ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"تمہارا اندازہ غلط ہے۔" ندیم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "یہ بوڑھا ہمارے اعتماد کا آدمی ہے۔"

"پھر اس کے چہرے پر نظر آنے والے خوف کے تاثرات کیا معنی رکھتے ہیں؟"

"اس کی جگہ ہم ہوتے تو شاید ہماری حالت بھی کچھ ایسی ہی ہوتی۔" ندیم نے بڑے اطمینان سے کہا۔ "بشیرا ماچھی اپنی بستی میں کسی اجنبی کو برداشت کرنے کا عادی نہیں ہے اور وہ بھی رات کے وقت۔ اس نے دھونس دھڑلے سے یہاں اپنے قوانین وضع کر رکھے ہیں اس کے آدمی بڑی سختی سے مچھیروں کو ان قوانین پر عمل کرنے کی ہدایت کر چکے ہیں۔ خلاف ورزی کی صورت میں صرف ایک ہی سزا مقرر ہے۔ موت خواہ مجرم بشیرا ماچھی کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔"

"[illegible] اس کا کوئی عزیز بھی ان کے ساتھ بطور مہمان رات بسر نہیں کر سکتا؟"

"کر سکتا ہے لیکن اس کے لیے میزبان کو کم از کم چوبیس گھنٹے پیشتر بشیرا ماچھی سے اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔"

"ہمارے ساتھ اس وقت اور کتنے آدمی اس بستی میں موجود ہیں؟" میں نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے دبی زبان میں پوچھا۔

"فکر مت کرو۔ مقابلے کی صورت میں دوسری پارٹی کو زیادہ نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔" ندیم نے پراعتماد انداز میں جواب دیا۔

"میرا دل اب بھی گواہی دے رہا ہے کہ ہمارے لیے کوئی ماؤس ٹریپ ہی تیار کیا گیا ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" ندیم نے مختصراً کہا۔

"کیا ہم رات بھر یہاں اسی صورت میں بیٹھے کسی دوسری اطلاع کا انتظار کرتے رہیں گے۔" میں نے قدرے بیزاری سے سوال کیا۔

"ابھی صرف آٹھ بجے ہیں۔ ہمیں کم از کم نصف رات گئے تک تو بہرحال رکنا ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دیر بھی ہو جائے۔"

"سرکار۔" اس بار بوڑھے نے جو بڑی دیر سے ہمیں باری باری گھورنے کا فرض انجام دے رہا تھا ندیم سے پوچھا۔ "کیا آپ لوگ چائے پینا پسند کریں گے؟ میں نے سب انتظام کر رکھا ہے۔"

"ابھی نہیں۔" ندیم نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "ضرورت محسوس ہوئی تو تمہیں ضرور تکلیف دیں گے۔"

"آپ لوگ چاہیں تو تھوڑا آرام کر لیں۔" قاسم بولا۔ "میں پوری طرح چوکس رہوں گا اور اشارہ ملتے ہی آپ لوگوں کو ہوشیار کر دوں گا۔"

"تم ہماری فکر مت کرو۔ ہم آرام سے ہیں۔"

بوڑھے نے ایک بار پھر ہمیں عجیب نظروں سے دیکھا پھر خاموشی سے اٹھ کر جھونپڑی کے دوسرے حصے میں چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہم لوگ بڑی دیر تک بھوشن، بشیرا ماچھی اور رحیم بخش کے متعلق آپس میں کھسر پھسر کرتے رہے پھر تقریباً دس بجے ٹیں ٹیں کی دھیمی مدھم آواز سنائی دی تو ندیم نے اپنی دستی گھڑی کی چابی باہر کی سمت کھینچ کر اسے منہ کے قریب کر لیا۔

"ہیلو۔ کی سیون آن دی لائن؟"

"میں نمبر ون بول رہا ہوں۔" جواب میں مدھم سی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن میں نے اسے پہچان لیا تھا وہ رحیم بخش کی آواز تھی۔

"کوئی خبر؟" ندیم نے گھڑی میں سرگوشی کی۔

aazzamm@yahoo.com

"میرا خیال ہے کہ پارٹی کو مخبری کا شبہ ہو گیا ہے۔"
"کیا مطلب؟"
"گھاٹ کے کنارے بشیرا ماچھی کے آدمیوں کو کچھ مشکوک آدمیوں کی نقل و حرکت محسوس ہوئی تھی۔" رحیم بخش نے کہا۔ "وہ شکاری کتوں کی طرح ایک ایک کشتی میں جھانکتے پھر رہے ہیں۔"
"کیا ایسی حالت میں مال کی روانگی ممکن نہیں ہوگی؟" اس بار ندیم نے گہری سنجیدگی سے پوچھا۔
"میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے۔"
"کیا تمہاری اطلاع کے مطابق مال بستی میں پہنچ چکا ہے؟"
"مجھے ابھی تک اس کی کوئی خبر نہیں ملی۔ بشیرا بھی مشکوک لوگوں کی نقل و حرکت کی اطلاع ملنے کے بعد بہت محتاط ہو گیا ہے۔"
"تم اس سے کب ملے تھے؟"
"ابھی کچھ دیر پہلے وہیں سے آ رہا ہوں لیکن اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی دیکھتے ہی ہاتھ کے اشارے سے دھتکار دیا۔" رحیم بخش نے کہا۔ "میں نے آج سے پہلے اسے اتنی غضب ناک اور خطرناک حالت میں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"
"آئی سی۔" ندیم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "ایسی حالت میں ہمارا فوری طور پر بستی سے دور نکل جانا ہی زیادہ مناسب ہوگا۔"
"میرا مشورہ بھی یہی ہے۔ کسی کے پکڑے جانے کی صورت میں بشیرا ماچھی صرف میری شخصیت پر شبہ کرے گا۔"
"کیا تم اس وقت مجھ سے مل سکتے ہو؟"
"آپ پوزیشن بتائیں، میں پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔" رحیم بخش نے تیزی سے کہا۔ "مجھے آپ سے کچھ ضروری بات بھی کرنی ہے۔"
"انتظار کرو۔ میں تمہیں کچھ دیر بعد کال کروں گا۔" ندیم نے گھڑی کی چابی واپس دبا دی پھر جیب سے اپنا لائٹر نکال لیا جو لائٹر کے ساتھ ساتھ کسی طاقتور ٹرانسمیٹر اور ریسیور کا کام بھی انجام دیتا تھا۔ میں ندیم سے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ ندیم کے چہرے پر کسی آنے والے خطرناک طوفان کی علامتیں منڈلا رہی تھیں۔ اس نے لائٹر کا مخصوص حصہ اندر کی جانب ہلکا سا دبا کر ٹرانسمیٹر آن کیا پھر دبی آواز میں کہنے لگا۔ "نمبر فور۔ پلیز کم آن دی لائن۔ اٹ از نمبر الیون کالنگ یو۔"
وہ بار بار تھوڑے تھوڑے وقفے سے ان ہی الفاظ کو لائٹر کی جالی کے قریب منہ کیے دہرا رہا تھا پھر پانچ سات منٹ کی کوشش کے بعد ہی دوسری جانب سے کال اٹینڈ کی گئی۔ کچھ دیر

رومانی ناول

زیب	حمیدہ جبین	75/-
شاخ بریدہ	حمیدہ جبین	75/-
حنا اور پتھر	حمیدہ جبین	75/-
گیت یہ میرے	حمیدہ جبین	75/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

رومانی ناول

دل کا آنگن	سلمیٰ رعنا	75/-
کالے کنول	سلمیٰ رعنا	75/-
اور دیا جلتا رہا	سلمیٰ رعنا	100/-
موج گرداب	سلمیٰ رعنا	100/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

تک پہنچنے کے لیے مخصوص پاس ورڈس کا تبادلہ ہوتا رہا پھر ندیم نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔
"ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ تمہاری کیا اطلاع ہے؟ اوور۔"
"میرا بھی یہی خیال ہے کہ ہمیں گھیرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ہم نے خطرے کی بو سونگھ لی ہے اوور۔"
"تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں؟ اوور۔"
"چار۔ باقی پانچ آدمی دوسری ٹیم کے ساتھ پوزیشن لے بیٹھے ہیں۔ اوور۔"
"کیا تمہیں یاد ہے کہ دھوکے کی صورت میں تمہیں کیا کرنے کی ہدایات دی گئی تھیں؟ اوور۔"
"یس باس۔ آپ صرف حکم دیں۔ ہم ایکشن کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگائیں گے۔ اوور۔"
"کیا تم نے رحیم بخش اور بشیرا ماچھی کو نگاہوں میں رکھا ہوا ہے؟ اوور۔"
"رحیم بخش اپنی ہٹ میں ہی ہے لیکن بشیرا ماچھی نظر نہیں آ رہا۔ کچھ دیر پہلے وہ ہوٹل کے کاؤنٹر پر ہی تھا پھر اٹھ کر اندر چلا گیا۔ ہو سکتا ہے وہ اندر موجود ہو۔ اوور۔"
"کیا رحیم بخش نے ایک گھنٹے کے دوران بشیرا ماچھی سے ملاقات کی تھی؟ اوور۔"
"نہیں۔ ہماری اطلاع کے مطابق وہ ابھی تک اپنی ہٹ میں ہی ہے۔ اوور۔"
"جسٹ بلاسٹ دی باسٹرڈ۔" ندیم نے بڑے سفاک لہجے میں حکم دیا۔ "لیکن کوشش یہی ہو کہ وہ دونوں نہ بچ سکیں۔ دوسرے مشتبہ لوگ جو تمہارے تعاقب میں ہوں انہیں بھی ختم کر دو۔ دوسری پارٹی کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لو۔ ہمیں اپنا آپریشن دس منٹ کے اندر اندر مکمل کر کے یہاں سے نکل جانے کی کوشش کرنی ہوگی۔ میری فکر مت کرنا۔ ہم دونوں آرام سے نکل جائیں گے اور کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟ اوور۔"
"جی نہیں۔" دوسری جانب سے بڑے پرسکون انداز میں کہا گیا۔ "ہم آپریشن مکمل کرنے میں تین چار منٹ سے زیادہ نہیں لیں گے۔ اوور۔"
"کوشش کرنا کہ بستی کے دوسرے افراد تمہارے ایکشن سے محفوظ رہیں اوور اینڈ آل۔" ندیم نے لائٹر بند کر کے جیب میں ڈالا تو میں نے کہا۔
"مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ۔۔۔"
"تمہیں صرف شبہ تھا لیکن مجھے یقین تھا۔" ندیم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
"پھر اتنا سارا الٹے راگ پھیلانے کی کیا ضرورت تھی؟" میں نے تیزی سے کہا۔ "رحیم بخش اور بشیرا ماچھی کو ویسے بھی ٹھکانے لگایا جا سکتا تھا۔"
"نیور مائنڈ مائی ڈیئر۔" ندیم نے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔ "شیر کے شکار کا مزا اسے للکار کر مارنے میں زیادہ آتا ہے۔ مچان پر بیٹھ کر تو کوئی اناڑی بھی لبلبی دبا سکتا ہے۔"
پھر اس سے پیشتر کہ میں کوئی جواب دیتا ایک ہولناک دھماکا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی لوگوں کی چیخ و پکار کی آوازیں بھی گونجنے لگی تھیں۔
"نکل چلو۔ اس افراتفری میں ہم زیادہ محفوظ رہیں گے۔"
قاسم جو گھبرایا ہوا دوسری طرف سے برآمد ہوا لیکن ندیم اس کی جانب کوئی توجہ دیے بغیر میرا ہاتھ تھام کر جھونپڑی سے نکل کر ایک سمت بھاگنے لگا۔ ایک منٹ بعد دوسرا دھماکا ہوا جو پہلے کے مقابلے میں زیادہ شدید تھا۔ زمین قدموں تلے لرز کر رہ گئی تھی۔ بستی کے افراد بھی اپنی جھونپڑیوں اور مکانوں سے نکل کر جان بچانے کی خاطر ادھر ادھر دوڑ بھاگ رہے تھے۔ ہر طرف قیامت کا سماں تھا لیکن ندیم اس وقت بھی بالکل فریش ہی نظر آ رہا تھا۔ ہم دونوں پوری رفتار سے دوڑ رہے تھے۔
"کیا واپسی کے لیے بھی پورے ڈیڑھ میل تک اسی طرح بھاگ دوڑ کرنی پڑے گی۔" میں نے سرسری طور پر پوچھا۔
"نمبر ٹو ویسٹ۔ ہماری گاڑی کہیں قریب ہی موجود ہوگی۔"
اسی لمحے تاریکی میں سڑک کے بائیں جانب سے ٹارچ جلنے اور بجھنے کے سگنل ملے ندیم نے اپنا رخ اسی طرف موڑ دیا پھر تقریباً دو منٹ بعد ہی ہم ایک لینڈ کروزر میں بیٹھے شہر کی سمت واپس جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر مجھے راجو نظر آیا جو اس وقت اپنی اصلی صورت میں تھا۔
"کیا رہا باس؟" اس نے ندیم سے دریافت کیا۔
"وہی جس کا خدشہ مجھے پہلے سے تھا۔" ندیم نے بے پرواہی سے جواب دیا۔
"ون منٹ۔" میں نے ندیم کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ "تم نے نمبر فور کو رحیم بخش کو شوٹ ریٹ ایٹ کا حکم دیا تھا لیکن اگر میری یادداشت غلط نہیں ہے تو تم نے رحیم بخش کو رہا کرتے وقت یہی کہا تھا کہ اس کی دستی گھڑی کے اندر کوئی ایسی شے موجود ہے جو تمہارے ایک اشارے پر اس کے ٹکڑے بھی کر سکتی ہے۔"
"وہ جملہ میں نے زیب داستاں کے لیے یوں ہی کہہ دیا تھا۔ ویسے کیا تم زیب داستاں کا مطلب سمجھتے ہو؟" ندیم نے بڑے موڈ میں پوچھا۔
"ایسی داستان جو تم جیسے آدمیوں کو زیب نہ دیتی ہو۔" میں نے جھلا کر جواب دیا پھر منہ دوسری طرف کر کے بھاگتی ہوئی تاریکی کو دیکھنے لگا۔
"اب تمہاری وہ عمر نہیں رہی جب تم محبوباؤں کی طرح روٹھو اور دوسرا تمہارے منانے کے لیے تڑپ اٹھے۔"
میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑے توقف کے بعد ندیم نے سرگوشی کی۔
"یہ لینڈ کروزر ہے مائی ڈیئر۔ ماہ رخ کی خواب گاہ نہیں۔"
"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر ندیم کی طرف دیکھا۔ میرے دل میں چور تھا اس لیے مجھے ندیم کی بات کا نوٹس لینا پڑا۔ ایک لمحے کو میرے ذہن میں اسی شک نے سر ابھارا تھا کہ شاید ماہ رخ نے ندیم کو صبح کی روداد سے آگاہ کر دیا ہوگا لیکن پھر میں نے اپنے شک کی نفی کر دی۔ میں ماہ رخ کو جس جذباتی کیفیت میں چھوڑ کر آیا تھا اس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ تصاویر کا کوئی ذکر زبان تک لائے گی۔ مجھے علم تھا کہ ندیم اور اس کے تعلقات پرانے تھے لیکن اس کے باوجود ماہ رخ

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

سے اس قسم کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

"سنا ہے آج کل تمہارے اور ماہ رخ کے درمیان کچھ زیادہ ہی گاڑھی چھن رہی ہے؟"

"میں اسے مذاق سمجھوں یا رقابت؟"

"رقابت وہاں ہوتی ہے جہاں سنجیدگی سے کسی کو چاہا جائے۔" ندیم بڑی لاپروائی سے بولا۔ "ماہ رخ کا معاملہ تو پلیٹ فارم پر واقع ویٹنگ روم جیسا ہے جسے بحالت مجبوری کچھ دیر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"کیوں؟ تمہیں اس قدر تعجب کیوں ہو رہا ہے۔"

"اگر یہی معاملہ تھا تو پھر تم نے اس سے میرا تعارف کیوں کرایا تھا؟"

"کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کی افادیت پہلو دار ہوتی ہے۔" ندیم نے مسکرا کر کہا۔ "ماہ رخ کا شمار بھی تم اسی فہرست میں کر سکتے ہو۔ اس کی ذاتی اور نجی زندگی کو درمیان سے نکال دو تو وہ انتہائی کارآمد عورت ہے۔ اونچی سوسائٹی میں اس کا ایک مقام ہے جسے لوگ بڑی عزت اور احترام کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس کی آنکھوں کا اشارہ حکومت کی پیشانی پر آئے ہوئے بل کو بھی دور کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ سلیمان شاہ کی بیوی ہے اور سلیمان شاہ ایک ایسی قوت ہے جسے حکومت کا اہم ستون بھی کہا جاسکتا ہے۔"

"ہوگا لیکن اس وقت تمہیں ماہ رخ کی یاد کیسے آگئی؟" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میرا خیال تھا کہ ماہ رخ کا ذکر تمہاری وقتی بوریت کو دور کردے گا۔ کیا ایسا نہیں ہوا؟" ندیم نے بڑی سادگی سے کہا۔

"جی نہیں۔ بس۔" میں نے تلملا کر جواب دیا پھر دوبارہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

دوسرے روز شام کو شائع ہونے والے اخبارات نے مچھیروں کی بستی میں ہونے والے دھماکوں کو ملک دشمن عناصر کے کھاتے میں ڈال دیا تھا۔ یہ کوئی ایسی تعجب خیز بات نہیں تھی۔ پولیس اور دوسری ایجنسیاں اکثر ایسے سنہری موقعوں کی تلاش میں رہتی ہیں جب وہ کسی حادثے کی آڑ لے کر اپنے بہت سارے کیس ان حادثات کے کھاتے میں ڈال دیتی ہیں۔ جب تک انسان زندہ رہتا ہے اسے گرفتار نہیں کیا جاتا لیکن اگر اسے کسی ذاتی دشمنی کی بنا پر بھی ہلاک کردیا جائے تو متعلقہ تھانے کے بہتیرے کیس مقتول کے سر منڈھ کر جرائم کی متعدد فائلوں کو نمٹا دیا جاتا ہے جب کہ اصلی مجرم اور قاتل سینہ تانے دندناتے پھرتے ہیں اور پولیس یا بااثر لوگ ان کی پشت پناہی کرتے رہتے ہیں۔

مچھیروں کی بستی میں ہونے والے دھماکے میں مرنے والوں کے اعداد و شمار کو بھی خاصا بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا تھا۔ پولیس بیان کے مطابق اس امن پسند بستی کو اس لیے دھماکے سے اڑانے کی کوشش کی گئی تھی کہ ان لوگوں نے دہشت گردوں کو بھتہ دینے سے انکار کردیا تھا۔ اس کے علاوہ جو لاشیں ناقابل شناخت ملی تھیں ان پر کسی نہ کسی تفتیش طلب کیس کے جرم کا بار تھوپ کر پولیس نے نہ صرف اپنا کرائم گراف ہی بہتر کرلیا بلکہ حکومت سے بہترین کارکردگی کی سند بھی حاصل کرلی۔

دھماکے کے سلسلے میں مختلف اخبارات نے مختلف رائے کا اظہار کیا تھا۔ ایک اخبار نے اپنا بزنس چمکانے کے لیے یہاں تک لکھ دیا تھا کہ حکومت اس ساحلی حصے کو اپنے کسی چہیتے شخص کے نام الاٹ کرنا چاہتی تھی لیکن جب مچھیروں نے اس بستی کو خالی کرنے سے انکار کیا تو اس حکم عدولی کی وجہ سے تخریب کاری کی آڑ لے کر اس کے کچھ حصوں کو دھماکوں کے ذریعے اڑوا دیا گیا۔ بہرحال جتنی باتیں گھڑی گئی تھیں وہ ساری کی ساری غلط تھیں۔

میں اس وقت دفتر سے اٹھنے کی تیاری کر رہا تھا جب ندیم شام کے دو تین اخبارات لیے آفس میں داخل ہوا پھر ہم دونوں ہی کچھ رسمی باتوں کے بعد اخبارات کے مطالعے میں مصروف ہوگئے اور ان جھوٹی سچی کہانیوں کو پڑھنے لگے جن کا صداقت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ان خبروں کے بارے میں؟" ندیم نے کچھ دیر بعد مجھ سے پوچھا۔

"بوگس رپورٹس ہیں۔"

"لیکن ان خبروں میں کسی نہ کسی زاویے سے پولیس کا ہاتھ ضرور شامل ہے۔"

"ظاہر ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "اخبار کے پریس رپورٹر ضرور ہوتے ہیں لیکن ان پریس رپورٹروں کے پاس علاء الدین کا کوئی طلسمی چراغ نہیں ہوتا جسے گھس کے چراغ کے جن سے تمام اصلیت معلوم کرلی جائے۔ جس علاقے میں کوئی جرم ہوتا ہے وہاں کی پولیس ہی ایک ایسا واحد ذریعہ ہوتی ہے جو پیش آنے والے جرم یا حادثے سے متعلق تفصیل فراہم کرتی ہے اور بیان جاری کرتے وقت پولیس کو اپنی کارکردگی کا خیال بھی لاحق ہوتا ہے چنانچہ بہت کم رپورٹس ایسی ہوتی ہیں جو اپنی اصل شکل میں سامنے آتی ہیں لیکن وہ رپورٹرز جو اپنی جان جوکھم میں ڈال کر بڑی تگ و دو کے بعد اصل رپورٹ فراہم کرتے ہیں یا تو انہیں اخبار کے مالکان "حکومت کی پالیسی کے خلاف" کی قدغن لگا کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں یا پھر رپورٹ شائع ہوجانے کے بعد اوپر کے پریشر کی وجہ سے رپورٹرز کی چھٹی کردی جاتی ہے۔"

"پولیس کے محکمے میں رہنے سے تم خاصے تجربہ کار ہوگئے ہو۔" ندیم نے کہا پھر توقف سے بولا۔ "تمہارا بھوشن کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"میں سمجھا نہیں؟"

"کیا ان جھوٹی اور من گھڑت خبروں کے پیچھے بھوشن کے ارادے کو بھی کوئی دخل ہوسکتا ہے؟"

"یہ بھی ممکن ہے اس لیے کہ مچھیروں کی اس بستی کو بہرحال ناجائز تجارت کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا تھا جس کی اطلاع کسٹم اور پولیس کو یقیناً ہوگی لیکن کسی بھی خبر میں اس اہم نکتے کو درمیان میں نہیں لایا گیا۔"

"تمہارے لیے ایک اطلاع اور بھی ہے۔" ندیم نے ہاتھ میں دبا ہوا اخبار ایک جانب اچھالتے ہوئے کہا۔ "مرنے والوں کی اصل تعداد کسی طرح بھی اٹھارہ سے زیادہ نہیں ہے البتہ کچھ افراد زخمی بھی ہوئے ہیں لیکن مرنے والوں یا زخمی ہونے والوں میں صرف رحیم بخش اور بشیرا ماچھی کے خاص گرگوں کی لاشیں دستیاب ہوئی ہیں۔ بشیرا ماچھی کا کوئی پتا نہیں چلا۔"

"تم اتنے یقین سے کس طرح کہہ رہے ہو؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے بم کے وہ دھماکے محض تفریحاً نہیں کرائے تھے مائی ڈیئر۔" ندیم نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "رحیم بخش کو رہا کرنے سے پہلے ہی میرے آدمیوں نے اس کی جھونپڑی کے اندر ایک کم قوت والا ریموٹ کنٹرول بم زمین میں دبا دیا تھا۔ دوسرا بم قدرے طاقت ور تھا جسے بشیرا ماچھی کے ہوٹل میں ایک خفیہ مقام پر رکھا گیا تھا اس لیے کہ خصوصاً رات کے وقت وہ زیادہ تر اپنے ہوٹل پر ہی ملتا تھا۔"

"لیکن بشیرا ماچھی؟"

"مجھے یقین ہے کہ اسے کسی نہ کسی طرح ہماری کارروائی کی اطلاع یا پھر خطرے کا الارم مل گیا تھا۔ چنانچہ وہ موقع پاتے ہی فرار ہوگیا۔ دوسری شکل میں اس کی لاش ہماری خواہش کے عین مطابق جائے حادثہ پر ملنی ضروری تھی مگر ایسا نہیں ہوا۔"

"رحیم بخش۔" میں نے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ اس نے بشیرا ماچھی کے ساتھ حق نمک ادا کرنے کی کوشش کی ہو لیکن خود اپنے جال میں پھنس کر مارا گیا اور بشیرا ماچھی فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔"

"بہرحال ہم اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب نہیں ہوسکے ویسے مجھے یقین ہے کہ بھوشن اس حادثے کی اطلاع ملنے کے بعد سے کانٹوں پر لوٹ رہا ہوگا۔"

"ضروری نہیں ہے۔" میں نے اختلاف کیا۔ "جس شخص کو اپنے ساتھیوں کی زندگیوں سے زیادہ اپنا مال اور دولت عزیز ہو وہ اور بہت سارے آدمی اور راستے تلاش کرسکتا ہے۔ تم خان جابر، بہرام ٹائیگر اور بھگوان داس وغیرہ کی موت کو کیوں فراموش کررہے ہو۔"

"اس امکان پر بھی غور کیا جاسکتا ہے لیکن میں ابھی تک بشیرا ماچھی کے بارے میں حیران ہوں۔ اس کی لاش نہ ہوٹل میں ملی اور نہ جھونپڑی میں۔" ندیم نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔ "میرے آدمیوں کی اطلاع کے مطابق اس کی جائے رہائش بالکل خالی ہی ملی تھی۔"

"پھر تو ایک ہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ اسے ہمارے آپریشن کی اطلاع مل گئی تھی۔"

"لیکن میرے آدمی اس کی طرف سے غافل نہیں تھے۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہوٹل سے روانگی کے بعد وہ سیدھا اپنی جھونپڑی میں گیا تھا جس کی نگرانی میرے آدمی کررہے تھے مگر دھماکے کے بعد بھی اسے باہر نکلتے نہیں دیکھا گیا۔"

"مچھیروں کی بستی میں بشیرا ماچھی کی ملکیت وہی ایک جھونپڑی نہیں تھی اور بھی کئی مکانات ہیں جہاں وہ رات گزارنے کا عادی تھا۔ ہوسکتا ہے کہ جھونپڑی سے اندر کوئی چور راستہ ایسا موجود ہو جو ہمارے آدمیوں کی نظر میں نہ آسکا ہو۔"

"بہرحال میں نہیں سمجھتا کہ اب بھوشن دوبارہ اس کے ذریعے اپنی ناجائز تجارت کا رسک لے گا۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "بھوشن جیسے کمینہ خصلت لوگ ایسے معاملات میں نہ صرف اپنے سائے سے محتاط رہتے ہیں بلکہ اپنے باپ پر بھی بھروسا نہیں کرتے۔"

"ایک بات اور بھی ہوسکتی ہے۔" ندیم نے مجھے عجیب نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ تمہاری کالکا رانی کی پراسرار اور ان دیکھی قوت بھوشن کی پشت پناہی کررہی ہو۔"

میں نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ لیڈی مکلارنس نے بھی اس سلسلے میں مجھے محتاط رہنے کا مشورہ دیا تھا۔

میرے ذہن میں ایک بار پھر لیڈی مکلارنس اور کالکا رانی کی شخصیتیں آپس میں گڈمڈ ہونے لگیں پھر فون کی گھنٹی نے میرے خیالات کا شیرازہ منتشر کردیا۔

"ہیلو۔ شہباز اسپیکنگ۔" میں نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا پھر دوسری جانب سے جو آواز سنائی دی اسے سن کر میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

وہ بشیرا ماچھی کی آواز تھی۔ میں نے اس کے لب و لہجے کو پہچاننے میں غلطی نہیں کی تھی۔

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"شہباز خان۔" بشیرا ماچھی نے سرد لہجے میں کہا۔ "تم نے ہماری بستی میں دھماکے کر کے اچھا نہیں کیا۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تم زندہ بچ گئے۔" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ "میں تمہیں اتنی آسان موت نہیں مارنا چاہتا تھا ورنہ تمہیں اس وقت بھی گولی کا نشانہ بنایا جا سکتا تھا جب تم اپنے ہوٹل میں موجود تھے۔"

"بکواس مت کرو۔" وہ غرایا۔ "اگر یہ بات تھی تو پھر تمہارے شکاری کتے لاشوں کے درمیان مجھے کس لیے تلاش کر رہے تھے؟"

"محض یہ دیکھنے کی خاطر کہ کہیں تم نے خفیہ راستے سے فرار ہونے میں دیر تو نہیں لگائی۔"

"سمجھا۔ رحیم بخش نے شاید ہماری توقع سے زیادہ غداری کا ثبوت دیا تھا۔"

"کیا تم اس بات کا شکریہ ادا نہیں کرو گے کہ ہم نے تمہیں للکار کر مارنے کی خاطر فرار ہونے کا موقع فراہم کیا تھا؟" میں نے بے پروائی سے کہا۔

"گھبراؤ مت۔ میں تمہارے اس قرض کو بہت جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گا لیکن اتنا یاد رکھنا کہ تم نے بستی کے بے گناہ لوگوں کو بھی مارنے کی حماقت کی تھی۔ تمہیں یہ حرکت بہت مہنگی پڑے گی۔ میرے پاس تمہارے لیے رحم کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھی دونوں کو سسکا سسکا کر اذیت ناک موت ماروں گا۔"

ندیم نے مجھ سے اشارے سے دریافت کیا کہ وہ فون کس کا ہے؟ میں نے ایک کاغذ پر بشیرا ماچھی لکھ کر ندیم کی طرف بڑھا دیا پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔

"دن میں خواب دیکھنے والے ہمیشہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔"

"اس کا جواب بھی تمہیں بہت جلد مل جائے گا۔"

"مجھے تمہارے جواب کا بڑی شدت سے انتظار رہے گا۔ ویسے ایک بات تمہارے گوش گزار کر دوں۔ تم نے رحیم بخش کے ذریعے جو بلی ہمارے لیے بچھایا تھا ہمیں اس کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی۔"

"چیک لو شہباز خان۔" بشیرا ماچھی نے سفاک انداز میں جواب دیا۔ "لیکن تمہیں شاید بشیرا ماچھی کے بارے میں زیادہ علم نہیں ہے۔"

"میرے لیے صرف یہی جان لینا کافی ہے کہ تم بھوشن جوزف کے کمیشن ایجنٹ ہو لیکن شاید تم دوراندیشی کے تقاضوں سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔ ورنہ تمہیں راجن کی موت

ناز کفیل گیلانی

کے رومانی ناول

کمزی نیم کے پیچے	ناز کفیل گیلانی	150/-
آئینہ توڑ دو	ناز کفیل گیلانی	150/-
سندر کا جوان میں کا	ناز کفیل گیلانی	100/-
روٹھی رت نہ مانے	ناز کفیل گیلانی	150/-
خدا تراش لیا	ناز کفیل گیلانی	150/-
دار عیسیٰ	ناز کفیل گیلانی	150/-
خالی جیب سنگھنے نین	ناز کفیل گیلانی	150/-
آخری رقص پروانے کا	ناز کفیل گیلانی	150/-

مکتبہ القریش

اردو بازار۔ لاہور 2

"فکر مت کرو۔ اب میرے لیے یہ کام کچھ زیادہ مشکل

نہیں ہوگا کہ میں تم کو اور تمہارے دوست کو اپنے راستے سے ہمیشہ کے لیے ہٹا دوں۔"

"کیا صرف یہی اطلاع دینے کی خاطر فون کیا تھا؟"

"ایک بات اور یاد رکھنا۔ اب تمہیں دنیا کی کوئی طاقت بشیرا کے قہر سے محفوظ نہ رکھ سکے گی۔" دوسری جانب سے سفاک لہجے میں کہا گیا اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

"کیا بکواس کر رہا تھا؟" ندیم نے بے پروائی سے پوچھا۔

"ہمیں اپنے عتاب سے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"خوش فہمی کا شکار ہے۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ زیادہ دیر تک میرے آدمیوں کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکے گا۔"

"بھوشن کے سلسلے میں اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟"

"شطرنج کے کھیل میں بادشاہ کی قوت کمزور کرنے کی خاطر پہلے پیادوں اور پھر وزیر کو راستے سے ہٹانا پڑتا ہے۔" ندیم نے جواب دیا۔ "بھوشن ہمارا آخری شکار ہوگا۔"

"اور اگر اس سے پہلے اس نے ہمارے سر پیٹنے شروع کر دیے تو؟"

"جنگ میں سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم نے ایک لمبا راستہ [illegible] اور کر کے کسی عقل مندی کا ثبوت نہیں دیا۔"

"کیا مطلب؟"

"ہمیں رحیم بخش کو آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "بشیرا ماچھی زیادہ اہم تھا۔ ہم اسے پہلے ہی شکار کر لیتے تو زیادہ مناسب رہتا۔"

"ایسی صورت میں تو اب بشیرا کے مقابلے میں بھوشن کی شخصیت ہمارے لیے زیادہ اہم ہے۔"

"میں اسی بات پر سنجیدگی سے غور کر رہا ہوں۔"

"میں تمہیں روکوں گا نہیں لیکن اتنا بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بھوشن تمہارے لیے تر نوالہ نہیں ثابت ہوگا۔ میری اطلاع کے مطابق اب اس نے اپنے حفاظتی انتظامات اور سخت کر لیے ہیں۔"

"موت اور زندگی خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ ہم کو صرف عمل کرنے سے غرض ہونی چاہیے۔"

"آئی وش یو گڈ لک۔" ندیم نے اٹھتے ہوئے کہا پھر مسکراتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

میں ندیم کی پلاننگ سے کسی طور متفق نہیں تھا۔ اس نے بشیرا ماچھی کو زخمی کر کے ہمارے لیے زیادہ خطرناک بنا دیا تھا۔ لیڈی مکلارنس نے کہا تھا کہ کاکا بھوشن کے سلسلے میں میرے ساتھ دوغلی چال چل سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے اسی کی گندی قوت نے کسی طرح بشیرا ماچھی کو آنے والے خطرے سے آگاہ کر دیا ہو۔ کاکا کے نام کے ساتھ ہی مجھے وہ منظر بھی یاد آ گیا جب میں نے لیڈی مکلارنس کو خطرناک سانپوں کی بندش میں بے بس دیکھا تھا۔ کاکا اور لیڈی مکلارنس کی پراسرار قوتیں میرے لیے معمہ بنی جا رہی تھیں۔ یہ طے کرنا میرے لیے اب مشکل تھا کہ ان دونوں میں سے کون میرا ہمدرد ہے اور کون دشمنی پر کمربستہ ہے۔

میرا ذاتی خیال اب بھی یہی تھا کہ اگر کسی طرح بھوشن کو ٹھکانے لگا دیا جاتا تو ساری کہانی ختم ہو سکتی تھی لیکن ندیم کے علاوہ کاکا اور لیڈی مکلارنس نے بھی الگ الگ مجھ سے یہی کہا تھا کہ ابھی میرا بھوشن سے ٹکرانا مناسب نہیں ہوگا لیکن میرا ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا بھی مناسب نہیں تھا۔ موت اور زندگی کے درمیان بس ایک سانس کا رشتہ ہوتا ہے جو کسی وقت بھی ٹوٹ سکتا ہے۔ میرے لیے ماضی کی ہولناک باتیں اتنی کربناک تھیں جو کسی پھانس کی مانند اندر ہی اندر میرے وجود میں چبھتی رہتی تھیں۔ میں مرنے سے پہلے اس پھانس کو نکالنا چاہتا تھا ورنہ حسرتیں دل کی دل میں ہی رہ جاتیں۔

میں ابھی بھوشن کو ٹھکانے لگانے کی خاطر کوئی آخری فیصلہ کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی کی آواز نے میرے خیالات کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ میں نے تیسری گھنٹی کے بعد ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"شہباز اسپیکنگ۔"

"میں سراج بول رہا ہوں۔"

"اوہ۔" میں نے قدرے طنزیہ پیرائے میں کہا۔ "کیا مچھیروں کی بستی میں ہونے والی ہڑبونگ میں بھی پولیس میری ذات پر شبہ کر رہی ہے۔"

"جو کچھ ہوا وہ اچھا ہی ہوا۔" سراج نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس بستی میں تخریبی اور ملک دشمن عناصر کی سرگرمیاں بڑھتی جا رہی تھیں لیکن بشیرا ماچھی کا بچ نکلنا اچھا نہیں ہوا۔"

"پھر اس سلسلے میں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"میرا خیال ہے کہ آپ ابھی تک مجھ سے خفا ہیں؟"

"مجھے ابھی اس شہر میں رہنا ہے اور کاروبار بھی کرنا ہے اس لیے میں دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر لینے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔"

"آپ اس وقت دفتر میں کیا کر رہے ہیں؟"

"میں سمجھا نہیں؟ کیا اپنے دفتر میں دیر تک بیٹھنا بھی کوئی جرم ہے؟"

"میں نے اس وقت آپ کو ایک خاص مقصد سے فون کیا تھا۔" سراج نے میرے جواب کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کو قتل کرنے کے لیے ایک بار پھر طاغوتی قوتیں اپنا سر ابھار رہی ہیں۔"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"کوئی اہم اطلاع؟" میں سنبھل کر بیٹھ گیا۔
"ابھی کچھ دیر پہلے مجھے کسی نے بشیرا ماچھی کے نام سے فون کیا تھا۔ ہو سکتا ہے کسی اور کے بجائے خود بشیرا نے ایسا کیا ہو۔" سراج نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "اس نے چیلنج کیا ہے کہ آج آپ گھر تک زندہ نہیں پہنچ سکیں گے۔"
"کیا آپ کا مشورہ ہے کہ میں دفتر سے اٹھنے سے پہلے اپنی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرلوں۔"
"جو فون مجھے کیا گیا ہے وہ براہ راست آپ کو بھی کیا جا سکتا تھا۔"
"ممکن ہے اس نے آپ کو قبل از وقت میرے جنازے میں شرکت کی دعوت دینے کی کوشش کی ہو۔"
"مسٹر شہباز! کیا آپ کچھ دیر کے لیے سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔"
"آپ نے کچھ طاغوتی قوتوں کا حوالہ دیا ہے۔" میں سنجیدہ ہو گیا۔ "پھر یہ بشیرا ماچھی درمیان میں کہاں سے آگیا؟"
"بشیرا ماچھی کے فون کے بعد کسی خاتون نے مجھے فون کر کے بشیرا کی دھمکی کی تصدیق کی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے غلط فہمی ہو لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اس عورت کی آواز پہلے بھی کہیں سن چکا ہوں۔"
"وہ عورت بشیرا ماچھی کی کوئی محبوبہ بھی ہو سکتی ہے۔"
"اس عورت نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ دفتر سے باہر نکلتے ہی پہلے ان کا شکار بن جائیں گے۔"
"پھر آپ کا کیا مشورہ ہے کیا میں عارضی طور پر دفتر ہی میں قیام پذیر رہوں؟"
"میں پندرہ منٹ کے اندر اندر پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ آپ اس وقت تک دفتر سے اٹھنے سے گریز کریں تو مناسب ہوگا۔"
"آپ بھول رہے ہیں کہ آپ آج کل چھٹی پر ہیں۔"
"اس کے باوجود میں آپ کے بہت کام آسکتا ہوں۔"
اس جملے کے ساتھ ہی دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔
میں نے ریسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا اور سنجیدگی سے سراج کی فراہم کردہ اطلاع پر غور کرنے لگا۔ کچھ دیر پیشتر ندیم کی موجودگی میں بھی بشیرا نے مجھے اذیت ناک حالات سے دوچار کرنے کی دھمکی دی تھی لیکن اسے سراج کو درمیان میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ عورت کون تھی جس نے سراج کو فون کیا تھا؟ اور۔۔۔ سراج نے خاص طور پر طاغوتی قوتوں کا حوالہ کیوں دیا تھا۔ میرے ذہن میں متعدد سوالات ابھر رہے تھے۔ بہرحال احتیاطی تدابیر اختیار کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں تھا۔ میں نے گارڈ کو اندر بلا کر سنجیدگی سے کہا۔
"تمہیں اس وقت بہت زیادہ چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی اطلاع کر دو کہ بغیر میری اجازت کے کسی کو میرے دفتر میں آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو۔"
"کیا کوئی خطرے کی بات ہے صاحب؟" گارڈ نے فرمانبرداری سے دریافت کیا۔
"ہو بھی سکتی ہے۔" میں نے اسے ہاتھ کے اشارے سے باہر جانے کو کہا پھر انٹرکام اٹھا کر وانی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے انٹرکام کا ریسیور میرے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔ دوسری جانب سے مجھے وانی کے بجائے کسی عورت کی آواز سنائی دی تھی۔
"میں سر میرے لیے کوئی حکم؟"
میرے دفتر کوئی خاتون ملازم نہیں تھی پھر بھی میں نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"وانی کہاں ہے؟"
"ابھی کچھ دیر پیشتر مجھ سے مزے مزے کی باتیں کر رہا تھا لیکن اب وہ فرش پر اوندھے منہ پڑا ہے۔ شاید بے ہوش ہو گیا ہے۔"
"تم کون ہو؟" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اپنا آٹومیٹک نکال کر کھلی دراز میں رکھ لیا تاکہ بوقت ضرورت اسے استعمال کیا جا سکے۔ میں نے سراج کی باتوں کو مذاق سمجھا تھا لیکن اب مجھے احساس ہو رہا تھا کہ شاید خطرہ میرے دفتر کے اندر ہی موجود ہے۔
"ایک خوب صورت عورت ہوں جو تم سے ملنے آئی تھی لیکن وانی نے مجھے منع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک گارڈ میرے سر پر مسلط کر دیا تھا لیکن نہ جانے کیا بات ہے کہ اس وقت دونوں ہی فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہیں۔"
"شاید وہ تمہارے حسن کی تاب نہ لا سکے ہوں گے۔" میں نے خود کو بے پرواہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔
"تمہارے آفس کے باہر اس وقت تین مسلح گارڈز پوزیشن سنبھالے بیٹھے ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ تم ان کو بتا کر تاکید کر دو کہ وہ میرا راستہ روکنے کی کوشش نہ کریں ورنہ ان کا انجام بھی مختلف نہیں ہوگا۔"
"تمہیں وانی سے الجھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا براہ راست میرے آفس میں نہیں آسکتی تھیں؟"
"پہلے میں نے یہی سوچا تھا لیکن پھر پروٹوکول کا خیال آگیا۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولی پھر ریسیور رکھنے کی آوازیں میرے کانوں میں گونجیں۔ میں نے آٹومیٹک اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور کرسی کو میز سے اور قریب کر لیا تاکہ آفس میں داخل ہونے والی کوئی شخصیت اسے نہ دیکھ سکے۔ میرا ذہن تیزی سے آنے والے خطرے کے بارے میں سوچ رہا تھا پھر میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔
میرے آفس میں جو عورت داخل ہو رہی تھی وہ بلاشبہ حسین کہلانے کی مستحق تھی۔ اس کا نازک اندام جسم چلنے میں اس طرح لچک رہا تھا جیسے پھولوں سے لدی کوئی شاخ تیز ہوا کے لپیٹے میں آگئی ہو۔ وہ سراپا حسن کا ایک مجسمہ تھی جس کے تخلیق کار نے اسے تراشنے خراشنے کے بعد اس کے اندر روح پھونک دی ہو۔ اس کے جسمانی نشیب و فراز اس قدر دلکش اور خوب صورت تھے کہ ان پر سے نظر ہٹانا مشکل تھا۔ اس کی خوب صورت اور کشادہ پیشانی پر سرخ رنگ کی شوخ بندیا اس بات کی ترجمانی کر رہی تھی کہ وہ کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔ میری نظریں اس کے حسین سراپا پر جیسے جم کر رہ گئی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی میرے سامنے آکر بڑے دلکش انداز میں اپنے بدن کو سمیٹ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے گلابی ہونٹوں پر بڑی دل آویز مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت ہو رہی تھی کہ وہ میرے آفس کے اندر کس طرح آگئی جبکہ میں نے اپنے گارڈز کو سختی سے ہدایت دی تھی کہ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔
"کیا سوچ رہے ہو شہباز خان؟" وہ مترنم آواز میں بولی۔
"کیا تم نے میرے آفس گارڈز کو بھی۔۔۔؟"
"نہیں۔" اس نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ "میں نے صرف کچھ دیر کے لیے ان کی نگاہوں کے سامنے پردہ کھینچ دیا تھا۔"
"وانی کے بارے میں۔۔۔"
"پریشان مت ہو۔" وہ تیزی سے بولی۔ "وہ ابھی زندہ ہے۔"
"تم۔۔۔"
"میں سادھنا ہوں۔" وہ ایک سوچ کر بولی۔ "تم شاید مجھ سے واقف نہیں ہو لیکن میں تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔"
"کیا تم سراج سے بھی واقف ہو؟" میں نے کچھ سوچ کر دریافت کیا۔
"ہاں۔" اس کے لہجے میں یکلخت تبدیلی آگئی۔ "ابھی کچھ دیر پہلے میں نے ہی اسے فون کیا تھا۔"
"سراج کا کہنا ہے کہ وہ تمہاری آواز پہلے بھی کہیں سن چکا ہے؟" میں نے بھی پہلو بدل کر جواب دیا۔
"وہ ابھی یہاں آنے والا ہے اسی سے پوچھ لینا۔"
"بشیرا ماچھی سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"
"وہی جو تمہارا ماہ رخ سے ہے۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ "کیوں؟ کیا تم اس سے انکار کر سکو گے؟"
"یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟" میرے لہجے میں ترشی آگئی۔
"تمہیں موت کے گھاٹ اتارنا۔" وہ سنگ دلی سے بولی۔ "بشیرا کی خاطر میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔"
"پھر۔" میں نے بے پروائی سے کہا۔ "انتظار کس بات کا ہے۔"
"اگر تم مجھ سے ایک سودا کرنے کو تیار ہو جاؤ تو میں تمہیں معاف کر سکتی ہوں؟"
"کیا تم بشیرا کے ساتھ غداری بھی کر سکتی ہو؟"
"ہاں لیکن صرف ایک شرط پر۔" وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ "تمہیں بھوشن کو مارنا ہوگا۔"
"تم شاید بھول رہی ہو کہ بشیرا بھی بھوشن ہی کا ایک کارندہ ہے۔"
ٹھیک اسی وقت سراج کمرے میں داخل ہوا لیکن سادھنا سے نگاہیں چار کرنے کے بعد وہ پتھر کے کسی بے جان مجسمے کی طرح اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔ یہ تماشا میرے لیے دلچسپ بھی تھا اور حیرت انگیز بھی پھر میرے ذہن میں ایک ہی نام ابھرا۔ "کالکا" وہ اس قسم کے چمتکار دکھانے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتی تھی۔ میں اسے کئی روپ میں دیکھ چکا تھا۔ اس وقت بھی شاید اسی نے سادھنا کا سوانگ رچا رکھا تھا۔ "مجھے معلوم ہے کہ بشیرا بھوشن کے لیے ناجائز تجارت کا دھندا کرتا تھا۔" سادھنا نے سراج سے نظر ہٹا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں نے اسے کئی بار روکنے کی کوشش بھی کی لیکن اس نے میری بات نہیں مانی۔ اس پر جو مصیبت آئی ہے وہ بھی بھوشن کی وجہ سے آئی ہے اسی لیے میں بھوشن کو معاف نہیں کر سکتی۔"
"حیرت کی بات ہے۔ تم کالی قوتوں کی مالک ہونے کے بعد بھی بذات خود بھوشن کو ٹھکانے نہیں لگا سکتیں۔"
"اس کی بھی ایک وجہ ہے۔" سادھنا کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ "جس کے ساتھ میرا شریر کا بندھن رہ چکا ہو میں اسے مار نہیں سکتی۔"
"تم شاید میرے ساتھ مذاق کر رہی ہو؟" میں نے تلخ انداز میں جواب دیا۔ "ایک طرف تم نے بھوشن کے ساتھ تعلقات بھی رکھے اور اب اسی کو مارنا بھی چاہتی ہو۔"
"میرے اختیار میں ہوتا تو میں بشیرا کو بھی معاف نہ کرتی اس لیے کہ اس حرام زادے نے بھی میرے ساتھ زیادتی کی تھی لیکن اس نے میرے اوپر ایک احسان بھی کیا تھا۔" سادھنا نے سرد آواز میں کہا۔ "اس نے مجھے بھوشن کی قید سے آزاد کرایا تھا۔ یا یوں سمجھو کہ بھوشن نے مجھے انعام کی طور پر بشیرا

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

کی گود میں ڈال دیا تھا۔ بہرحال اگر میں بھوشن کی قید سے آزاد نہ ہوتی تو شاید اس کے پالتو کتے مرتے دم تک میری ہڈیوں کو بھنبھوڑتے رہتے۔"

میں نے ایک بار پھر سراج کی سمت دیکھا۔ ابھی تک وہ اسی پوزیشن میں تھا۔ اس کی ایک ٹانگ بدستور فضا میں معلق تھی۔ دونوں ہاتھ دائیں بائیں پھیلے تھے اور اس کی بظاہر پتھرائی ہوئی نگاہیں سادھنا پر ہی مرکوز تھیں۔

"گھبراؤ مت۔ میں نے اسے ہپناٹائز کر دیا ہے اور جب تک میں نہ چاہوں یہ اسی صورت میں کھڑا رہے گا۔"

"بشیرا نے سراج کو فون کر کے چیلنج کیا تھا کہ میں آج دفتر سے اٹھ کر زندہ گھر واپس نہیں پہنچ سکوں گا۔ تم نے اس کی تصدیق بھی کی تھی؟"

"ہاں۔" وہ مجھے عجیب وحشت ناک نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔ "میں اس سے انکار نہیں کروں گی لیکن اب میں یا بشیرا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"تمہارے دوست کی طرح میں نے آفس میں داخل ہونے کے بعد تمہیں بھی ہپناٹائز کرنا چاہا تھا لیکن تمہارے اوپر کوئی اثر نہیں ہوا۔ تمہارے چاروں طرف مجھے ایک ایسی دیوار نظر آ رہی ہے جسے پھلانگنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ کچھ دیر میں بشیرا ابھی یہاں پہنچنے والا ہے۔ وہ تمہارے خون کا پیاسا ہو رہا ہے لیکن شاید وہ بھی تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے۔"

سادھنا کی بات ختم ہوتے ہی بشیرا اپنے دو مسلح ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے اندر داخل ہوا۔ سراج کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹکا تھا مگر دوسرے ہی لمحے اس کے ہونٹوں پر ایک قاتلانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سادھنا کی طرف توجہ دیے بغیر مجھ سے بڑے زہریلے لہجے میں مخاطب ہوا۔

"آج تم میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکو گے لیکن تمہارے اس دوست کو کیا ہوا؟"

"اس کا جواب تم اپنی سادھنا سے بھی پوچھ سکتے ہو۔"

"سادھنا۔" بشیرا چونکا۔ "کیا وہ بھی یہاں آئی تھی؟" اور بشیرا کے اس سوال پر مجھے احساس ہوا کہ وہ سادھنا کو دیکھنے سے قاصر تھا حالانکہ وہ ابھی تک کرسی پر بیٹھی ہونٹ چبا رہی تھی۔

"ہاں۔ کچھ دیر پہلے وہ آئی تھی۔"

"کیا کہا تھا اس نے تم سے؟" بشیرا کسی زخمی درندے کی مانند تڑپ کر بولا۔

"اس نے صرف یہی کہا تھا کہ تم نے مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کا جو خواب دیکھا ہے وہ کبھی پورا نہیں ہو گا۔"

"خیال ہے تمہارا۔ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ تم نے مجھے چھیڑ کر اپنی موت کو ہی دعوت دی ہے۔"

"بشیرا۔" میں نے اسے سخت لہجے میں مخاطب کیا۔ "کیا تم یہاں سے خود اپنی ٹانگوں پر چل کر جانا پسند کرو گے یا میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنے ملازموں کے ذریعے اٹھوا کر باہر سڑک پر پھنکوا دوں۔"

جواب میں اس نے ریوالور اٹھا کر مجھے نشانہ بنانے کی کوشش کی لیکن ریوالور ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اس کے ساتھیوں کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی تماشا ہوا تھا۔

"بشیرا۔" سادھنا نے بڑی حقارت سے کہا۔ "اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلا جا۔ فی الحال تیرے لیے یہی بہتر ہو گا۔"

اور پھر اس وقت میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے بشیرا اور اس کے ساتھیوں کو روبوٹ کی طرح پلٹ کر باہر جاتے دیکھا۔ سراج کی کیفیت میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

"میرے پاس وقت کم ہے۔" وہ مجھ سے مخاطب ہو کر بولی۔ "کیا تم بھوشن کے سلسلے میں مجھ سے سودا کرنے پر تیار ہو؟"

"تم سودا نہ کرو جب بھی میں بھوشن کو معاف نہ کروں گا۔"

"میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں اگر تم چاہو تو؟" اس کا لہجہ بڑا خشک تھا۔

"نہیں۔ مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔"

"تمہاری مرضی۔" وہ ایک ادا سے اٹھتے ہوئے بولی۔ "لیکن کام بڑی احتیاط سے کرنا۔ بھوشن نے اپنی حفاظت کے لیے آج کل سادہ لباس والوں کی پوری فوج مقرر کر رکھی ہے۔"

"یہ بات تم سادھنا کا روپ اختیار کرنے کے بجائے کاکا کے اصل روپ میں بھی کہہ سکتی تھیں۔" میں نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"کاکا۔" سادھنا نے حیرت سے پوچھا۔ "یہ کون ہے؟"

"میرے سپنوں کی رانی جو اس وقت میرے سامنے موجود ہے۔"

"تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" وہ بدستور بڑی سنجیدگی سے بولی۔ "میں کاکا نہیں ہوں۔ سادھنا بھی میرا اصلی نام نہیں ہے۔"

"پھر کون ہو تم؟"

"بھوشن کی ارتھی اٹھنے دو پھر میں تمہیں یہ بھی بتا دوں گی کہ میں کون ہوں۔" وہ ہاتھ مسلتے ہوئے بولی۔ "فی الحال یہ سمجھ

لو کہ میں بھی کسی اور کے شریر میں ایک بھٹکتی ہوئی روح ہوں۔"

پھر قبل اس کے کہ میں کوئی سوال کرتا وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اس کے غائب ہوتے ہی سراج حرکت میں آ گیا۔

"کیا بشیرا ابھی یا اس کے آدمیوں نے آپ کو دوبارہ بھی فون کیا تھا؟" اس نے مجھ سے سوال کیا۔

"جی ہاں۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے اس نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ چند ناگزیر وجوہ کی بنا پر اس نے فی الحال میری موت کا پروگرام مؤخر کر دیا ہے۔"

سراج نے مجھے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اسے میری صحیح الدماغی پر شبہ ہو رہا ہو۔

☆

میں گھر جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھا تو کریم مجھے خلاف توقع کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ میں ندیم کی زبانی اس کی اصلیت معلوم کر چکا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ ندیم نے اسے میرے بارے میں بھی سب کچھ بتا دیا ہو۔ گاڑی پارکنگ لاٹ سے باہر نکلی تو میں نے کریم کی مستقل خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا بات ہے۔ تم اس قدر چپ چپ کیوں ہو؟"

"میں نے ٹھیک سات بجے اپنے ایک دوست کو ملنے کا وقت دیا تھا۔"

"لیکن اس وقت تو سوا سات بج رہے ہیں۔" میں نے وسٹ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تم ایسا کرو یہاں سے کوئی ٹیکسی پکڑ کر چلے جاؤ۔ گاڑی میں ڈرائیو کر لوں گا۔"

"مجھے اس کی اجازت نہیں ہے صاحب۔"

"کیا مطلب؟"

"ندیم صاحب کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں۔ انہوں نے بڑی سختی سے تاکید کی تھی آپ کو ایک منٹ کے لیے بھی تنہا نہ چھوڑا جائے۔"

"فکر مت کرو۔ میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "ندیم نے مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔"

"کیا یہ بھی بتا دیا ہے کہ خوب صورت لڑکیوں کے سلسلے میں میں کچھ زیادہ ہی ندیدہ واقع ہوا ہوں؟"

"کیا کہنا چاہ رہے ہو؟"

"میں نے جس کو سات بجے کا ٹائم دیا تھا وہ بھی ایک لڑکی ہی ہے۔"

"کیا ملنے کا پروگرام طے ہوا تھا؟"

"وہ جگہ ہمارے راستے میں ہی آئے گی۔" وہ ہچکچا کر بولا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو۔"

"کیا وہ تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر ناراض نہیں ہو گی؟" میں نے قدرے بے تکلفی سے کہا۔

"بالکل نہیں۔ بلکہ آپ کو میرے ساتھ دیکھ کر تو اس کی باچھیں خوشی سے کھل اٹھیں گی۔"

"کیا مطلب؟" میں نے پوچھا۔

"قبل از وقت بتا دیا تو مزہ کرکرا ہو جائے گا صاحب۔" وہ دبی زبان میں مگر بے حد سنجیدگی سے بولا۔ "دراصل وہ کسی طرح آپ کو بھی جانتی ہے۔ اس نے کہا بھی تھا کہ اگر میں آپ کو ساتھ لاؤں تو اسے زیادہ مسرت حاصل ہو گی۔"

"تم نے میرے بارے میں غلط رائے قائم کی ہے۔" میں یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔ "میرا وہ ٹائپ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔"

"لیکن ندیم صاحب نے تو مجھے یہی بتایا تھا کہ آپ شکار کے بہت شوقین ہیں۔"

"صرف جانوروں کی حد تک۔"

"اس خوب صورت حسینہ نے بھی ایک عدد جانور پال رکھا ہے جسے دیکھ کر آپ کے شکار کھیلنے کی حس بیدار ہو جائے گی۔"

"مجھے پالتو جانوروں کا شکار کھیلنے کا بھی کوئی شوق نہیں ہے۔"

"وہ پالتو نہیں، جنگلی جانور ہے صاحب۔" کریم بے پروائی سے بولا۔ "اس کی دیکھ بھال کے لیے کئی بندوں کو تعینات کیا گیا ہے۔"

"تمہارا اشارہ کس کی طرف ہے؟" میں نے کریم سے وضاحت طلب کی۔ ندیم نے مجھے بتایا تھا کہ کریم عورتوں کے معاملے میں بہت تیز ہی ٹھیرا واقع ہوا ہے۔ اس کا سب سے دل چسپ مشغلہ اپنی صحت بنانا تھا۔

"اس پچاس ہزار کی رقم کی طرف جو اس وقت بھی ردی کاغذ کے ٹکڑوں کی طرح میری جیب کے کوڑے دان میں پڑی ہے۔" کریم نے جواب دیا۔ "مجھے یہ رقم بھی اسی خوب صورت لڑکی نے فراہم کی ہے جسے میں آپ کے دفتر کے باہر سڑک پر مشکوک انداز میں منڈلاتا دیکھ کر کسی فلمی ہیرو کی طرح اس پر ریشہ خطمی ہو گیا تھا۔ شاید وہ چاہتی بھی یہی تھی پھر میں جب اسے ساتھ لے کر ایک قریبی ہوٹل کے فیملی روم میں گیا تو اس نے بے تکلفی سے یہ رقم میری جیب میں ڈال دی۔ جو کام اس نے مجھے سونپا ہے وہ مجھے ایسا مشکل بھی نہیں ہے چنانچہ میں نے خوشی خوشی اس کی پیش کش قبول کر لی۔ اس نے یہ وعدہ بھی کیا ہے کہ اگر آپ نے ملازمت سے برطرف کر دیا تو وہ مجھے اس سے اچھی ملازمت دلا دے گی۔"

کریم کی گفتگو سنسنی خیز تھی۔ میرے دل کی گہرائیوں میں

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ مجھے معلوم تھا کہ کریم ندیم کا آدمی تھا اور ندیم کے آدمی کسی قیمت پر بھی اپنی وفاداریاں بدلنے کے عادی نہیں تھے۔ ایک لمحے تک میں اس کی باتوں پر غور کرتا رہا پھر میرے ذہن میں صرف ایک ہی نام ابھرا تھا۔ بھوشن جوزف وہی میرا سب سے بڑا دشمن تھا۔ میری زندگی کا سودا کرنے کے لیے وہ پچاس ہزار تو کیا، پچاس لاکھ بھی خرچ کرنے پر آمادہ ہو سکتا تھا۔

"تمہارا اشارہ جس جانور کی طرف ہے وہ یہاں کا کوئی خطرناک درندہ تو نہیں ہے؟"

"جی ہاں۔"

"بھوشن جوزف؟" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ "شطرنج کے کھیل میں پہلے وزیر کو گھیرا جاتا ہے، بادشاہ کا نمبر بعد میں آتا ہے۔"

"بشیرا مچھی؟" مجھے اچانک سراج کی بات یاد آگئی۔ بشیرا مچھی نے اسے فون کر کے یہی کہا تھا کہ میں گھر پہنچنے سے پہلے ہی دوسری دنیا کے سفر پر روانہ کر دیا جاؤں گا۔ بعد میں کسی لڑکی یا عورت نے بھی اس کی تصدیق کی تھی اور سراج نے اس بات پر بھی شک کا اظہار کیا تھا وہ اس عورت کی آواز کو پہلے بھی کہیں سن چکا ہے۔ بعد میں سادھنا اور بشیرا کی میرے دفتر میں آمد نے مجھے چونکا دیا تھا۔

"مجھے یقین تھا کہ بھوشن کے بعد آپ کے ذہن میں بشیرا جیسے زرخرید کتے ہی کا تصور ابھرے گا۔"

"اور وہ عورت کون تھی جس نے تمہیں خریدنے کی کوشش کی ہے؟ کیا تم نے اسے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے؟"

"جی ہاں۔" کریم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "شروع شروع میں اس نے ندیم صاحب کے کیسینو میں بھی دو تین روز اپنے رقص کا مظاہرہ کیا تھا پھر دولت کی لالچ اسے ایک اور نائٹ کلب کی طرف کھینچ لے گئی۔"

"کیا اس کو علم نہیں ہے کہ تم ندیم کے اپنے آدمی ہو؟"

"معمولی سی بات ہے جناب اگر اسے اس بات کا علم ہوتا تو وہ مجھے شیشے میں اتارنے کی حماقت کبھی نہ کرتی۔"

"کیا تم نے ندیم کو بھی اس خطرے سے آگاہ کر دیا ہے؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔ بشیرا مچھی کا نام سنتے ہی میرے خون کی گردش تیز ہو گئی تھی۔ خضلو اور رحیم بخش کے بعد بشیرا مچھی کی لاش کا تحفہ بھوشن کے لیے جلتی پر تیل کے مترادف ہوتا۔ میں چاہتا بھی یہی تھا کہ بھوشن کو للکار کر مارا جائے۔

"میں نے کسی کو اطلاع نہیں دی لیکن مجھے یقین ہے کہ ندیم صاحب کو اپنے ذرائع سے کم از کم اس بات کی اطلاع ضرور مل گئی ہوگی کہ میں آج بدنام اور گھٹیا افسر سے مل چکا ہوں۔ وہ میری عادتوں سے واقف ہیں اس لیے انہوں نے بھی کسی خطرے کی بو ضرور محسوس کر لی ہوگی۔"

"وہ عورت تمہیں کہاں ملے گی؟"

"ریڈ کراس کی عمارت کے سامنے۔"

پھر میں نے زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ میں چاہتا تو کسی قریبی فون بوتھ سے سراج کو کنٹیکٹ کر کے اس سے پولیس کے سادہ لباس والوں کی کمک بھی حاصل کر سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ میرے اوپر بشیرا کا ایک قرض باقی تھا۔ اس نے ایک بار مجھے مچھیوں کی بستی میں مروانے کی کوشش کی تھی۔ "راجن سے ملوانے" کا پاس ورڈ استعمال کر کے اس نے مجھے دھوکے سے مارنے کی کوشش کی تھی لیکن میں اسے للکار کر اس قرض کو چکانا چاہتا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی کریم نے گاڑی ریڈ کراس بلڈنگ کے سامنے پارک کر دی۔ میں پوری طرح محتاط تھا۔ قرب و جوار میں مجھے ایسی کوئی عورت نظر نہیں آرہی تھی جس پر ڈانسر ہونے کا شبہ کیا جا سکتا لیکن مجھے زیادہ دیر اس کا انتظار بھی نہیں کرنا پڑا۔ وہ ایک خوش پوش، حسین اور گٹھے ہوئے مگر لوچدار جسم کی مالک تھی۔ گاڑی کے قریب آ کر اس نے بڑی کامیاب اداکاری کی تھی مجھے دیکھ کر اس طرح چونکی جیسے اسے میرا کریم کا ساتھ آنا اچھا نہیں لگا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اپنے شکار کو جال میں پھنستا دیکھ کر وہ اندر ہی اندر مسرور ہو رہی ہو۔

"آپ کی تعریف؟" اس نے کریم سے میرے بارے میں دریافت کیا۔

"صاحب ہیں میرے۔ میں انہی کی فرم میں ملازم ہوں۔"

"لیکن میں نے تمہیں تنہا آنے کو کہا تھا۔" وہ روٹھے ہوئے انداز میں بولی۔ "زیادہ بھیڑ بھاڑ مجھے پسند نہیں ہے۔"

"پریشان مت ہو۔" کریم نے دبی زبان میں کہا۔ "میرا صاحب بھی میری ہی طرح خوش مزاج واقع ہوا ہے۔"

"مگر یہ بات۔۔۔"

"آپ نخرے مت دکھاؤ۔" کریم نے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "چلو بیٹھو گاڑی میں۔"

وہ ایک لمحے کو جھجکی پھر دوسری طرف سے آ کر کریم کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر خاموشی رہی پھر میں نے بڑی بے تکلفی سے اسے مخاطب کیا۔

"کیا میں آپ کا خوب صورت نام دریافت کر سکتا ہوں؟"

"عذرا اینجل۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"میں آپ کو ایک بار پہلے بھی مقامی نائٹ کلب میں دیکھ چکا ہوں؟" میں نے کسی اوباش شخص کا انداز اختیار کیا۔ "اس رات میں آپ سے ملنا چاہتا تھا لیکن ڈانس کے بعد آپ میک

اپ روم میں چلی گئی تھیں اور کلب کے منیجر نے کہا تھا کہ میک اپ روم میں آپ کسی سے ملنا پسند نہیں کرتیں۔"

"ٹھیک کہا تھا اس نے۔" وہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "میں اجنبیوں سے زیادہ بے تکلف ہونا پسند نہیں کرتی۔"

"کیا میرے سلسلے میں کوئی رعایت نہیں ہو سکتی؟" میں نے بلکنے کی اداکاری کی۔

"سوچ کر جواب دوں گی۔" وہ مسکرا دی۔

"اس وقت چلنا کہاں ہے؟" کریم نے لڑکی سے پوچھا جس نے اپنا نام عذرا بتایا تھا۔

"سی شور اپارٹمنٹس۔ آج کل میں وہیں مقیم ہوں۔"

"خوب صورت جگہ ہے۔ بالکل تمہاری ہی طرح۔" کریم نے مسکرا کر بے تکلفی سے کہا پھر گاڑی کا رخ ساحلی علاقے کی جانب موڑ دیا جہاں بے شمار خوب صورت اپارٹمنٹس اور بنگلے بنے ہوئے تھے۔ کوئی درمیانہ طبقے کا آدمی وہاں رہائش کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

ہمیں اپنی مطلوبہ جگہ پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ وہ ایک دو منزلہ خوب صورت بنگلہ تھا جو بظاہر غیر آباد نظر آرہا تھا۔ کریم نے عذرا کے کہنے پر نیچے اتر کر بنگلے کا پھاٹک کھولا پھر گاڑی اندر لے جا کر پورٹیکو میں کھڑی کر دی۔

"کیا آپ یہاں بالکل تنہا رہتی ہیں؟" میں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "میرا مطلب ہے کہ کوئی نوکر چاکر تو ضرور ہوگا؟"

"ایک بوڑھا ملنگ ہے جو ذرا اونچا سنتا ہے۔"

عذرا دروازہ کھول کر نیچے اتری۔ اس کے ساتھ ہی کریم اور پھر میں بھی گاڑی سے باہر آ گیا۔ عذرا نے اپنے پرس سے چابی نکال کر صدر دروازے کو کھولا۔ بظاہر وہ یہی تاثر دینا چاہتی تھی کہ بنگلے میں اس کے اور بوڑھے خانساماں کے سوا اور کوئی نہیں رہتا۔ عذرا کے ساتھ ساتھ ہم بھی اندر داخل ہو گئے۔ ہمارے اندر داخل ہوتے ہی کسی نے دروازہ زور سے بند کیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک گن مین جس نے اپنے چہرے پر ڈھاٹا باندھ رکھا تھا وہاں پہلے سے تعینات تھا۔ اس کی نگاہوں سے سفاکی جھلک رہی تھی۔

"یہ۔۔۔ یہ کون ہے؟" میں نے عذرا سے دریافت کیا۔

"میرا باڈی گارڈ لیکن یہ بے چارہ گونگا ہے صرف اشاروں کی زبان سمجھتا ہے۔" عذرا نے مجھے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ "میرے ایک اشارے پر میگزین کی ساری گولیاں آپ کے جسم میں اتار سکتا ہے۔"

"ایسے خوفناک اور خطرناک ماحول میں تو بڑے بڑے عاشقوں کے دل بھی دہل جاتے ہوں گے۔" میں نے بے پروائی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاں بشیرا موجود ہو وہاں بڑے بڑے سورماؤں کا بھی پیشاب خطا ہو جاتا ہے۔"

میں نے اس آواز پر چونک کر نشست کی جانب دیکھا جہاں بشیرا مچھی ایک عجیب و غریب ساخت کا پستول لیے میرے سامنے سینہ تانے کھڑا تھا۔ میں نے پلٹ کر کریم کو گھورا۔

"تو تم نے میرے ساتھ غداری کی ہے؟"

"غداری نہیں سودا۔" کریم نے بھی اپنا ریوالور بغلی ہولسٹر سے نکالتے ہوئے بڑی حقارت سے کہا۔ "مجھے تمہاری وہ گالی اچھی طرح یاد ہے جو تم نے دو تین روز پہلے مجھے ایک معمولی سی غلطی پر دی تھی۔"

"کسی کو اس طرح اندھیرے میں گھیر کر مارنا مردانگی نہیں ہوتی۔" میں نے جھلا کر جواب دیا۔

"تم نے اور تمہارے دوست نے بھی رحیم بخش کے ذریعے دھوکے سے گھیر کر مارنے کی کوشش کی تھی۔" بشیرا مچھی نے سرد لہجے میں کہا۔ "کیا تم اپنی حرکت کو مردانگی کہہ سکتے ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ اب اس قصے کو طول دینے کے بجائے جتنی جلدی نمٹا دیا جائے اتنا ہی ہمارے لیے بہتر ہوگا۔" عذرا نے بشیرا مچھی سے کہا۔

"کیوں؟ کیا تم کسی بات سے خوف زدہ ہو؟"

"بات خوف کی نہیں احتیاط کی ہے۔"

"نہیں۔" بشیرا مچھی نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں اسے چوہے اور بلی والے دلچسپ کھیل کے ذریعے اذیتیں دے کر مارنا زیادہ پسند کروں گا۔"

"تم صرف ریفری کے فرائض انجام دو بشیرا۔" کریم نے سرد لہجے میں کہا۔ "پہلے میں اسے مردانگی کے معنی سمجھانے کی کوشش کروں گا۔"

"گڈ۔ یہ کھیل بھی میرے لیے دلچسپ ہوگا۔"

"باقی لوگوں کو بھی اسی کمرے میں بلا لو۔ اس قسم کے مقابلے اسی وقت زیادہ مزہ دیتے ہیں جب اسے دیکھنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہو۔"

جواب میں بشیرا مچھی نے تالی بجائی تو باقی تین گن مین جو دوسرے کمرے میں موجود تھے ہمارے سامنے آ گئے۔ میں اس وقت پانچ مسلح آدمیوں کی زد میں تھا۔ کریم نے اپنا ریوالور دوبارہ بغلی ہولسٹر میں اڑس لیا پھر میری جانب خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔ "تم ان مسلح افراد کی کوئی فکر نہ کرو۔ یہ اس وقت تک درمیان میں نہیں آئیں گے جب تک ہم دونوں میں سے کوئی ایک اپنی ہار تسلیم نہ کر لے۔"

"تم ایک عورت کی خاطر میرے ساتھ نمک حرامی کا

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

ثبوت دوگے؟"

"بات عورت کی نہیں اصول کی ہے۔ تم نے مجھے اسی روز اپنا دشمن بنا لیا تھا جب میں نے مجبوراً تمہاری گالیاں برداشت کرلی تھیں۔" کریم نے بدستور سرد لہجے میں جواب دیا۔ "اگر یہ عورت درمیان میں نہ آتی تو بھی میں کوئی موقع دیکھ کر جہنم رسید کرنے سے گریز نہ کرتا لیکن اب تمہیں کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ زندہ وہی رہے گا جو دوسرے پر [illegible] سے سبقت لے جائے۔"

پھر کریم نے جوڈو کراٹے کے انداز میں ہاتھ آگے کرکے باؤس کا درمیانی فاصلہ بڑھا دیا۔ اس کی آنکھوں سے حقیقتاً کسی سنگدل دشمن کے تاثرات عیاں تھے۔ ندیم کے علاوہ لیڈی مکارلس نے بھی مجھے یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ کریم تنہا دس بارہ آدمیوں پر بھاری ہو سکتا ہے لیکن اس وقت ہم پانچ مسلح آدمیوں کے نرغے میں تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کریم اس سچویشن کو کس طرح ہینڈل کرے گا۔ بہرحال مجھے بھی حملے سے بچاؤ کے لیے اپنی پوزیشن تبدیل کرنی پڑی۔ ہم نصف دائرے کی صورت میں ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے حملہ کرنے کی خاطر دائیں بائیں حرکت کر رہے تھے۔ پولیس ٹریننگ کے دوران میں نے بھی مارشل آرٹ کے بے شمار داؤ پیچ سیکھ رکھے تھے مجھے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ بشیرا ماچھی جیسے محتاط آدمی نے کریم پر کس طرح اعتماد کرلیا پھر مجھے اس کا جواب بھی مل گیا۔ "حملہ کرنے سے پیشتر میرا ایک ضروری اعلان بھی سن لو۔" بشیرا ماچھی کی آواز ابھری۔ "میں جس کاروبار میں ملوث ہوں اس میں رسک لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تم دونوں میں سے جو فاتح ہوگا وہ بشیرا کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے گا۔"

"کیا مطلب؟" کریم نے حیرت کا اظہار کیا۔

"میں تمہاری ذات پر بھی اعتبار نہیں کر سکتا۔" بشیرا کینہ توز انداز میں مسکرایا۔ "اپنے پیچھے پولیس کے لیے کوئی ثبوت یا گواہ چھوڑنا میرے اصول کے خلاف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم نے مجھے پھانسنے کے لیے کوئی جال بچھایا ہو۔"

"اگر یہ بات ہوتی تو میں پہلے ہی پولیس کو مطلع کر سکتا تھا۔" کریم نے غصے سے جواب دیا۔ "ایک اجنبی عورت پر بھی اعتبار نہ کرتا۔"

"یہی بات تو میرے شک کو تقویت دے رہی ہے کہ تم نے اتنی جلدی ایک حسین عورت کی بات کس طرح مان لی۔"

"کچھ دیر پہلے میرا ریوالور ہاتھ میں تھا۔ میں اگر چاہتا تو تمہیں موت کے گھاٹ بھی اتار سکتا تھا یا پھر راستے میں ہی تمہاری اس خوب صورت ناگن کا سر کچل دیتا جس نے مجھے پچاس ہزار میں خریدنے کی کوشش کی تھی۔"

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن۔۔۔"

"فی الحال مجھے اس شخص سے ایک فیصلہ کن جنگ کر لینے دو۔" کریم نے مجھے دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ "اس کے بعد میں تمہیں مطمئن کرنے کی کوشش بھی ضرور کروں گا۔"

اس کے بعد کمرے میں موت کا گہرا سکوت طاری ہو گیا۔ کریم ایک بار پھر ایکشن میں آگیا۔ اس بار اس نے حملہ کرنے میں بڑی عجلت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ہوا میں اڑ کر اس نے پھرکی کی طرح گھوم کر مجھے فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی تھی۔ میں اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا۔ ایک ذرا سی جھکائی دے کر میں نے نہ صرف اس کے حملے کا توڑ کیا بلکہ اس کی ٹانگ پکڑ کر اس طرح گھمایا کہ وہ اوندھے منہ فرش پر گرا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ کسی ربر کی گیند کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس بار اس نے بڑی تیزی سے پینترا بدل کر اپنی ہتھیلی کھول کر اتنا بھرپور حملہ کیا کہ میں کراہ کر رہ گیا۔ اس کی آنکھوں سے خون ابل رہا تھا پھر یہ نورا کشتی ایک حقیقی جنگ میں تبدیل ہو گئی کریم اور میں ایک دوسرے پر تابڑ توڑ حملے کرنے لگے مجھے بیک کک لگانے کا ایک موقع میسر آیا تو کریم کے ہونٹ پھٹ گئے۔ اس نے خون کو آستین سے صاف کرکے جواب میں اتنا شدید حملہ کیا کہ میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ میرے زمین پر گرتے ہی اس نے سیدھے ہاتھ کی انگلیاں سمیٹ کر دوسری ضرب لگائی تو میں بلبلا اٹھا۔ کریم نے مجھے سفاک لہجے میں للکارا۔

"اٹھو مسٹر شہباز! میں گرے ہوئے دشمن پر وار کرنے کا عادی نہیں ہوں۔"

میں نے کریم پر ایک نظر ڈالی اس کی نگاہوں میں ایک خطرناک دشمن کی تمام تر علامتیں موجود تھیں۔ شاید اس نے پچاس ہزار کی خاطر مجھے ڈبل کراس کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی میرے اوپر جنون سوار ہو گیا۔ میں نے پیر زمین پر ٹیک کر کر سالٹ کیا اور کمان کی طرح لچک کر دوبارہ سیدھا ہو گیا۔ ہم ایک دوسرے پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے۔ ہم دونوں ہی کے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ بشیرا اور اس کے مسلح ساتھی خاموش کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے پھر ایک خوب صورت موقع میرے ہاتھ آگیا۔ کراٹے کے ایک ہاتھ نے بس ایک لمحے کو کریم کو ڈگمگا دیا تھا۔ میں نے اس موقع کو ضائع نہیں جانے دیا پھرکی کی طرح فضا میں گھوم کر فلائنگ کک لگائی تو کریم زمین بوس ہو گیا۔ بڑی اذیت ناک حالت میں وہ ماہی بے آب کی مانند دو چار سیکنڈ فرش پر تڑپا پھر ساکت ہو گیا۔ وہ اوندھے منہ زمین پر بے سدھ پڑا تھا۔ شاید میری فلائنگ کک اس کے لیے کچھ زیادہ ہی خطرناک اور موثر ثابت ہوئی تھی۔

"گڈ۔" بشیرا ماچھی نے مجھے تعریفی نظروں سے دیکھا۔ "تم

لڑائی کے فن سے ضرور واقف ہو لیکن ریوالور یا رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی اپنی ایک الگ طاقت ہوتی ہے جو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔"

"میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ کوئی نرم رویہ اختیار نہیں کرو گے اس لیے کہ تمہارا باس بھوشن مجھے ہر حالت میں اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔"

"میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ "تمہاری وجہ سے نہ صرف باس کو بلکہ مجھے اور میرے کچھ آدمیوں کو بھی جانی اور مالی نقصان پہنچا ہے۔ اس کا خسارہ تمہاری لاش ہی پورا کر سکتی ہے۔"

"پھر دیر کس بات کی ہے؟" میں نے دبنگ لہجے میں کہا۔ "میں اپنی مردانگی تمہیں دکھا چکا ہوں اب تمہارا نمبر ہے۔ میں تم سے کسی رحم کی درخواست نہیں کروں گا اس لیے کہ جو آخری گھڑی ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی۔"

"میں تمہارے ساتھ رعایت کر سکتا ہوں لیکن ایک شرط پر۔" بشیرا نے ایک نئی چال چلنے کی کوشش کی۔ "اگر تم اپنے جگری دوست کو فون کرکے یہاں بلوانے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں تمہاری موت کی سزا کو عمر قید میں بھی بدل سکتا ہوں۔"

"خیال برا نہیں ہے۔" میں نے طنزیہ پیرائے میں جواب دیا۔ "تمہارے ساتھ وہی مثال ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"بھوشن کی طرح تم بھی دوغلے نسل کے معلوم ہوتے ہو۔"

"باس۔" بشیرا کی پشت پر کھڑے ہوئے ایک مسلح شخص نے مجھے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ہمارے لیے کیا حکم ہے۔ کیا ہم اس کی گندی زبان ہمیشہ کے لیے بند نہ کر دیں۔"

"اتنی آسانی سے میں اس کو جہنم رسید نہیں کروں گا۔" بشیرا نے سرد لہجے میں کہا پھر دروازے پر کھڑے ہوئے نقاب پوش سے بولا۔ "گونگا! کیا تم اب بھی چھری پھینک کر کسی کو زخمی کرنے کا مظاہرہ کر سکتے ہو؟"

"غاں۔۔۔ غاں۔۔۔" گونگے نے اپنی چھاتی ٹھونک کر اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ادھر میرے قریب آجاؤ۔" بشیرا نے مسکراتے ہوئے کہا پھر گونگے کے قریب آنے پر اس کی رائفل لے کر ایک طرف رکھ دی اور لکڑی کے اس چھوٹے سے صندوق سے ایک تیز دھار چھری نکال کر اس کی طرف بڑھائی جو ایک کارنر ٹیبل پر رکھی تھی۔ گونگے نے کسی پیشہ ور کھلاڑی کی طرح چھری کو ہاتھ میں لے کر چوما پھر اسے الٹا پکڑ کر میری طرف خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا۔ "اس بات کا خیال رہے کہ تمہارا نشانہ خطا نہیں ہونا چاہیے ورنہ میں تمہیں بھی اس کے ساتھ ہی ٹھکانے لگا دوں گا۔" بشیرا کی سفاک آواز کمرے میں گونجی۔ گونگے نے ایک بار چھاتی ٹھونک کر بشیرا کو اپنی کامیابی کا یقین دلایا تھا۔

"پہلا نشانہ تم اس کے بائیں بازو کا لو گے لیکن اس طرح کے ہڈی محفوظ رہے۔" بشیرا نے مجھے ہولانے کی خاطر کہا۔ "میں باس کی خدمت میں اس کی ہڈیوں کا ڈھانچہ بطور تحفہ پیش کرنا پسند کروں گا۔"

میں اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا۔ گونگا مجھے اور میں اسے دیکھ رہا تھا۔ گونگے نے چھری والا ہاتھ فضا میں بلند کیا پھر جیسے ہی ہاتھ لہرایا میں نے اچھل کر اپنی جگہ تبدیل کر دی۔ گونگا بھونڈے انداز میں قہقہے لگانے لگا۔ چھری ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ وہ پوری طرح میری نقل و حرکت دیکھ کر وار کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔ ایک منٹ بعد اس نے اپنا ہاتھ دوبارہ فضا میں بلند کیا۔ میری نظریں بدستور اس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ بشیرا اور اس کے ساتھی بھی اس آنکھ مچولی پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ دوسری بار بھی گونگے نقاب پوش نے مجھے ڈاج دیا۔ میں اپنی جگہ تلملا کر رہ گیا پھر گونگے نے تیسری بار چھری کو فضا میں بلند کیا۔ اس بار وہ کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آرہا تھا۔ میں پوری طرح اس کے حملے سے خود کو بچانے کے لیے تیار تھا لیکن پھر جو کچھ ہوا اس کی توقع شاید کسی کو بھی نہیں تھی گونگے کا ہاتھ فضا میں جھولتا رہ گیا۔ اس کے سینے سے خون کا فوارہ ابل پڑا تھا۔ کریم نے جو خود کو بے ہوش ظاہر کر رہا تھا اچانک ہی ایکشن لیا تھا پھر اس سے پیشتر کہ بشیرا اور اس کے مسلح ساتھی حالات کی نوعیت کو سمجھ پاتے دو فائر اور ہوئے اور دو مسلح افراد اور ڈھیر ہو گئے۔

میں نے موقع کی نزاکت کو محسوس کرتے ہی خود کو زمین پر گرا دیا اور ایک آٹومیٹک نکال کر برق رفتاری سے لڑھکتا ہوا ایک سمت ہو گیا۔ اس عرصے میں کریم نے تیسرے آدمی کو بھی ڈھیر کر دیا تھا۔ اب صرف بشیرا، اس کا ایک ساتھی اور فلورا باقی رہ گئے تھے۔ میں نے بشیرا پر فائر کر دیا۔ میرا نشانہ خطا نہیں ہوا تھا۔ گولی نے بشیرا کی کلائی میں سوراخ کیا تھا تو اسلحہ اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ پانچویں آدمی نے از خود اپنی رائفل زمین پر پھینک دی تھی شاید اسے اسی میں اپنی عافیت نظر آئی تھی۔ کریم حیرت انگیز پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا پھر بشیرا کو گھورتے ہوئے بولا۔

"اب میں تمہیں خود اپنی موت کا اختیار دیتا ہوں۔ تم گولی سے مرنا پسند کرو گے یا چھریوں سے؟"

فلورا کی آنکھوں میں موت کے سائے لرز رہے تھے۔ میں

aazzamm@yahoo.com

نے بھی جلدی سے کھڑے ہو کر بشیرا سے کہا۔ "میں نے تم سے کہا تھا نا۔ جو گھڑی مقدر میں لکھ دی جاتی ہے وہ اٹل ہوتی ہے۔"

بشیرا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خون کے قطرے اس کی کلائی سے ٹپک ٹپک کر فرش پر گر رہے تھے۔

"تم اتنی خوف زدہ کیوں ہو فلورا ڈارلنگ۔" کریم نے سہی ہوئی ڈانسر سے کہا۔ "کیا تم ہماری کامیابی کا جشن منانے کی خاطر کوئی خوب صورت سا رقص پیش نہیں کرو گی؟"

"مم... مجھے... معاف کر دو۔" وہ ہذیانی انداز میں ہکلانے لگی۔ "میں نے جو کچھ کیا اس کے لیے مجھے مجبور کر دیا گیا تھا۔ انکار کی صورت میں یہ درندہ مجھے اپنے شکاری کتوں کے حوالے کر دیتا۔" آخری جملہ اس نے بشیرا کی سمت دیکھ کر کہا جو اس وقت بھی سینہ تانے کھڑا مجھے حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔

"میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں۔" میں نے بشیرا کے آگے چارا پھینکا۔ "صرف اس شرط پر کہ تم مجسٹریٹ کے سامنے بھوشن کے خلاف بیان دینے پر آمادہ ہو جاؤ۔ قانون تمہیں وعدہ معاف گواہ کی حیثیت دینے کا اختیار بھی رکھتا ہے۔"

"نہیں۔" وہ کسی زخمی درندے جیسے انداز میں بولا۔ "بشیرا مر تو سکتا ہے لیکن یاروں کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا۔"

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟"

"ہاں اور بشیرا اپنا فیصلہ بدلا نہیں کرتا۔"

"تمہاری مرضی۔" میں نے سرد لہجے میں جواب دیا پھر آٹومیٹک کے ٹرائیگر کو دبایا تو بشیرا کی پیشانی سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ وہ کسی پتھر کے مجسمے ہی کی مانند زمین پر اوندھے منہ ڈھیر ہو گیا تھا۔ "اب تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے فلورا کی جانب دیکھا۔ "کیا تم بھوشن کے خلاف بیان دینے پر آمادہ ہو یا تم بھی بشیرا کے ساتھ سفر کرنا پسند کرو گی؟"

"مم... میں... کسی... بھی... بھوشن کو نہیں جانتی۔" فلورا کی نگاہوں میں موت کے سائے لہرانے لگے۔

"ٹھیک ہے۔" کریم نے جلدی سے کہا۔ "تمہاری مشکل میں حل کیے دیتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی اس نے فلورا کو بھی گولی مار دی پھر مجھ سے مخاطب ہوا۔ "میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ گولیوں کی آواز باہر بھی سنی گئی ہو۔"

میں نے کریم کے مشورے کو ماننے میں دیر نہیں لگائی پھر جب ہم گھر کی جانب جا رہے تھے تو کریم نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔ "صاحب۔ حالات کے تحت جو کچھ ہوا میں اس کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔"

"بھول جاؤ اس ڈرامے کو۔" میں سنجیدگی سے بولا پھر میرا ذہن بھوشن کے بارے میں سوچنے لگا۔ اب اس کا کوئی موثر علاج کرنا میرے لیے ضروری ہو گیا تھا۔ بھوشن کے ساتھ ہی سادھنا کا نام بھی میرے ذہن میں گڈمڈ ہو رہا تھا جس نے بشیرا کے ہاتھوں مجھے دفتر میں مرنے سے بچایا تھا۔ اس نے بھی اس احسان کے عوض مجھ سے ایک سودا کیا تھا۔ بھوشن کی موت کا سودا۔

٭

دوسری صبح ناشتے کی میز پر میرے علاوہ عارفہ، نسیم اور ندیم بھی موجود تھے۔ ندیم ناشتے کے ساتھ ساتھ بڑی سنجیدگی سے کسی خاص خبر کے مطالعے میں مصروف تھا۔

"کیا کوئی ایسی اہم خبر ہے کہ آپ کو ناشتے کا بھی ہوش نہیں ہے؟"

"نہیں۔ ایسی کوئی خاص خبر بھی نہیں ہے۔" ندیم نے اخبار ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔ "وہی قتل و غارت گری کے پرانے قصے ہیں۔"

"کس کا قتل ہو گیا؟" عارفہ نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے پوچھا۔

"تھا ایک بدنام شخص 'بشیرا ماچھی' اسمگلنگ کے گندے کاروبار میں ملوث تھا۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "کسی دشمن نے اسے اور اس کے تین چار ساتھیوں کو انتقامی کارروائی کے تحت مار ڈالا۔ مرنے والوں میں ایک مقامی کلب کی ڈانسر فلورا ہائٹ اینگل بھی شامل تھی۔"

"فلورا!" نسیم نے چونکتے ہوئے ندیم کی جانب دیکھا۔ "یہ فلورا وہی تو نہیں، جس نے کچھ دنوں تک ہمارے کیسینو میں بھی پرفارمنس دی تھی۔"

"ہاں وہی تھی۔"

"قتل کی وجہ کیا شائع ہوئی ہے؟" میں نے ندیم کی طرف دیکھا۔

"پولیس نے بشیرا کی وجہ سے اس قتل کے قصے کو بھی ناجائز کاروبار کی کسی دیرینہ رقابت کا رنگ دیا ہے۔ ہمارے کچھ سیاست دانوں اور حکمراں طبقے کے اہم لوگوں نے وہی پرانا اور گھسا پٹا بیان دیا ہے کہ قاتلوں کو بہت جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا اور ہنگامہ کرنے والوں سے آہنی ہاتھ سے نپٹا جائے گا۔"

مجھے تعجب تھا کہ بشیرا اور اس کے ساتھیوں کے قتل کی خبر اتنی جلدی اخبارات میں کس طرح آ گئی۔ میرے ذہن میں ایک بار پھر سادھنا کا تصور ابھر آیا جو کالکا اور لیڈی مکاڈرس ہی کی طرح پراسرار قوتوں کی مالک ثابت ہوئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ بشیرا نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی پھر بھوشن نے اسے بشیرا کو بطور انعام پیش کر دیا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ جس کے ساتھ جسمانی تعلقات میں ملوث رہ چکی ہو اسے جان سے نہیں مار سکتی۔ گفتگو کے دوران اس نے ایک خاص بات اور کہی تھی۔ بشیرا سے شدید نفرت کے باوجود اس کی احسان مند بھی تھی اس لیے کہ بشیرا نے اسے بھوشن کی قید سے آزاد کرایا تھا۔

"تم کس سوچ میں ڈوب گئے؟" ندیم نے مجھے چھیڑتے ہوئے لہجے میں مخاطب کیا۔

"سوچ رہا ہوں کہ اگر مرغیوں کا وجود نہ ہوتا تو ہمیں ناشتے میں انڈوں کے بجائے کیا میسر آتا۔"

"اس کے ساتھ ہی ایک سوال یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ دنیا میں پہلے مرغی آئی تھی یا مرغا؟" نسیم نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے قدرت نے دوسروں کی طرح مرغی اور مرغے کے جوڑے کو بھی ایک ساتھ پیدا کیا تھا۔" عارفہ نے معصومیت سے کہا تو سب ہی ہنس دیے۔ ناشتے کے بعد دیگر ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد میں دفتر جانے کے ارادے سے باہر آیا تو ندیم اپنی گاڑی لیے پورچ میں میرا منتظر تھا۔ عارفہ میرے ساتھ دروازے تک آئی تھی اس لیے میں نے ندیم سے کچھ پوچھنا مناسب نہیں سمجھا۔ خاموشی سے اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گاڑی گیٹ سے باہر نکلی تو ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔

"بھوشن نے پانڈے سے پچاس لاکھ کی رقم کا جو مطالبہ کیا تھا اس کی مدت پوری ہونے کا آج آخری دن ہے۔"

"کیا تمہیں امید ہے کہ بھوشن اب بھی پانڈے سے اپنی مطلوبہ رقم لینے کی خاطر کوئی خطرہ مول لے گا؟"

"ہو بھی سکتا ہے۔ ہمیں امکانات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ بھوشن کے پاس ایسے افراد کی کوئی کمی نہیں ہے جنہیں ایندھن کی طرح بھڑکتی آگ میں جھونکا جاتا ہے۔"

"بشیرا ماچھی کی خبر اتنی جلدی اخبارات میں کس طرح آ گئی؟"

"میرے کہنے پر کریم ہی نے گمنام حیثیت سے متعلقہ تھانے کو اس کی اطلاع دی تھی۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"میں چاہتا تھا کہ بھوشن کو اس بات کی اطلاع مل جائے کہ ہم بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھے نہیں بیٹھے ہیں۔"

"پانڈے اور نرمل کہاں ہیں؟" میں نے اپنی معلومات کی خاطر پوچھا۔

"جہاں بھی ہیں خیریت سے ہیں لیکن فی الحال ہمارا ان سے کسی طور پر رابطہ قائم کرنا مناسب نہ ہو گا۔"

"اس وقت ہم کہاں چل رہے ہیں؟"

"پانڈے کے بنگلے پر جہاں میرے آدمی پانڈے اور نرمل کا کردار بڑی خوبی اور مہارت سے ادا کر رہے ہیں۔"

"بھوشن کے آدمی بھی اس کی نگرانی پر ضرور تعینات ہوں گے۔ ایسی صورت میں کیا ہمارا وہاں جانا..."

"کیا اس دوران بھوشن یا اس کے کسی کارندے نے پانڈے سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔"

"نہیں..." ندیم نے تھوڑے توقف سے کہا۔ "یہی بات میرے لیے الجھن کا سبب بن رہی ہے۔" "بھوشن کی خاموشی کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔"

ہمیں پانڈے کے بنگلے پر پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔ ندیم نے جب سے وہاں اپنے آدمیوں کو تعینات کیا تھا میں ایک بار بھی ادھر نہیں گیا تھا چنانچہ اس وقت مجھے بھی ان آدمیوں کو پہچاننے میں حیرت انگیز تجربے سے دوچار ہونا پڑا جو پانڈے اور نرمل کا کردار ادا کر رہے تھے اگر مجھے پہلے سے اس بات کا علم نہ ہوتا تو شاید میں بھی دھوکا کھا جاتا۔ ان کی صورت و شکل کے علاوہ آوازیں بھی سو فی صد پانڈے اور نرمل سے ملتی جلتی تھیں۔ گھریلو ملازمین میں سے کسی کو کانوں کان اس کی بھنک نہیں مل سکی تھی کہ وہ جسے اپنا مالک سمجھ رہے ہیں وہ اصلی نہیں بلکہ نقلی ہیں۔

ڈرائنگ روم میں پہنچنے کے بعد ندیم نے پانڈے کا کردار ادا کرنے والے سے پوچھا۔

"کیا تم نے پرسوں کے بعد سے پھر کوئی کال ریسیو کی تھی؟"

"ہاں۔ کل رات کسی نے فون کر کے ہمیں رقم تیار رکھنے کی یاددہانی کرائی تھی۔"

"کیا وہ آواز بھوشن کی نہیں تھی؟"

"نہیں... وہ کوئی اور ہی تھا۔"

"پیغام کیا تھا؟" ندیم نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مطلوبہ رقم کے سلسلے میں صرف یہی کہا گیا تھا کہ اسے بریف کیس میں محفوظ کر کے دوسری کال کا انتظار کیا جائے۔"

ندیم نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا۔ اس کی نظریں بار بار دستی گھڑی پر پڑ رہی تھیں۔ شاید اسے کسی کی آمد یا پھر فون کال کا انتظار تھا۔ میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔ چند منٹ بعد ہی فون کی گھنٹی بجی اور ندیم نے تیزی سے اٹھ کر بدلی ہوئی آواز میں کال ریسیو کی تھی۔ کچھ دیر تک وہ "ہوں... ہاں... وقت کیا ہو گا... ٹھیک ہے۔ تم اپنے آدمیوں کو بتا دو 'اتنی جلدی مت کرنا' میرے دوسرے احکامات کا انتظار کرنے کے بعد ہی کوئی قدم اٹھانا۔" جیسی باتیں کرتا رہا پھر اس نے ریسیور دوبارہ کریڈل پر رکھ دیا پھر نقلی پانڈے کو طلب کر کے بولا۔ "تم اپنے ملازمین کو فوری طور پر

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

کسی نہ کسی کام سے روانہ کردو۔ ان کی واپسی دو گھنٹے سے پہلے نہیں ہونی چاہیے۔"

"کوئی اہم اطلاع؟" نعلی پانڈے نے دریافت کیا۔

"ملازموں کے جانے کے دس منٹ بعد تم دونوں بھی اپنا میک اپ اتارنے کے لیے اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے جاؤ گے۔"

"او کے باس۔" وہ تیزی سے اٹھ کر باہر چلے گئے تو میں نے ندیم سے پوچھا۔

"کس کا فون تھا؟"

اس نے جواب دینے کے بجائے دوبارہ ریسیور اٹھایا اور کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر بڑی گمبھیر سنجیدگی کا راج تھا پھر دوسری طرف سے رابطہ قائم ہونے کے بعد اس نے ہوبہو پانڈے کی آواز میں کہا۔

"غور سے میری بات سنو۔ میں پانڈے بول رہا ہوں' بکواس بند کرو وہ گلے شکوے بعد میں۔ ہاں' میں پاگل ہوگیا ہوں لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو۔ تمہیں ایک دمڑی بھی نہیں دی جائے گی۔ فکر مت کرو میں اپنا خسارہ پورا کرنا بھی جانتا ہوں۔ تمہیں ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں ہاں' یہ میرا آخری اور اٹل فیصلہ ہے۔ شٹ اپ یو سن آف اے بچ۔"

ندیم نے سلسلہ منقطع کیا پھر وہ کسی اور کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اس بار اس نے ولیم پوکر کے لہجے میں کسی سے کہا تھا۔ "میں تمہیں ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں ڈی۔ ایس پی۔ مجھے معلوم ہے کہ تم چھٹی پر ہو لیکن اس کے باوجود یہ اطلاع تمہارے لیے اہم ثابت ہو سکتی ہے۔ اس وقت دس بجے ہیں اور ٹھیک گیارہ بجے پانڈے اور اس کی داشتہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کردیا جائے گا۔ اس باسٹرڈ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا لیکن مجھے یقین ہے کہ اس بار بھی وہ خود سامنے آنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ یو آر بنڈرڈ پرسنٹ رائٹ۔ بشیرا اور اس کے ساتھیوں کو اسی نے ہی مارا ہے لیکن تم اول تو مجھے تلاش نہیں کرسکو گے اور کامیابی کی صورت میں بھی تمہارے پاس ایسا کوئی ساؤنڈ پروف نہیں ہوگا جس کی بنیاد پر تم مجھے اریسٹ کرسکو۔ سوری ڈی ایس پی۔ میں تمہارے کسی ماؤس ٹریپ میں آنے کی حماقت نہیں کروں گا۔ بائی۔" ندیم نے اپنا جملہ مکمل کرنے کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کردیا۔

"بات کیا ہے؟" میں نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔ "کیا تم کوئی خطرہ محسوس کررہے ہو؟"

"مجھے معتبر ذرائع سے ایک اطلاع ملی ہے اسی کے پیش نظر ضروری احتیاط کررہا ہوں۔"

"اطلاع کیا ہے؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ اسی وقت پانڈے اور نرمل کا کردار ادا کرنے والوں نے اندر داخل ہو کر بتایا کہ انھوں نے ندیم کی ہدایت پر ملازموں کو دو گھنٹے کے لیے باہر بھیج دیا ہے۔ میں ان دونوں کو پہچاننے کی کوشش کررہا تھا۔ وہ اپنے چہروں سے میک اپ اتار چکے تھے لیکن میں انھیں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"اب تم دونوں بھی روانہ ہوجاؤ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ کوئی تم دونوں کا چہرہ نہ دیکھ سکے۔"

"میں کوشش کروں گا؟"

وہ باہر نکل گئے تو میں نے ایک بار پھر ندیم سے اس افراتفری کی وجہ دریافت کی۔

"اگر مجھے ملنے والی اطلاع درست ہوئی تو پانڈے کی یہ حسین کوٹھی ٹھیک گیارہ بجے کسی ویران کھنڈرات کا نقشہ پیش کررہی ہوگی۔"

"کیا مطلب؟" میں حیرت سے اچھل پڑا۔

"گزشتہ رات یہاں بھوشن کے ایک آدمی نے ٹائم بم فٹ کروایا ہے جو گیارہ بجے بلاسٹ ہوجائے گا۔" ندیم نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "اسے میرے آدمیوں نے زندہ پکڑ لیا تھا لیکن اس نے بم کی اطلاع دینے کے بعد جیب سے ایک کیپسول نکال کر چبالیا تھا جس نے اسے آنا فانا دوسری دنیا کے سفر پر روانہ کردیا۔ میرے آدمی اس سے وہ جگہ نہیں دریافت کرسکے جہاں ٹائم بم فٹ کیا گیا ہے۔"

"کیا تمہیں اس تباہی کی اطلاع صبح ہی مل گئی تھی۔"

"صبح صرف ایک اشارہ ملا تھا لیکن اب فون پر اس کی تصدیق بھی کردی گئی۔"

"کیا ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ ہم اس کوٹھی کو بچاسکیں۔ میرا مطلب ہے کہ اس کی تباہی قرب و جوار میں رہنے والوں کے لیے بھی ہلاکت کا باعث ثابت ہو سکتی ہے۔"

"میں نے اسی لیے سراج کو اطلاع دی ہے۔"

"لیکن بلاسنگ بم کا تذکرہ درمیان میں نہیں آیا تھا۔" میں نے تشویش ناک لہجے میں کہا۔ "اس طرح تو لاعلمی کے سبب سراج کی زندگی کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔"

"پریشان مت ہو۔ سراج کو ٹائم بم کی اطلاع اب تک پہنچ چکی ہوگی اگر وہ وقت سے پہلے اپنی کوشش میں کامیاب ہوگیا تو کچھ کرسکے گا ورنہ پھر تباہی تو ہونی ہی ہونی ہے۔"

پانڈے کی کوٹھی سے نکل کر ندیم میرے ساتھ میرے دفتر آگیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بھی وحشت اور دیوانگی کی ملی جلی کیفیت نظر آرہی تھی۔ وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا اور بار بار اپنی دستی گھڑی بھی دیکھ رہا تھا۔ ٹھیک گیارہ بج کر پانچ منٹ پر فون کی گھنٹی بجی اور ندیم نے تیزی سے لپک کر ریسیور اٹھایا۔

"ہاں۔ کیا اطلاع ہے۔۔۔ اوہ مائی گاڈ۔۔۔ تم اس وقت کہاں سے فون کررہے ہو۔۔۔؟ جتنی جلدی ممکن ہو وہاں سے دور چلے جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی کو میرے آدمیوں پر شبہ ہو۔"

"اب کیا انفارمیشن ہے؟" میں نے فون بند ہونے کے بعد ندیم سے پوچھا۔

"وہی ہوا جس کی مجھے اطلاع ملی تھی۔ پانڈے کی کوٹھی بم کے دھماکے سے ملیامیٹ ہوکر رہ گئی ہے۔" ندیم نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ اب بھوشن کا نمبر بھی آجانا چاہیے۔"

"یہ فیصلہ میں نے بہت پہلے کیا تھا اگر تم نے اس وقت مجھے نہ روکا ہوتا تو شاید وہ نہ ہوتا جو آج ہوچکا ہے۔"

"میں تمہیں اب نہیں روکوں گا لیکن جو بھی قدم اٹھانا بہت سوچ سمجھ کر اٹھانا۔ بھوشن کسی لومڑی سے زیادہ چالاک ثابت ہوا ہے۔ شاید تم آسانی سے اس کا شکار نہ کرسکو۔" ندیم نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا پھر تیزی سے گھوم کر آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ندیم کے جانے کے بعد میرے ذہن میں کالکا کا تصور ابھر آیا۔ وہ جب سے بازیٰن کر لیڈی مکلارنس کے پیچھے لپکی تھی دوبارہ واپس نہیں آئی تھی۔ شاید وہ ابھی تک لیڈی مکلارنس کو دوبارہ قابو کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی یا پھر لیڈی مکلارنس نے کالکا کی روح کو بھی قابو کرکے اس کی مورتی میں منتقل کردیا ہو جس کا دعویٰ وہ کئی بار کرچکی تھی۔ میرے لیے لیڈی مکلارنس کی خاموشی بھی معنی خیز تھی اگر وہ کالکا کو مکمل طور پر قید کرچکی ہوتی تو مجھے اس کی خوش خبری ضرور سناتی مگر ایسا بھی نہیں ہوا تھا۔

کالکا اور لیڈی مکلارنس دونوں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ ہر مشکل وقت میں میرے ساتھ ہوں گی لیکن مچھیوں کی بستی میں ہونے والے واقعہ سے لے کر بشیرا بھی اور اس کی موت تک اور اب پانڈے کی کوٹھی میں ہونے والے دھماکے تک ان دونوں میں سے کسی نے بھی مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ سادھنا کا کردار بھی میرے لیے خاصا مشکوک اور پراسرار تھا۔ یا تو وہ حقیقتاً ایک تیسری طاقت بن کر ابھری تھی یا پھر اس کی پشت پر بھی کالکا کا ہاتھ ہو سکتا تھا۔ میں ابھی اسی مخمصے میں گرفتار تھا کہ ماہ رخ کا فون آگیا۔

"کیا ابھی تک تم مجھ سے خفا ہو؟" اس نے شکوہ کیا۔

"نہیں لیکن میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس میں تمہاری حماقت کے دخل کو نظرانداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"نہ تم نے مجھے اغوا کرا کے وہ بے ہودہ تصاویر بنائی ہوتیں نہ وہ کسی غیر کے ہاتھ تک پہنچ پاتیں۔"

"مجھے بھی حیرت ہے یہ سب کیوں کر اور کس طرح ممکن ہوا۔" ماہ رخ نے بے حد سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تم جو سزا دو مجھے منظور ہے لیکن میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ رہی ہوں کہ میں نے تصاویر کا صرف ایک سیٹ اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا اس وقت بھی وہ میری تحویل میں ہے' دوسرا سیٹ کہاں سے آگیا' یہ بات میرے لیے بھی حیرت انگیز ہی ہے۔"

"کیا تم میری ایک بات مانو گی؟"

"تم حکم دو' میں تمہارے کسی فیصلے سے انکار نہیں کروں گی۔"

"ان تصاویر کو مع نیگیٹو کے جلا ڈالو جو تمہارے پاس موجود ہیں۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم سے گفتگو ختم کرنے کے بعد میں پہلا کام یہی کروں گی لیکن جس نے بھی دوسرا سیٹ تیار کیا ہے اس نے تیسرا بھی ضرور تیار کر رکھا ہوگا جو ہم دونوں کے لیے بدنامی کا سبب بن سکتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے پیچھے کسی پراسرار نادیدہ قوت کا ہاتھ شامل ہو۔"

"پراسرار نادیدہ قوت۔ میں سمجھی نہیں!" ماہ رخ نے حیرت سے دریافت کیا۔

"یہ طویل داستان ہے' کبھی فرصت میں سناؤں گا۔"

"گویا میں تم سے دوسری ملاقات کی امید کرسکتی ہوں؟" وہ پھر چہکنے لگی۔

"میرا ایک کام بھی ہے جو تم بہ آسانی سرانجام دے سکتی ہو۔" میں نے اس کے جواب کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرکے جس طرح بھی ممکن ہو ڈی' ایس' پی سراج کو دوبارہ ڈیوٹی جوائن کرنے پر آمادہ کرو لیکن میرا نام درمیان میں نہیں آنا چاہیے۔"

"میں نے ذاتی طور پر بھی سراج کو یہ آفر دی تھی کہ اگر وہ کسی پریشر کے تحت چھٹی پر گیا ہے تو میں ہر قیمت پر اس کی مدد کرنے کو تیار ہوں مگر جواب میں اس نے مجھے یہی تاثر دینے کی کوشش کی تھی وہ اپنی مرضی سے چھٹی پر گیا ہے اور کچھ دنوں آرام کرنا چاہتا ہے۔"

"اس نے غلط بیانی کی ہوگی۔" میں نے اسے مختصراً تفصیل سناتے ہوئے کہا۔ "اس نے بھوشن کے سامنے جھکنے یا معافی مانگنے پر رخصت پر جانا زیادہ بہتر سمجھا تھا۔"

"تم فکر مت کرو' کل تک سراج کو دوبارہ اوپری احکامات کے تحت ڈیوٹی جوائن کرنی پڑ جائے گی لیکن یہ بھوشن جو تم نے ایک بار دبی زبان میں اس کا ذکر کیا تھا پھر مجھے اس کے سلسلے میں کوئی ایکشن لینے سے منع کردیا تھا۔ اب بھی وقت ہے۔ تم حکم دو تو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر بھوشن اور اس کے

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

پورے خاندان کو ختم کرایا جاسکتا ہے۔"

"ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "فی الحال تم سراج کی پشت پناہی قبول کرلو۔ بھوشن کے سلسلے میں اگر ضرورت پیش آئی تو تمہیں تکلیف دوں گا۔"

"دوبارہ ملاقات کب ہوگی؟" وہ پھر اپنے مطلب پر آگئی۔

"ہوسکتا ہے جلد ہی کسی ملاقات کا بہانہ نکل آئے۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر رابطہ منقطع کردیا۔

فون رکھتے ہی گھنٹی بجی۔ میں نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر ریسیور اٹھالیا۔

"میں سراج بول رہا ہوں۔"

"بڑی عمر ہے آپ کی۔" میں نے خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔ "ابھی آپ ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

"کوئی خاص بات؟"

"میرا خیال تھا کہ پانچ لاشوں کے بعد پانڈے کی کوٹھی کی تباہی، یہ دونوں ایسے سنگین حادثات ہیں جو آپ کو میری یاد دلا سکتے تھے۔" میرے لہجے میں اس بار ہلکا سا طنز بھی شامل تھا۔

"میں نے اسی سلسلے میں آپ کو زحمت دی ہے۔"

"میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بن بلائے میں حاضر ہوسکتا ہوں۔"

"مسٹر شہباز۔" سراج نے بڑے خلوص سے کہا۔ "میری درخواست ہے کہ آپ میری طرف سے اپنا دل صاف کرلیں۔ ویسے بھی آج کل میں چھٹی پر ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ رخصت کی مدت ختم ہونے کے بعد میں اسے اور بڑھوالوں۔"

"یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کو مجبوراً ڈیوٹی جوائن کرنی پڑجائے۔" میں روانی میں کہہ گیا۔

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"میں کوئی نجومی یا ماہر علم غیب نہیں ہوں لیکن آپ گواہ ہیں کہ اکثر اور بیشتر میرے خواب سچے ثابت ہوئے ہیں۔"

"آئی۔ سی۔ گویا اب آپ نے میرے سلسلے میں بھی کوئی خواب دیکھ لیا ہے۔"

"ذاتی تعلقات کو ایک طرف کرنے کے بعد بھی میں آپ کی صلاحیتوں اور فرض شناسی کی قدر کرتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ حکومت بھی آپ کی سابقہ کارکردگی پر غور کررہی ہو۔"

"میں آپ کی اس محبت کا شکرگزار ہوں۔" سراج نے خوشی کا اظہار کیا پھر سنجیدگی سے بولا۔ "کیا آپ ان دونوں رونما ہونے والے واقعات پر کچھ روشنی ڈال سکیں گے؟"

"پولیس کے پاس امکانات اور شبہ کرنے کے لاکھوں بہانے ہوتے ہیں جس کے تحت کسی معزز شہری کو بھی بلاوجہ پریشان کیا جاسکتا ہے۔ میں تو ایک معمولی بزنس مین ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ نے ابھی تک میری جانب سے اپنا دل صاف نہیں کیا؟"

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر سراج۔" میں نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔ "جن دو حادثات کے بارے میں آپ میری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ میرے لیے بھی غیر اہم نہیں ہیں لیکن کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم فون کے بجائے مل بیٹھ کر اس پر تفصیل سے گفتگو کرسکیں۔"

"میں دس منٹ کے اندر اندر آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں لیکن اس شرط پر کہ آپ کافی پہلے سے تیار کرالیں۔"

"میں نے کہیں پڑھا تھا کہ شرلاک ہومز بھی گرما گرم کافی اور اپنا مخصوص خمیدہ پائپ پینے کے بعد ہی الجھی ہوئی ڈور کا سرا تلاش کرنے میں کامیاب ہوتا تھا۔"

جواب میں سراج نے ایک قہقہہ بلند کیا پھر رابطہ منقطع کردیا۔ اس کے بعد وہ حقیقتاً دس منٹ بعد ہی میرے سامنے بیٹھا کافی پی رہا تھا جس کا انتظام میں نے پہلے سے کر رکھا تھا۔ کچھ دیر تک ہمارے درمیان اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں پھر سراج اصل مقصد کی طرف آگیا۔ "مچھیروں کی بستی میں ہونے والے حادثے اور دھماکے کے پیچھے بھی بشیر اماچھی کی ذات کو ہی دخل تھا لیکن جو لاشیں پولیس کو دستیاب ہوئی تھیں اس میں بشیر اماچھی کی لاش شامل نہیں تھی چنانچہ اسے بعد میں اس کے ساتھیوں سمیت قتل کردیا گیا۔" سراج نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "حقائق کی روشنی میں اس کے یہی مطلب نکلتے ہیں کہ قاتل جو کوئی بھی تھا اسے بشیر اماچھی کی تلاش تھی۔"

"لیکن کیوں؟" میں نے پولیس والوں ہی جیسے لہجے میں کہا۔

"یہی ایک سوال ایسا ہے جس کا درست جواب ملنے کے بعد ہم کوئی لائن آف ایکشن کا تعین کرسکتے ہیں۔"

"مگر آپ تو چھٹی پر ہیں پھر "ہم" سے کیا مراد ہے؟"

"چھٹی پر ہونے کے باوجود میں بھوشن کی شخصیت کو فراموش نہیں کرسکتا۔" سراج نے پہلو بدل کر کہا۔ "اس نے جس انداز میں میری تذلیل کی ہے میں اسے ابھی نہیں بھول سکتا۔"

"اس کے مطلب تو یہی لے جاسکتے ہیں کہ آپ ہر قیمت پر بھوشن سے اپنی بے عزتی کا پورا حساب چکتا کرنا چاہتے ہیں؟"

"آپ چاہیں تو یہی سمجھ لیں۔" سراج نے کافی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے سوچ میں جواب دیا۔ "میں ایک ذمے دار پولیس آفیسر ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی خود کو ایک باعزت شہری بھی سمجھتا ہوں چنانچہ اگر عزت پر کوئی حرف آنے لگے تو ہر شخص اپنے دفاع کا حق محفوظ رکھتا ہے۔"

"لیکن قانون اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ بغیر

کسی ٹھوس ثبوت کے کسی کو اپنے انتقام کا نشانہ بنائیں۔"

"میری ایک شخصیت پولیس آفیسر سے ہٹ کر بھی ہے جس پر بھوشن نے کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے جو کچھ کیا وہ بھی حقائق کے برعکس ہی تھا۔ میں اپنی اس طویل پولیس کی بے داغ ملازمت کا ریکارڈ رکھنے کے باوجود بھوشن کے سامنے جھکنے پر مجبور کیا گیا تھا لیکن میں نے اسے قبول کرنے کے بجائے چھٹی لے لی اور اب میں کسی صورت میں بھی بھوشن کے اس قرض کی ادائیگی ضرور کروں گا۔"

"کہیں میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا!" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"میرا خیال ہے کہ بھوشن نے آپ کے ساتھ بھی جو کچھ کیا تھا وہ قانون کے منافی تھا۔" سراج میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔ "آپ بھی ایک ذمے دار پولیس آفیسر رہ چکے ہیں لیکن کیا آپ خود کو بھوشن کا دشمن 'یا بھوشن کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے؟"

"میں اس بات کی تردید نہیں کروں گا۔" میں نے صاف گوئی سے کہا۔ "اور اگر کوئی موقع میرے ہاتھ آیا تو میں اسے ضائع بھی نہیں کروں گا۔"

"میں بھی اب اس خطرناک جرائم کو معاف نہیں کروں گا۔" سراج نے بڑی سچائی سے جواب دیا پھر دبی زبان میں بولا۔ "کیا مچھیروں کی بستی میں ہونے والا حادثہ محض اتفاقیہ تھا؟"

"جی نہیں۔" میں نے سنبھل کر کہا۔ "بشیر اماچھی بھی راجن ہی کی طرح ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث تھا۔ ناجائز تجارت میں وہی بھوشن کا سب سے اہم کارندہ تھا۔ اس لیے اس کے راستے سے ہٹ جانے پر مجھے کوئی افسوس بھی نہیں ہے۔"

"بھوشن کے بارے میں اب آپ کا کیا لائحہ عمل ہوگا؟"

"وہی جو آپ کا ہوسکتا ہے۔" میں نے محتاط لہجے میں جواب دیا۔

"کاش میرے اختیار میں ہوتا تو میں اس حرامزادے کو گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔"

"کس نے روکا ہے آپ کو؟"

"حالات نے۔" سراج نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "جو لوگ جرائم کی بیخ کنی کا کام سرانجام دے رہے ہوں ان کے لیے خود کسی جرم کا ارتکاب کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے لیکن ناممکن نہیں ہوگا۔"

"گویا آپ کسی ایسے مناسب موقع کی تلاش میں ہیں کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے؟"

"آپ یہی سمجھ لیں۔" سراج نے کہا۔ "لیکن آپ وہ پہلے شخص ہیں جس کے سامنے میں اس بات کا اظہار کررہا ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ اب حالات کا گراف جو شکل اختیار کررہا ہے اس کے تحت ہمیں ایک دوسرے سے تعاون بھی کرنا ہوگا۔"

"میں آپ سے متفق ہوں لیکن اگر ہمارے پاس کچھ ثبوت بھی موجود ہوں تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

"ثبوت۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "جہاں موت اور زندگی کا سوال درمیان میں آجائے وہاں ثبوت کے بجائے کچھ نہ کچھ کرگزرنے کو زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ ثبوت کی تلاش میں جان گنوا دینا میرے نزدیک دانشمندی نہیں ہوتی۔"

"میں چھٹی پر ہونے کے باوجود خاموش بیٹھ کر اپنا وقت ضائع نہیں کررہا ہوں۔ میرے کچھ وفادار ماتحت بھوشن کے پیچھے سائے کی طرح لگے ہوئے ہیں۔"

"کچھ کامیابی ہوئی؟" میں نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"ہاں۔ کچھ ایسی غائب شدہ دستاویز ہاتھ لگی ہیں جو بھوشن کے خلاف اہم ثبوت ہیں لیکن ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں بنتی۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر دریافت کیا۔

"ان کاغذات پر کسی فرد یا افراد کے دستخط موجود نہیں ہیں۔"

"میری اطلاع بھی یہی ہے کہ بھوشن کسی چالاک لومڑی سے زیادہ عیار واقع ہوا ہے۔ ویسے باقی دے دی۔ وہ کاغذات کس نوعیت کے ہیں؟"

"ایک مخصوص طرز کا شراکت نامہ ہے جس میں راجن کے علاوہ بشیر اماچھی کا نام بھی موجود ہے۔" سراج نے کچھ توقف سے کہا۔ "اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بھوشن نے ہری رام یا ردی شنکر کی موت کے بعد فضائی راستے سے ناجائز تجارت کا کام بند کردیا تھا اور بحری راستے کو اختیار کیا تھا جن میں راجن اور بشیر اماچھی کو کمیشن ایجنٹ مقرر کیا گیا تھا۔"

"یہ کاغذ آپ کے ہاتھ کس طرح آگیا؟"

"اس سوال کا جواب خود میرے لیے بھی پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ دراصل دستاویز مجھے گھر کے پتے پر بذریعہ ڈاک موصول ہوئی تھی۔"

"ہوسکتا ہے اس میں ولیم پوکر کا ہاتھ ہو؟"

"بھوشن کے گروپ کا کوئی ایسا فرد بھی ہوسکتا ہے جو کسی وجہ سے اس کا دشمن بن گیا ہو۔" سراج نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر چونکتے ہوئے بولا۔ "کیا آپ کو اس کا علم ہے کہ مسٹر پانڈے کی کوٹھی میں بم کا جو دھماکہ ہوا تھا اس میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ پولیس کی ابتدائی تفتیشی رپورٹ کے مطابق دھماکے کے وقت کوٹھی میں کوئی موجود نہیں تھا۔"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"اوہ۔" میں نے خوب صورت اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ "گویا آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے آپ کو بھوشن کے خلاف کاغذات روانہ کیے تھے اسی نے بروقت پانڈے کو بھی اس بم کے دھماکے کی سازش سے آگاہ کردیا ہوگا۔"

"اس امکان کو نظرانداز بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر بھوشن کا خاص آدمی اس کا دشمن بن گیا ہے تو اس نے فون پر مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ وہ اگر بھوشن کے قریب ہے تو اسے خود بھی موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔"

"ہوسکتا ہے ابھی اسے ایسا کوئی موقع نہ ملا ہو۔"

"بہرحال، میری لسٹ پر کچھ ایسے مخصوص آدمیوں کے نام موجود ہیں جنھیں بھوشن کے بہت قریب رہنے کا شرف حاصل ہے۔" سراج نے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ ان ہی میں سے کوئی ایک دوستی کی آڑ میں بھوشن سے دشمنی کرنے پر مجبور ہوگیا ہو۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ اب سراج بھی بھوشن کو ٹھکانے لگانے کی خاطر اصولی طور پر تیار ہوگیا تھا۔ اس کے بعد سراج مجھ سے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ڈائرکٹ فون پر آنے والی کال نے میری توجہ مبذول کرلی تھی۔

"ہیلو۔ شہباز اسپیکنگ۔"

"ندیم بول رہا ہوں۔ میری بات غور سے سنو۔ سراج کو یہ معلوم نہ ہو کہ تمھیں میں نے فون کیا ہے۔"

"مارکیٹ کا ریٹ کیا ہے؟" میں نے سراج کو ڈاج دینے کی خاطر کوڈورڈ کا سہارا لیا۔

"کچھ مشتبہ افراد سراج کا تعاقب کرتے ہوئے تمھارے دفتر تک بھی پہنچ گئے ہیں۔ اس وقت بھی وہ سڑک پر ادھر ادھر منڈلاتے پھر رہے ہیں۔ تم کچھ دیر تک سراج کو روکنے کی کوشش کرو۔ اس عرصے میں میرے آدمی سچویشن کو ہینڈل کرلیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں سوچ کر جواب دوں گا۔ اس وقت میں مصروف ہوں۔ ٹھیک ہے میں تمھیں کال بیک کرلوں گا۔"

میں نے ریسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا لیکن میرا ذہن بڑی سنجیدگی سے ندیم کی فراہم کردہ اطلاع پر غور کررہا تھا۔ کیا سراج کی طرح بھوشن بھی اس کی موت کا فیصلہ کرچکا تھا؟

میں نے ایک لمحے کے لیے ندیم کی فون کال پر غور کیا پھر سراج سے بولا۔

"کیا میں دریافت کرسکتا ہوں کہ آپ کی لسٹ پر کون کون سے ایسے اہم نام موجود ہیں جنھیں بھوشن کے قرب خاص کا شرف حاصل ہے؟"

"ابھی میں نے حتمی لسٹ کا فیصلہ نہیں کیا۔"

"پھر بھی۔ ایک دو نام تو آپ کے ذہن میں ضرور ہوں گے؟" میں نے اصرار کیا۔

"ہوسکتا ہے آپ میری بات پر یقین نہ کریں لیکن میری لسٹ پر سرفہرست جو نام ہے وہ پروفیسر ابرار کا ہے جنھیں ہمارے ملک کا صف اول کا سائنس داں شمار کیا جاتا ہے۔" سراج نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں نے ایک دوبار پروفیسر کی غیر ملکی بیوی مارگریٹ کو بھوشن کے ساتھ شاپنگ کرتے بھی دیکھا ہے۔"

"مجھے پروفیسر کا نام سن کر یقیناً ایک دھچکا پہنچا ہے۔ وہ بلاشبہ اس وقت دنیا کے عظیم ترین سائنس دانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔" میں نے پہلو بدل کر جواب دیا۔ "وہ میری اطلاع کے مطابق بڑا تنہائی پسند آدمی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بھوشن کے مراسم صرف مارگریٹ تک محدود ہوں۔ عورتوں کے سلسلے میں وہ یوں بھی بہت ندیدہ مشہور ہے۔"

"لیکن میں نے خود اپنی آنکھوں سے پروفیسر ابرار کو بھوشن کی کوٹھی پر جاتے دیکھا ہے۔"

"ہوسکتا ہے۔" میں نے سراج کے شبہ کی تائید کی۔ "دولت کی لالچ انسان کی شخصیت پر بھی فارسیل کا لیبل لگا دیتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بھوشن نے پروفیسر کی لیبارٹری کے لیے کوئی خطیر رقم فراہم کرکے اس کی دوستی حاصل کی ہو۔"

"ممکن ہے لیکن کوئی بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی۔" سراج جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اتنی جلدی کیا ہے۔" میں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ "ابھی تو ہماری بات بھی مکمل نہیں ہوئی۔"

"مجھے اس وقت ایک ضروری کام سے جانا ہے پھر کسی وقت آجاؤں گا۔"

"کیا آپ اس وقت تنہا آئے ہیں؟"

"کیا مطلب؟" سراج نے مجھے چونک کر دیکھا۔

"بھوشن دوسروں کے علاوہ آپ کا بھی دشمن ثابت ہوسکتا ہے۔ آپ کو یہ نکتہ نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔"

"آپ کو اس بات کا خیال خاص طور پر اس وقت کس طرح آیا؟" سراج نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "اس سے پہلے بھی میں آپ کے پاس جب بھی آیا ہوں بالکل تنہا آیا ہوں۔ شاید اس لیے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے میرا ایمان ہے کہ موت کا جو وقت متعین کردیا جاتا ہے وہ اٹل ہوتا ہے۔"

"لیکن احتیاط بہرحال شرط ہے۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ "آپ اس سے پیشتر بھی میری چھٹی حس اور خوابوں کی تعبیر کے قائل ہوچکے ہیں۔ ممکن ہے یہ محض میرا وہم ہو لیکن یہ خیال اچانک میرے ذہن میں ابھرا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ بھوشن کے کچھ زرخرید گرگے اس وقت بھی آپ کا تعاقب

کررہے ہوں اور۔۔۔"

"اور وہ میرے پیچھے جاتے ہی مجھ پر موت کے فرشتے بن کر ٹوٹ پڑیں گے۔" سراج نے بے پروائی سے کہا۔ "اگر یہ بات ہوتی تو وہ مجھے راستے میں بھی ٹھکانے لگا سکتے تھے۔"

"ہوسکتا ہے کہ وہ ایک تیر سے دو شکار کرنے کے خواہش مند ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں؟" اس نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"آپ کی جان کو اگر کوئی خطرہ میرے آفس میں یا اس کے باہر پیش آیا تو بھوشن کی ایما پر مجھے بھی اس واردات میں ملوث کیا جاسکتا ہے۔"

سراج نے مجھے بہت غور سے دیکھا۔ شاید وہ کوئی آخری نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کررہا تھا کہ نیچے سے فائرنگ کی آوازیں آنی شروع ہوگئیں۔ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے دو مخالف گروپ ایک دوسرے سے ٹکرا گئے ہوں۔ سراج کے ساتھ میں بھی تیزی سے باہر کی جانب لپکا تھا۔ ہم لفٹ کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر پہنچے تو فائرنگ کا سلسلہ بند ہوچکا تھا لیکن تین لاشیں ہمارے استقبال کو موجود تھیں پھر سراج ان کے قریب پہنچ کر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"کوئی خاص بات؟" میں نے سراج کے چہرے کے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"ان میں دو لاشیں ایسے افراد کی ہیں جو پولیس کی لسٹ پر موجود تھے لیکن تیسری لاش۔۔۔"

"تیسری لاش کس کی ہے؟" میں نے اس لاش کو غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا جسے سراج حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ۔۔۔ یہ لاش میرے ایک قابل اعتماد ماتحت کی ہے۔" سراج بولا۔ "مجھے اس کے مرنے کے بعد بھی اس بات کا یقین نہیں آرہا کہ یہ شخص بھی میرا دشمن بھی بن سکتا ہے۔"

"کبھی کبھی انسان خود اعتمادی کا شکار بھی ہوجاتا ہے۔"

فائرنگ کے ساتھ ہی قرب وجوار کے بازار بند ہوچکے تھے لیکن پھر آہستہ آہستہ لوگوں کی بھیڑ موقع واردات کے اردگرد جمع ہونے لگی۔ پولیس کی سائرن کار بھی دس منٹ بعد ہی وہاں پہنچ گئی۔ متعلقہ تھانہ انچارج نے جائے وقوعہ پر پہنچتے ہی خاصی پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔ شاید وہ بھی کبھی سراج کا ماتحت رہ چکا تھا اس لیے لاشوں کے بجائے اس نے سراج کے قریب آکر کہا تھا۔ "سر۔۔۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔"

"کیا مطلب؟" سراج نے چونک کر ایس ایچ او کی جانب دیکھا۔

"ہمیں کسی نامعلوم شخص نے فون پر اطلاع دی تھی کہ کچھ لوگ آپ کو قتل کرنے کے لیے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔"

"اور ان میں ایس آئی منان بھی تھا۔"

سراج کے کہنے پر ایس ایچ او نے لاشوں کی طرف دیکھا تو وہ بھی اپنے ایک ساتھی کی موت پر افسردہ خاطر ہوگیا۔

"کیا یہ آپ کے ساتھ تھا؟"

"نہیں۔" سراج نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ یہ میرے دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا ہو۔"

ضروری تفتیش اور پولیس کارروائی کے بعد تینوں لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لیے روانہ کردیا گیا۔ سراج بدستور کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا پھر اس نے مجھے مخاطب کرکے پوچھا۔

"کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے آفس میں ہماری گفتگو کے درمیان آپ کو کس نے فون کیا تھا؟"

"میرے ایک کلائنٹ کی کال تھی۔ کیوں؟" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے یقیناً آپ کی چھٹی حس کی داد دینی پڑے گی۔"

"ہوسکتا ہے کہ ناکامی کے بعد خود بھوشن کے کسی آدمی نے متعلقہ تھانے کو اس کی اطلاع دے دی ہو۔"

"اگر منان زندہ بچ جاتا تو بہت کچھ معلوم کیا جاسکتا تھا۔" سراج نے کچھ سوچتے ہوئے کہا پھر مجھ سے رخصتی مصافحہ کرکے چلا گیا۔ میں دوبارہ اپنے آفس میں داخل ہوا تو وہاں کاکا اپنے حسین روپ میں موجود تھی لیکن وہ بھی خلاف توقع سنجیدہ نظر آرہی تھی۔

"تم؟" میں نے شکوہ بھرے انداز میں اسے مخاطب کیا۔ "مجھے معلوم تھا کہ تم میری غیرحاضری پر ناراض ہوگے لیکن تمھاری خمیدہ ناک والی سفید بتیری کی بڑھیا نے مجھے الجھا رکھا تھا۔"

"کیا مطلب؟ کیا تم دوبارہ اس پر قابو نہیں پاسکیں؟"

"نہیں۔" کاکا ہاتھ مٹکتے ہوئے بولی۔ "اس نے مکاروفس کیسل کے اندر جاکر خود کو محفوظ کرلیا تھا۔"

"میں سمجھا نہیں۔ کیا تم مکاروفس کیسل کے اندر داخل ہوکر اسے قابو نہیں کرسکتی تھیں۔"

"نہیں۔ اس مکار بڑھیا نے اپنے مکان کے چاروں طرف ایسا منڈل کھینچ رکھا ہے جسے توڑنا میرے بس کی بات نہیں تھی لیکن وہ آخر کب تک گھر میں گھسی بیٹھی رہے گی۔"

"کیا تمھیں ان حالات کا علم ہے کہ جو تمھاری غیرموجودگی میں رونما ہوچکے ہیں۔"

"مجھے ایک ایک لمحے کی خبر ہے۔" اس بار اس نے مسکرا کر اور توبہ شکن انگڑائی لے کر جواب دیا۔ "تمھاری کاکا تم

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

سے دور رہنے کے باوجود تمہارے بہت قریب رہتی ہے۔"

"سراج کے خلاف جو سازش تیار کی گئی تھی اس میں کس کا دخل ہے؟"

"بھوشن کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟" وہ بے پروائی سے بولی۔ "اگر تمہارے دوست کے آدمی موجود نہ ہوتے تو میں سراج کو بچا لیتی۔"

"کیا مطلب؟"

"میں تمہارے دل کے اندر نہیں جھانک سکتی لیکن تمہاری باتوں کو سن سکتی ہوں۔ کیا تمہارے دوست نے سراج پر حملہ ہونے کی اطلاع تمہیں نہیں دی تھی؟"

"بشیرا ماچھی اور اس کے کچھ ساتھی بھی کام آ چکے ہیں۔"

"مجھے ان کی موت کی کوئی پروا نہیں۔ جو بھی تمہارا راستہ کاٹنے کی کوشش کرے گا کالکا کی مہان شکتی اسے نرکھ میں جھونک دے گی لیکن مجھے اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ تکورا بے قصور ماری گئی۔"

"تعجب ہے۔" میں نے زہرخند سے کہا۔ "کیا تمہاری مہان شکتی کو یہ بات نہیں معلوم کہ اسی خوب صورت ناگن نے میرے آدمی کو خرید کر مجھے مروانے کے لیے ایک خوب صورت جال بنا تھا۔"

"وہ ایسا کرنے پر مجبور تھی۔" کالکا سنجیدگی سے بولی۔ "وہ ناگن ضرور تھی لیکن بھوشن نے اس کا سارا زہر نکال دیا تھا۔ اس کے کچھ ایسے راز بھوشن کے ہاتھ آ گئے تھے جس کی وجہ سے وہ اس کے اشاروں پر ناچنے کے لیے مجبور تھی۔"

"پانڈے اور نرمل کے بارے میں۔"

"مجھے علم ہے بھولے ناتھ۔" وہ عجیب معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔ "تمہارے مترکی چال نے ان دونوں کو بھی بچا لیا۔ کیا تم انکار کرو گے کہ یہ راز تمہیں بھی معلوم تھا۔"

"میری بات چھوڑو میرے سپنوں کی رانی۔ یہ بتاؤ کہ کیا بھوشن کو اصل حالات کا علم ہو چکا ہے؟" میں نے دوستانہ انداز میں کالکا کی سحر انگیز نگاہوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ابھی تک اسے پانڈے اور نرمل کے ٹھکانے کا علم نہیں ہو سکا۔ پرنتو یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جس کوٹھی میں دھماکہ ہوا اس وقت کوٹھی میں کوئی موجود نہیں تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ تمہارے چتر چنڈال مترنے بے گناہ لوگوں کو مرنے سے بچا لیا۔"

"اور کن باتوں کا علم ہے تمہیں۔"

"سراج کل سے ڈیوٹی جوائن کرے گا۔" کالکا کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔ "کیا تم ہی نے ماہ رخ سے اس کی سفارش نہیں کی تھی؟"

"ہاں۔ میں انکار نہیں کروں گا۔"

"ایک بات دھیان سے سن لو میرے من مندر کے دیوتا۔ تم جب بھی اس خوب صورت ناگن کے شریر سے کھیلو گے اس کا اصلی سواد (مزہ) تمہیں ملے گا۔ یہ کارن ہے جو میں نے تم دونوں کو شما کر رکھا ہے ورنہ میں کم از کم اس دشٹ کا سر کچلنے میں اتنی دیر بھی نہ لگاتی۔"

"ہاں۔ مجھے یاد ہے کہ تم نے میرے اوپر کیا شرط عائد کی ہے۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ "میں نے اگر کسی غیر عورت کے قریب جانے کی کوشش یا شادی کی تو تم میری سب سے بدترین دشمن بن جاؤ گی۔"

"پریم اور یدھ میں سب کچھ جائز ہے۔" اس نے بڑی مخمور نگاہوں سے مجھے سرتاپا دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم نے اگر روپ نگر کی پہاڑی گپھا سے میری مورتی نہ نکالی ہوتی تو اور بات تھی لیکن اب تم میرے سوا کسی اور کے نہیں بن سکو گے۔"

"لیکن کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ میں تمہیں تمہارے اصلی روپ میں اپنی باہوں میں نہیں سمیٹ سکتا؟"

"میرے ایک نہیں۔ بہت سارے روپ ہیں۔ تم ماہ رخ کو بھی میرا ایک روپ سمجھ کر سویکار کر لیا کرو میرے لیے یہی بہت ہو گا۔"

"کیا اس کے سوا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ میں تمہارے اسی روپ میں۔"

"ہے۔" وہ ایک ادا سے بل کھا کر بولی۔ "تم مجھے اس چھایا کے راز سے آگاہ کرو جس نے ہمارے بیچ ایک دیوار کھڑی رکھی ہے۔ اس کے بعد تم میرے اسی روپ میں میرے انگ انگ سے کھیل سکتے ہو۔"

"میں غلط بیانی سے بھی کام لے سکتا ہوں۔"

"ایسا ناممکن ہے۔" وہ بڑے اعتماد سے بولی۔ "سچ اور جھوٹ کو پرکھنا میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہو گا۔"

"یہی تو افسوس ہے کہ ابھی تک میں خود بھی اس بات سے ناواقف ہوں کہ وہ کون سی غیبی قوت ہے جو میری مدد کر رہی ہے۔" میں نے کالکا کو آزمانے کی خاطر ایک بار پھر غلط بیانی سے کام لیا لیکن وہ میری دماغ گوئی کے راز کو نہیں پا سکی تھی۔ شاید اس نے محض دھوکہ دینے کی خاطر جھوٹ اور سچ کو پرکھنے والی بات کہی تھی۔

"ہو سکتا ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو؟ پرنتو میرا من نہیں مانتا۔" کالکا نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "اور جب تک میرا من کسی بات کی گواہی نہ دے میں اس پر وشواس نہیں کر سکتی۔"

"مجھے بھی یہی شبہ ہے کہ تم مختلف روپ اختیار کر کے میرا امتحان لینے کی کوششوں میں مصروف ہو۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکی۔

"سادھنا کیسا نام ہے؟" میں نے محتاط انداز میں کہا۔ "کیا میں تمہیں اس سندر نام سے یاد کر سکتا ہوں؟"

"سادھنا۔" اس نے مجھے مشکوک نظروں سے گھورا۔ "کیا تم اس نام کی کسی ناری سے مل چکے ہو؟"

"تمہارا من اور تمہاری مہان شکتی کیا کہتی ہے؟" میں مسکرایا۔

"یہ نام میں پہلی بار سن رہی ہوں۔" کالکا نے مضطرب ہو کر کہا۔ "مجھے بتاؤ میرے پران ناتھ۔ تمہارے ذہن میں یہ نام کیوں ابھرا؟ اس کا کوئی نہ کوئی کارن ضرور ہے جو تم مجھ سے چھپا رہے ہو؟"

"جب تمہاری پراسرار قوت تمہیں اس بات کا پتا دے سکتی ہے کہ پانڈے اور نرمل ابھی زندہ ہیں تو پھر سادھنا کے نام کے بارے میں بھی تمہیں جانکاری ہونی چاہیے۔"

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔" اس بار کالکا نے ہاتھ ملتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "کچھ بھٹکی ہوئی آتمائیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو وقتی طور پر کسی روپ میں جنم لیتی ہیں لیکن وہ زیادہ دیر تک اس دھرتی پر نہیں رہتیں۔ دیوی اور دیوتا انہیں ایک خاص سمے کے بعد دوبارہ آکاش پر واپس بلا لیتے ہیں۔"

"میں تمہیں چھیڑنے کی خاطر ایک فرضی نام لے رہا تھا۔" میں نے گفتگو کا رخ موڑتے ہوئے کہا۔ "بھوشن کے بارے میں اب تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا اب بھی اس کے ستارے اس کی مدد کر رہے ہیں؟"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"بھوشن کی موت۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کچھ سمے اور گزر جانے دو۔ اس کے بعد میں بھوشن کے معاملے میں تمہاری سہائتا ضرور کروں گی۔"

"کیا تمہیں ہری رام یا کرشن شرما کی دھرم پتنی کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔" میں نے ذہن میں ابھرنے والے ایک نئے سوال کی تصدیق کی خاطر پوچھا۔

"گیتا سندری کا نام لیتا ہے پرنتو اب وہ تمہارے کسی کام کی نہیں رہ گئی۔ بھوشن اور اس کے آدمیوں نے اس کے شریر کا سارا امرت نچوڑ لیا ہے اور اسے ـــ" کالکا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی پھر اس کی نگاہوں میں ایسی چمک ابھری جیسے اس نے کوئی اہم راز پا لیا ہو۔ وہ مجھے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔ "سچ سچ بتاؤ شہباز خان۔ کیا تم سادھنا نام کی کسی سندری سے مل چکے ہو؟"

"میں نے تم سے گیتا کے بارے میں دریافت کیا تھا۔" میں اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

"گیتا۔" وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ "وہ اب اس دھرتی پر نہیں ہے۔ بھوشن نے بشیرا ماچھی کے سامنے بھی گیتا کے رس بھرے شریر کو ڈال دیا تھا پھر اسی کی مرضی سے بھوشن نے گیتا کو اسے دان کر دیا تھا۔ اس کی آتما ابھی اسی دھرتی پر بھٹک رہی ہے۔ وہ اپنا انتقام لیے بنا آکاش پر واپس نہیں جائے گی۔ دیوتاؤں نے مجھے یہی بتایا ہے۔"

"حیرت انگیز۔" میں نے اس کا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔ "تم نے یہیں کھڑے کھڑے اپنے دیوتاؤں سے بات بھی کر لی۔"

"اس چکر میں مت پڑو۔ مجھے میرے سوال کا جواب دو۔ کیا گیتا تم سے ملی تھی؟"

"بے حد بچکانا سوال ہے۔ اول تو میں نے گیتا کو کبھی نہیں دیکھا اور اگر تمہاری بات سچ ہے تو پھر کسی بھٹکی ہوئی بے چین روح کے لیے بھوشن یا بشیرا ماچھی کو مار ڈالنا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔"

"وہ ایسا نہیں کر سکتی۔" کالکا نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "جیون میں جس کے ساتھ شریر کا بندھن رہ چکا ہو اس کی آتما بھی اسے مارنے کی شکتی نہیں رکھتی۔ وہ کسی اور کی سہائتا لینے پر مجبور ہے۔"

مجھے سادھنا کے سلسلے میں اپنے سوال کا جواب مل چکا تھا لیکن میں نے کالکا پر اظہار نہیں ہونے دیا۔ مسکرا کر کہا۔ "کیا یہ انیائے (ظلم) نہیں ہے کہ ایک شخص اپنی ہوس پوری کرنے کی خاطر جس کی زندگی روند ڈالتا ہے اس غریب کی بے چین روح بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

"یہ دھرم اور کرم کی باتیں ہیں۔ تمہاری بدھی (سمجھ) میں نہیں آئیں گی۔ تم یہ بتاؤ کہ اس وقت تمہارے ذہن میں گیتا کا دھیان کس طرح آ گیا۔"

"ہری رام یا کرشن شرما نے مرنے سے پہلے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ وہ صرف اپنی بیوی کو بھوشن کے چنگل سے چھڑانے کی خاطر اس کے لیے ناجائز تجارت کا مہرہ بن گیا تھا۔"

"ہاں۔ اس نے ٹھیک ہی کہا تھا لیکن ـــ" کالکا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی تو میں نے اسے کریدنے کی خاطر دریافت کیا۔

"لیکن کیا؟"

"کچھ نہیں۔" اس نے بھی مجھے ٹالنے کی کوشش کی پھر کسی ضروری کام کا بہانہ کر کے میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

کالکا کے بیان کی روشنی میں میرا ذہن ایک بار پھر سادھنا میں الجھ گیا۔ بشیرا ماچھی اور بھوشن سے انتقام لینے کی خاطر گیتا کو کسی اور کی مدد درکار تھی۔ اس نے بھی اپنی مجبوری کی یہی وجہ بتائی تھی جس کا ذکر کالکا نے بھی کیا تھا۔ سادھنا نے کہا تھا کہ وہ بھوشن کے سلسلے میں میری ہر ممکن مدد کر سکتی تھی۔ میں سنجیدگی

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

سے اس کی آفر کے بارے میں غور کرنے لگا۔

☆

ندیم میری باتوں کو نہایت سنجیدگی سے سنتا رہا پھر میرے خاموش ہونے پر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"اب فلورا کی موت کا سبب میری سمجھ میں آرہا ہے۔ وہ کلب ڈانسر ضرور تھی۔ مغربی تہذیب کی پیداوار تھی اس لیے اس کے لیے جنسی آزادی بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی لیکن مارگریٹ۔ ہو سکتا ہے کہ مارگریٹ کے کہنے پر بشرا بھی یا بھوشن کے لیے کام کرنے پر آمادہ ہو گئی ہو۔"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا تم مارگریٹ کو جانتے ہو؟"

"ہاں۔ کسی زمانے میں وہ لندن میں سب سے مشہور ماڈل سمجھی جاتی تھی۔ اس کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا لیکن وہ دولت میں کھیلنے کی شوقین تھی۔ یہی شوق پورا کرنے کی خاطر اس نے اپنے ماں باپ کو جو خاصے قدامت پسند تھے چھوڑ دیا۔ جسمانی طور پر اسے احساس تھا کہ وہ اپنے اندر آگے بڑھنے کی بھرپور صلاحیتوں کی مالک ہے۔ اس نے ماڈلنگ کی دنیا میں قدم رکھا تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ عوام کی پسند نے اور مشتہرین کی ضرورت نے اسے راتوں رات امیر بنا دیا۔ دس سال تک وہ ماڈلنگ کے افق پر کسی روشن ستارے کی طرح جگمگتی رہی۔ اپنے جسم کی نمائش کی خاطر وہ منہ مانگی قیمت وصول کرتی تھی۔ بڑی بڑی کمپنیوں کے مالکان بھی اسے نظرانداز کرنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے لیکن دس سال بعد وہ اچانک مارکیٹ سے غائب ہو گئی۔ بزنس سرکل میں اس کے بارے میں مختلف افواہیں گردش کرنے لگیں۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ کسی دل جلے نے زبردستی اس کے جسم کو روندا ہو گا پھر پھانسی کے خوف سے اسے مار کر کہیں دفن کروا دیا۔ اکثر حلقوں میں یہ بات بھی گردش کر رہی تھی کہ کسی بڑی پروڈکٹ کے مالک نے اپنی مصنوعات کی لانچنگ کے لیے مارگریٹ کو وقتی طور پر منظر عام پر سے ہٹایا ہے تاکہ اس کے بارے میں چاہنے والوں کے درمیان بے چینی پھیل جائے اور پھر جب وہ اچانک اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ کسی اشتہار کی زینت بن کر جلوہ گر ہو تو مارکیٹ میں تہلکہ مچ جائے۔" ندیم نے اپنی یادداشت کو تازہ کرتے ہوئے کہا۔ "کئی سال تک وہ روپوش زندگی گزارتی رہی پھر ایک اخبار نے اسے دریافت کر لیا۔ ہیلی کاپٹر کے ذریعے پاور فل زوم لینس سے اس کی ایک تصویر بنائی گئی جب وہ پروفیسر ابرار کے ساتھ اپنے وسیع و عریض بنگلے کے لان پر ننگے پاؤں چہل قدمی کر رہی تھی پھر یہ خبر بھی گرم ہوئی کہ پروفیسر نے اپنے لندن کے قیام کے دوران خفیہ طور پر اس سے شادی کر لی تھی۔ اپنے ملک میں واپس آنے کے بعد پروفیسر نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا اور مارگریٹ سے شادی کی خبر مقامی اخباروں میں شائع نہیں ہونے دی۔ اس سلسلے میں حکومت نے بھی پروفیسر کی بین الاقوامی شہرت کے پیش نظر اخبارات پر اس بات کا سنسر لگا دیا تھا کہ پروفیسر سے متعلق کوئی خبر بالائی حکام کی منظوری کے بغیر نہ شائع کی جائے۔"

"اگر یہ بات درست ہے تو پھر فلورا اور مارگریٹ کے تعلق کو جوڑا جا سکتا ہے۔" میں نے کہا۔ "لیکن مارگریٹ کا اس طرح بھوشن کے ساتھ گھومنا پروفیسر کی شہرت کو اثرانداز بھی کر سکتا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ پروفیسر کو اس بات کی خبر ہی نہ ہو گی۔" ندیم نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "ہمارے بڑے بڑے مفکر اور دانشور وقتی طور پر اپنے ذہن کو بہلانے کی خاطر اس قسم کی حرکت کر بیٹھتے ہیں پھر اسے اس طرح حرف غلط کی طرح فراموش کر دیتے ہیں جیسے اس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو یا یوں کہو کہ انہیں اپنے تحقیقی کاموں اور نت نئے تجربوں سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ پلٹ کر اپنے ماضی کے کسی باب کی ورق گردانی کر سکیں۔ مارگریٹ اگر کوئی مشرقی عورت ہوتی تو شاید وہ گھر کی چار دیواری سے باہر قدم نہ نکالتی لیکن وہ جس معاشرے اور ماحول کی پروردہ تھی اس میں جنسی کج روی بھی فیشن سمجھی جاتی ہے ہو سکتا ہے مارگریٹ کے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو کر چھلک اٹھا ہو۔"

"لیکن بھوشن ہی کیوں؟"

"یہی ایک بات اس وقت میرے ذہن میں بھی چبھ رہی ہے۔" ندیم نے پرخیال انداز میں کہا۔ "خاص طور پر سراج کا یہ بیان خاص اہمیت رکھتا ہے کہ اس نے خود اپنی آنکھوں سے پروفیسر ابرار کو بھوشن کی قیام گاہ پر جاتے دیکھا ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ پروفیسر نے مارگریٹ کے سلسلے میں بھوشن کو تنبیہ کرنے کی خاطر۔۔۔"

"نہیں۔" ندیم نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "بڑے لوگ اس قسم کی سطحی باتوں پر وقت برباد نہیں کرتے۔ اب تو ہمارے ملک میں بھی یہ زہر پھیلنے لگا ہے کہ خواتین مردوں کی عدم توجہی کی بنا پر اپنا وقت گزارنے کی خاطر کوئی دوسری تفریح تلاش کر لیتی ہیں جو رفتہ رفتہ انہیں غلط راہوں کا مسافر بنا دیتی ہے۔"

"لیکن سوچنا یہ ہے کہ پروفیسر جیسا عدیم الفرصت شخص بھوشن کی کوٹھی پر کس مقصد سے جا سکتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ اس ملاقات میں بھی مارگریٹ کی کسی سیاست کو دخل ہو؟" ندیم نے جواب دیا۔ "بھوشن دولت کے معاملے میں اس جانور سے مختلف نہیں ہے جو فاقے کی صورت میں مردار کو بھی منہ لگا کر کھاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ

بھوشن نے مارگریٹ کو اپنے جال میں پھنسا کر پروفیسر کی لیب سے کوئی ایسا قیمتی راز یا فارمولا اڑانے کا پلان بنایا ہو جو دنیا کا کوئی بھی ملک بڑی سے بڑی قیمت دے کر بھی خرید سکتا ہو۔ یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ پروفیسر نے مارگریٹ کے کسی مسلسل اصرار کے پیش نظر بھوشن سے ملاقات کی ہو۔ ویسے میری اطلاع یہ ہے کہ پروفیسر ابرار چار چار ماہ تک خود کو صرف اپنی اس لیب تک محدود کر لیتا ہے جہاں مارگریٹ کو بھی قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔"

"ایسی صورت میں تو یہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے کہ بھوشن کو پہلی فرصت میں ختم کر دیا جائے۔"

"کوشش کر دیکھو لیکن میرا خیال ہے کہ تم اس میں کامیاب نہ ہو سکو گے۔"

"تم مجھے چیلنج کر رہے ہو؟"

"نہیں۔ صرف یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ بھوشن نے اپنے بچاؤ کے لیے جو طریقہ کار اختیار کر رکھا ہے اس کا عملی تجربہ ہو جانے کے بعد تمہیں مایوسی ہو گی۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے اٹھتے ہوئے بے حد سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ضروری نہیں ہے کہ انسان کا ہر تجربہ کامیاب ہو مگر اس خوف کی وجہ سے کسی بامقصد تجربے سے گریز بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

ندیم نے جواب دینے کے بجائے مجھے ایسی نظروں سے دیکھا جیسا کوئی سن رسیدہ بزرگ کسی بچے کی ضد سے مجبور ہو کر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ ندیم کے اس طرز عمل نے مجھے بھوشن کی موت کے سلسلے میں اور سنجیدہ کر دیا۔ اسی روز دوپہر کو میں اپنے آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ کسی کے کھنکارنے کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ میں نے نظریں فائل پر سے ہٹا کر دیکھا تو سادھنا میرے سامنے موجود تھی۔ اس کی خوب صورت آنکھوں میں اس وقت بھی انتقام کی چنگاریاں سلگتی نظر آرہی تھیں۔

"شاید مجھے اس وقت تمہارا ہی انتظار تھا۔" میں نے فائل بند کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"تم نے کاکا کو میرے بارے میں کرید کر اچھا نہیں کیا۔"

"لیکن وہ۔۔۔"

"مجھے معلوم ہے کہ وہ کیول دھرتی پر بھٹکنے والی میری آتما کے راز سے واقف ہو گئی ہے لیکن مجھے وشواس ہے کہ اس کی گیان شکتی بھی مجھے تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔" وہ میرا جملہ کاٹتے ہوئے بولی۔

"کیا تم واقعی کرشن شرما کی بیوی گیتا ہو؟"

"ہاں۔ میں انکار نہیں کروں گی۔"

"کاکا نے کہا تھا کہ تمہاری آتما نے کسی اور کا جسم حاصل کر لیا ہے؟"

"اس نے جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہیں کہا تھا۔"

"کیا تم بھوشن کے سلسلے میں میری مدد کر سکتی ہو؟"

"ہاں۔ میں اس وقت تم سے یہی بات کرنے آئی ہوں۔" اس نے مجھے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "ایک بات اچھی طرح سمجھ لو۔ میں نے بہت سوچ بچار کے بعد تمہارا چناؤ کیا ہے۔ تمہیں میرے کارن اس نرموہی کو کتوں کی موت مارنا ہو گا۔ تم انکار کرو گے تو گھاٹے میں رہو گے۔ میں تمہارے بعد کسی اور کو اس پاپی کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کروں گی لیکن کسی اور کا دروازہ کھٹکھٹانے سے پہلے مجھے تمہیں موت کے گھاٹ اتارنا پڑے گا۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"میرے پاس سمجھانے کا سمے بھی نہیں ہے۔" وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ "تمہاری کاکا نے دیوتاؤں کے چرنوں میں جھک کر پرارتھنا کی ہے کہ میری آتما کو اس دھرتی سے اٹھا لیا جائے لیکن جب تک میری آتما شانت نہیں ہوتی میں اسی دھرتی پر بھٹکتی رہنے پر مجبور ہوں۔ بولو کیا تم بھوشن سے میرا انتقام لینے پر تیار ہو؟"

"ہاں۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "تمہاری طرح میں بھی اس کے خون کا پیاسا ہوں لیکن۔۔۔"

"میں سمجھ رہی ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" اس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "کاکا اس جنگلی سور کی سہائتا کر رہی ہے۔ وہ دوغلی چال چل رہی ہے مگر وہ میری آواز سننے کی شکتی نہیں رکھتی۔ تم اس بات کی چنتا بھی مت کرو کہ اس حرام جنے نے اپنے چاروں اور شکاری کتے چھوڑ رکھے ہیں۔ میں تمہیں اس کے دفتر تک پہنچا سکتی ہوں۔ کوئی تمہارا راستہ روکنے کی ہمت نہیں کرے گا پر تمہیں اپنی واپسی کا راستہ خود تلاش کرنا ہو گا۔ میں نے دیوتاؤں کو وچن دیا ہے کہ اس پاپی کے جسم سے آخری سانس نکلتے ہی آکاش پر واپس لوٹ جاؤں گی۔"

"بھوشن کو مارنے کے بعد اگر مجھے پھانسی پر لٹکنا پڑے تو بھی یہ سودا مجھے منظور ہے۔"

"مجھے وشواس تھا کہ تم میری سہائتا ضرور کرو گے۔" اس کے ہونٹوں پر ایک آسودہ مسکراہٹ جاگ اٹھی۔ "میں تمہیں وچن نہیں دیتی لیکن کوشش ضرور کروں گی کہ بھوشن کے پالتو جانور تمہارا کھوج نہ لگا سکیں۔"

"تم مجھے بھوشن کے دفتر تک کب پہنچا سکتی ہو؟" میں نے جذباتی لہجے میں پوچھا۔

"آج شام چھ بجے تک۔" وہ دوبارہ سنجیدہ ہو گئی۔ "اس وقت بھوشن کے دفتر میں زیادہ بھیڑ بھاڑ نہیں ہوتی لیکن اس کے اجرتی بدمعاش قریب رہ کر اس کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"ٹھیک ہے۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "میں آج ہی اس کام کو تمام کرنے کو تیار ہوں۔"

"تم اپنے بچاؤ کی خاطر ایک کام کر سکتے ہو۔" وہ تھوڑے توقف سے بولی۔ "اپنے حریف سراج پر بھروسا کر سکتے ہو۔ وہ تمہاری سہاتا کرنے پر خوشی خوشی تیار ہو جائے گا۔"

"ایک ضروری سوال باقی رہ جاتا ہے۔" میں نے کچھ سوچتے ہوئے گیتا کی آتما سے پوچھا۔ "کیا کالا کا کو اس بات کی خبر نہیں ہوگی کہ تم میری مدد کر رہی ہو۔"

"نہیں۔ میرے اور اس کے درمیان ایسا پردہ پڑا ہے جس کی دوسری طرف دیکھنا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔"

"کیا تم یہ بتا سکتی ہو کہ بھوشن اور مارگریٹ کے درمیان کیا تعلق ہے اور پروفیسر ابرار کس مقصد سے بھوشن سے ملنے گیا تھا۔"

"میں سب کچھ جاننے کے بعد اپنی زبان نہیں کھول سکتی۔ دیوتاؤں نے میری بھٹکتی ہوئی آتما پر کچھ پہرے بھی بٹھا رکھے ہیں۔"

"اتنا تو بتا سکتی ہو کہ پروفیسر کو مارگریٹ اور بھوشن کے تعلقات کا علم ہے یا نہیں۔" میں نے اصرار کیا۔

"تم پڑھے لکھے آدمی ہو۔ دیس دیس کے بارے میں جانکاری رکھتے ہو۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ بدیسی دنیا کی یہ گوری چٹی ناریاں اوپر سے جتنی سندر نظر آتی ہیں 'اندر سے' اتنی ہی میلی اور کالے کرتوتوں کی مالک ہوتی ہیں۔"

"گویا بھوشن اور مارگریٹ کے تعلقات بھی شرافت کی تمام حدود کو پھلانگ چکے ہیں۔"

"تم چھ بجے بھوشن کے دفتر کے لیے روانہ ہو جانا۔" وہ میری بات نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔ "میں تمہیں کسی روپ میں بھی دکھائی نہیں دوں گی لیکن پھر بھی تمہارے بہت قریب رہوں گی۔ تمہیں اس پاپی تک پہنچنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔"

"ٹھیک ہے لیکن ایک اہم بات۔"

"میری اس بات کو بھی دھیان میں رکھنا کہ اگر تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا تو مجھے مجبوراً تمہیں مارنا پڑے گا۔ اس کے بغیر میں کسی اور سے سہاتا نہیں مانگ سکتی۔" سادھنا یا گیتا نے بڑے بے رحم لہجے میں کہا پھر وہ یکلخت میری نظروں کے سامنے سے چھو منتر ہو گئی۔

میں اس وقت اپنے اعصاب میں تناؤ کی کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ بھوشن کو اپنے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ میں نے بہت پہلے کر رکھا تھا لیکن شیر کی کچھار میں گھس کر اسے شکار کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ خود گیتا نے بھی یہی کہا تھا کہ وہ مجھے بھوشن کے آفس تک پہنچنے میں مدد کرے گی لیکن بھوشن کی موت کے بعد مجھے خود اپنا بچاؤ کرنا ہوگا۔ میں بڑی دیر تک پیش آنے والے حالات کے بارے میں تانے بانے جوڑتا رہا۔ میرے ذہن میں رہ رہ کر کالا کا اور لیڈی مکارس کی یہ بات صدائے بازگشت کی طرح گونج رہی تھی کہ ابھی مجھے بھوشن سے دور رہنا چاہیے۔ اس کے ستارے ابھی گردش میں نہیں تھے۔ ندیم نے بھی یہی کہا تھا کہ مجھے اپنے ارادے میں مایوسی سے دوچار ہونا پڑے گا لیکن میں نے گیتا سے جو وعدہ کر لیا تھا اس سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا کافی غور و خوض کے بعد میں نے سراج سے رابطہ قائم کیا۔

"بڑی عمر ہے آپ کی۔" سراج نے کہا۔ "میں ابھی آپ ہی کو فون کرنے والا تھا۔"

"کوئی خاص بات؟"

"ہاں۔ اب مجھے آپ کو پیر و مرشد ہی ماننا پڑے گا۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"آپ نے پچھلی ملاقات میں کہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ مجھے فوری طور پر ڈیوٹی جوائن کرنی پڑے۔" سراج نے کہا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے ہی مجھے کافی اوپر سے یہ احکامات موصول ہوئے ہیں کہ میں دو گھنٹے کے اندر اندر ڈیوٹی جوائن کر لوں۔"

"یہ تو میرے لیے خوش خبری ہے۔" میں نے تیزی سے کہا۔ ماہ رخ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ اس پر پوری اتری تھی۔

"لیکن ایک بری خبر بھی ہے۔"

"وہ کیا؟"

"مجھے بھوشن کے علاقے میں تعینات کیا گیا ہے۔"

"گڈ۔" میں نے مسرت کا اظہار کیا۔ "یہ تو اور بھی اچھی خبر ہے۔"

"میرے لیے اس میں کچھ دشواریاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔" سراج نے سنجیدگی سے کہا۔ "بھوشن مجھے اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ ایسی صورت میں کیا وہ اپنے راج پاٹ میں میرا عمل دخل برداشت کر سکے گا۔"

"ہو سکتا ہے ان احکامات کے پیچھے بھی کوئی مصلحت ہو۔" میں نے کہا پھر سنجیدگی سے بولا۔ "میں نے اس وقت آپ کو ایک اہم مقصد سے فون کیا تھا۔"

"کیا بھوشن ہی کے بارے میں کوئی نئی اطلاع ملی ہے۔"

"ہاں۔ اطلاع یہ ہے کہ میں آج شام چھ بجے بھوشن سے ملنے اس کے دفتر جا رہا ہوں۔ وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

"مگر آپ کو اچانک اس کے دفتر جانے کی کیسے سوجھ گئی؟"

"مسٹر سراج۔ آپ میرے واقف کار بھی ہیں اور ہم خیال بھی۔ ڈیوٹی جوائن کر لینے کے بعد آپ کو میری دوستی کے بجائے اپنے فرض کو ترجیح دینی ہوگی۔ میں آپ سے کوئی شکوہ نہیں کروں گا۔"

"مسٹر شہباز۔" سراج نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "کیا آپ دو چار دن انتظار نہیں کر سکتے۔"

"میں آپ سے صرف ایک بات کی درخواست کر رہا ہوں۔ اس وقت میں نے آپ سے جس پروگرام کا ذکر کیا ہے اس کا علم کسی اور کو نہیں ہونا چاہیے۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا پھر رابطہ منقطع کرنے کے بعد میں فوراً ہی اٹھ گیا تھا۔ اس وقت دوپہر کے تین بجے تھے۔

تین گھنٹے تک میں گاڑی میں بیٹھا چکر لگاتا رہا۔ اس عرصے میں، میں نے بھوشن کے دفتر کے اردگرد چکر لگائے تھے۔ کچھ لوگوں پر مجھے شبہ بھی ہوا کہ وہ نگرانی کے کام پر مامور ہیں لیکن میرے سر پر جیسے جنون سوار تھا۔ میں نے اس مہم پر کرم کو بھی ساتھ لینا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ ندیم نے اپنے سادہ لباس والوں کو میری نگرانی کی ذمے داری سونپ رکھی ہوگی۔ ممکن تھا کہ وہ اس وقت بھی دور دور رہ کر میری نقل و حرکت کا جائزہ لے رہا ہوں۔ میں اطراف کا بغور جائزہ لے رہا تھا لیکن مجھے کسی ایسی گاڑی پر شبہ نہیں ہو سکا جو میرے تعاقب میں ہو۔

ٹھیک چھ بجے میں نے اپنی گاڑی بھوشن کے آفس والی عمارت کے پچھلے حصے کی ایک سائڈ روڈ پر پارک کی پھر ٹہلتا ہوا سامنے کی جانب آگیا کسی اچانک صورتحال سے دوچار ہونے کے لیے میں نے اپنا آٹومیٹک پہلے ہی لوڈ کر کے اس کا سیفٹی کیچ کھول دیا تھا۔ بھوشن کا پرسنل آفس عمارت کے جس فلور پر واقع تھا اسے قلعے کی صورت دی گئی تھی۔ لفٹ سے اترنے کے بعد تقریباً دس فٹ کی ایک راہداری تھی جس سے گزرنے کے بعد اس دروازے میں داخل ہونا پڑتا تھا جس کے اندر بھوشن کا سینٹرلی ایئر کنڈیشنڈ آفس تھا۔ بھوشن اس آفس کے آخری سرے والے کمرے میں بیٹھتا تھا تاکہ اگر اس پر کوئی قاتلانہ حملہ ہو تو حملہ آور فرار نہ ہو سکیں۔

صدر دروازے کے باہر اس وقت بھی مسلح باوردی گارڈ موجود تھا۔ میرے قریب جانے کے بعد وہ میرے راستے میں حائل ہو گیا۔ "کس سے ملاقات کرنی ہے آپ کو؟" اس نے کھردرے لہجے میں مجھ سے دریافت کیا۔

"سوری میں کام کی نوعیت ظاہر نہیں کر سکتا۔" میں نے گارڈ کو گھورتے ہوئے کہا۔ "رہا ملاقات کرنے کا سوال تو اس کے لیے مجھے ایڈمنسٹریشن آفس کے انچارج سے ملاقات کرنی ہے۔"

"آپ شاید پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں۔"

"تمہارا خیال غلط نہیں ہے۔"

"ایسی صورت میں اندر جانے سے پہلے آپ کو اپنی شناخت کرانی ضروری ہے۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"اور اگر میں اپنی شناخت کرانے سے انکار کروں تو؟"

"تو آپ کو واپس جانا پڑے گا۔" گارڈ نے فیصلہ کن انداز اختیار کیا۔

"کیا مسٹر بھوشن اس وقت دفتر میں موجود نہیں ہیں؟"

"بغیر شناخت کے میں آپ کے کسی سوال کا جواب دینے کے لیے مجبور نہیں ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں واپس چلا جاتا ہوں لیکن سوچ لو۔ میری واپسی کی صورت میں تمہیں مسٹر بھوشن کے عتاب کا شکار ہونا پڑے گا۔" میں واپسی کے ارادے سے پلٹا تھا لیکن اس نے آواز دے کر مجھے روک لیا۔

"آپ اندر جا سکتے ہیں۔" اس بار اس کے لہجے میں پہلی جیسی سختی اور درشتی نہیں تھی۔ اس کی آنکھوں کی وہ سرخی بھی غائب ہو چکی تھی جو مجھے دیکھنے کے بعد ابھری تھی۔ میرے ذہن میں گیتا کا تصور ابھرا اس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ نظر نہ آنے کے باوجود وہ مجھ سے بہت قریب رہے گی۔ گارڈ کے رویے میں اچانک رونما ہونے والی تبدیلی اس بات کی ترجمانی کر رہی تھی کہ اس میں گیتا کی بھٹکتی ہوئی روح کا دخل تھا۔

"کیا اب میری شناخت تمہارے لیے ضروری نہیں رہی؟" میں نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"میں معافی چاہتا ہوں جناب۔" وہ ادب سے بولا۔ "میں نے اب آپ کو پہچان لیا ہے۔ آپ کو میں نے باس کے پاس ایک بار پہلے بھی دیکھا تھا۔"

"گڈ۔" میں دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ "تمہاری یادداشت واقعی قابل تعریف ہے۔"

پھر میں قدم بڑھاتا ہوا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا جہاں ایک طرف وسیع و عریض ہال میں مختلف سیکشن کو بڑی چابکدستی کے ساتھ بلاک کی صورت میں ترتیب دیا گیا تھا۔ ہر سیکشن کو ظاہر کرنے کی خاطر چھت سے بڑے بڑے بورڈ لٹک رہے تھے۔ اس ہال میں عملے کی اچھی خاصی تعداد اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھی۔ ہال کی دوسری سمت آفیسوں کے کیبن بنے ہوئے تھے جن کے باہر لگی ہوئی تختیاں ان کے نام اور عہدے کو ظاہر کر رہی تھیں۔ میں کن انکھیوں سے اردگرد کا جائزہ لیتا ہوا درمیانی راہداری میں بچھے ہوئے دبیز قالین پر قدم بڑھاتا ہوا اس کمرے تک پہنچ گیا جس کے باہر دروازے پر پیتل کے چمکدار حروف سے بھوشن جوزف کا نام درج تھا۔ بھوشن کے کمرے کے ساتھ ہی اس کے پی۔ اے کا آفس تھا جس کے دروازے پر مس کامنی دت کے نام کی تختی آویزاں تھی۔ بھوشن کے دروازے کے باہر دو مسلح گارڈ موجود تھے جبکہ کامنی دت کے دفتر کے باہر ایک باوردی چپراسی بیٹھا تھا۔ مسلح

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

کارڈ کو دیکھ کر میں نے یہی مناسب خیال کیا تھا کہ پہلے کامنی وت سے مل لیا جائے۔ چپراسی مجھے قریب آتا دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے جیب سے ایک دوسری فرم کا وزیٹنگ کارڈ نکال کر چپراسی کو دیتے ہوئے کہا۔

"اسے کامنی تک پہنچا دو۔"

چپراسی نے مشینی انداز میں سر کو جنبش دی پھر کمرے کے اندر چلا گیا۔ میں راہداری میں بے پروائی سے ٹہلنے لگا۔ جو کارڈ میں نے اندر بھیجا تھا اس پر احمد کمال کا نام درج تھا کارڈ ایک کنسٹرکشن کمپنی کا ہی تھا۔ دو منٹ بعد چپراسی نے باہر آکر مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا اس نے ابھی تک زبان سے کوئی لفظ ادا نہیں کیا تھا۔ میں اشارہ پا کر اندر داخل ہوا تو ایک لمحے کو ٹھٹک گیا۔ سامنے بڑی سی میز کے دوسری جانب ریوالونگ چیئر پر جو خاتون موجود تھی اسے میں دوبار ندیم کے ساتھ کیسینو میں دیکھ چکا تھا۔ میری نگاہیں اگر دھوکہ نہیں کھا رہی تھیں تو وہ سو فی صد وہی خاتون تھی۔ میرے ذہن میں مختلف سوالات ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہونے لگے۔

اگر وہ خاتون وہی تھی جسے میں ندیم کے ساتھ کیسینو میں دو مرتبہ بہت قریب سے دیکھ چکا تھا تو پھر اس کا بھوشن کی پی اے ہونے کا کیا راز تھا؟ کہیں وہ ندیم کو ڈبل کراس تو نہیں کر رہی تھی؟ اس دہری چال چلنے میں اس کی زندگی کو خطرہ لاحق تھا۔ ندیم یا بھوشن میں سے کسی ایک کو بھی مس کامنی وت کے رول کا علم ہو جاتا تو وہ خطرناک صورت حال سے دوچار ہو سکتی تھی؟ وہ صحیح معنوں میں کس کے لیے اپنی زندگی داؤ پر لگا رہی تھی؟ جو راستہ اس نے اختیار کیا تھا وہ خطرناک تھا؟ کسی وقت بھی وہ اذیت ناک موت سے دوچار ہو سکتی تھی؟

"پلیز مسٹر احمد کمال۔" وہ بڑے سلجھے ہوئے مگر خالص کاروباری لہجے میں بولی۔ "تشریف رکھیے۔"

"میرا خیال ہے کہ میں آپ کو پہلے بھی دیکھ چکا ہوں؟" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باس کے ساتھ کسی پارٹی یا سیمینار میں دیکھا ہو گا۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"شاید۔"

"آپ کس کام سے آئے ہیں؟" اس نے اپنی نظر میرے بھیجے ہوئے کارڈ پر ڈالتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے مسٹر بھوشن سے ملنا ہے۔"

"کیا آپ نے باس سے براہ راست کوئی اپوائنٹ منٹ لے رکھا ہے؟" اس بار اس نے ایک خوب صورت سی ٹیبل ڈائری پر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میری لسٹ پر جو نام درج ہیں ان میں آپ کا نام نہیں ہے۔"

میں نے ایک لمحے کو سوچا کہ "ہاں" کہہ دوں لیکن فوراً ہی اس خیال کو دل سے نکال دیا اس لیے کہ وہ انٹرکام پر میرے جواب کو بھوشن سے کنفرم بھی کر سکتی تھی۔ چنانچہ میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"بھوشن صاحب سے میری ملاقات زیادہ نہیں ہے لیکن اس وقت میں ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔"

"کام کس نوعیت کا ہے۔ دراصل میرا مطلب یہ ہے کہ باس شیڈول سے ہٹ کر کوئی کام کرنے کا عادی نہیں ہے۔ ہاں ایمرجنسی کی صورت میں ایسا ممکن بھی ہو سکتا ہے۔"

"آپ اسے ایمرجنسی ہی سمجھ لیں۔" میں روانی میں کہہ گیا۔

"او کے۔" وہ انٹرکام کا ریسیور اٹھاتے ہوئے بولی۔ "پہلے مجھے باس سے آپ کے سلسلے میں اجازت لینی ہو گی۔"

کچھ دیر وہ بھوشن سے بات کرتی رہی میرا دل دھڑکتا رہا پھر وہ ریسیور رکھ کر مجھ سے مخاطب ہوئی۔

"آپ باس سے مل سکتے ہیں لیکن پندرہ منٹ آپ کو انتظار کرنا ہو گا۔ ویسے بائی دا وے آپ کیا پینا پسند کریں گے کوئی سافٹ ڈرنک یا کافی وغیرہ۔"

"تھینکس۔ اس وقت کسی چیز کی خواہش نہیں ہو رہی۔"

"آپ شاید آج پہلی مرتبہ باس سے ملنے آئے ہیں؟"

"جی ہاں۔" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا پھر اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "کیا آپ مسٹر ندیم کو جانتی ہیں؟"

"مسٹر ندیم۔" اس نے ندیم کے نام کو دہرایا پھر اپنی یادداشت پر زور دیتے ہوئے بولی۔ "ہو سکتا ہے میں نے انہیں دیکھا ہو لیکن یہ نام میرے لیے اجنبی سا لگ رہا ہے ویسے اس نام کے کئی آدمی بھی ہو سکتے ہیں۔ آپ کس کا ذکر کر رہے ہیں؟"

میں اپنی جگہ سٹپٹا کر رہ گیا۔ شاید میں نے ندیم کا نام لے کر کسی عقل مندی کا ثبوت نہیں دیا تھا لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ضرور ہوئی تھی کہ ندیم کا نام سننے کے بعد بھی اس کے خوب صورت چہرے پر کسی قسم کا تاثر نہیں ابھرا تھا اگر وہ اداکاری کر رہی تھی تو بلاشبہ بڑے کمال کے ساتھ اپنا کردار نبھا رہی تھی۔

"مسٹر ندیم ایک مقامی کیسینو کے مالک ہیں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیسینو۔" وہ اس لفظ پر زور دیتے ہوئے مسکرا کر بولی۔ "آپ شاید کسی اور لڑکی کو مجھ سے مکس اپ کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ میں نے آج تک کسی کیسینو یا کلب کی صورت نہیں دیکھی۔"

"آپ مسٹر بھوشن کے ساتھ کب سے کام کر رہی ہیں؟" میں نے پہلو بدل کر دریافت کیا۔

"تقریباً آٹھ سال سے۔ کیوں؟" وہ ایک بار پھر مسکرائی۔

"پھر ہو سکتا ہے کہ وہ لڑکی کوئی اور ہو۔" میں نے بظاہر اپنی غلط فہمی کا اقرار کر لیا تھا لیکن میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا رہی تھیں۔ وہ سو فی صد وہی خاتون تھی جسے میں ندیم کے ساتھ دیکھ چکا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کا فرینڈ سرکل خاصا بڑا ہے۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکرائی۔

جواب میں میں بھی مسکرا کر رہ گیا۔ مس کامنی وت کے آفس کے اندر دو دروازے اور بھی تھے جس میں سے ایک پر ٹوائیلٹ لکھا تھا اور دوسرا دروازہ شاید بھوشن کے پرسنل آفس میں کھلتا تھا۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ بھوشن نے جو ندیم کی اطلاع کے مطابق اپنے سائے سے بھی محتاط رہنے کا عادی تھا۔ مجھے دس منٹ بعد بلانے کا اقرار کیوں کر لیا تھا۔ کہیں اسے میری اصلیت تو نہیں معلوم ہو گئی تھی۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا اس لیے کہ میں اس وقت میک اپ میں نہیں تھا۔ یہ بھی بعید از امکان نہیں تھا کہ بھوشن نے اپنے پورے دفتر میں خفیہ کیمرے نصب کرا رکھے ہوں اور وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہی بیٹھا ہر طرف کا جائزہ لے سکتا ہو۔ مجھے اپنے شک کی تصدیق میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ مشرق کے سمت کی دیوار پر جو لائٹ لگی تھی اس کے برابر ہی کیمرے کی خفیہ آنکھ بھی نظر آ رہی تھی۔ مجھے اس وقت اپنی جذباتی کیفیت پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ بھوشن جیسے آدمی کے دفتر میں آکر میں نے دانش مندی کا ثبوت نہیں دیا۔ میں اسے دفتر سے باہر بھی کہیں ٹھکانے لگانے کا پروگرام مرتب کر سکتا تھا۔ بھوشن کا آفس میرے لیے چوہے دان بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ بھوشن نے مجھے دس منٹ بعد بلانے کو کہا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ اس عرصے میں وہ اپنے آدمیوں کو میرے بارے میں سگنل دے چکا ہو اور میری موت میری توقع سے بھی کہیں زیادہ اذیت ناک ثابت ہو۔ بہرحال میرے لیے اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ صرف یہی ایک خیال تقویت دے رہا تھا کہ گیتا کی بھٹکتی ہوئی آتما ممکن ہے میرے لیے کوئی راستہ پیدا کر دے۔

کامنی وت کسی ضروری لیٹر کو ٹائپ کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔ ٹھیک دس منٹ بعد ہی انٹرکام کا بزر بجا اور کامنی نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ "یس سر۔ او کے۔" اس نے صرف دو ہی بات کی پھر میری طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔ "باس آپ کو اندر بلا رہے ہیں۔"

میں باہر جانے کی خاطر اٹھا تو اس نے مجھے روک کر کہا۔ "آپ میرے کمرے سے بھی باس تک پہنچ سکتے ہیں۔" پھر اس نے دروازے کی سمت اشارہ کیا تھا جس پر مجھے شبہ ہوا تھا۔

"تھینکس۔" میں نے مسکرا کر کہا پھر مطلوبہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا جہاں بھوشن اپنے ویل ڈیکوریٹڈ آفس میں بیٹھا میرا منتظر تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس کے چہرے پر بڑی فاتحانہ مسکراہٹ ابھری تھی۔ مجھے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے خوشی ہوئی آپ کو اپنے آفس میں دیکھ کر لیکن کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ احمد کمال کے نام کا وزیٹنگ کارڈ بھیجنے میں آپ کی کیا مصلحت تھی؟"

"اوہ۔" میں نے اپنی غلطی کو محسوس کرنے والا انداز اختیار کیا۔ "شاید جلدی میں اپنا کارڈ دینا بھول گیا تھا۔"

"ایسی بھی کیا جلدی تھی مائی ڈیئر مسٹر شہباز۔" وہ معنی خیز نظروں سے مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "آپ یہاں آنے سے پہلے بھی مجھ سے اپوائنٹ منٹ لے سکتے تھے۔"

"میں نے اس کی ضرورت نہیں محسوس کی۔" میں نے گہری سنجیدگی اور بے پروائی سے جواب دیا۔ "آپ کے آفس آنا میرے اوپر قرض تھا لیکن ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مجھے پہلے یہاں آنے کا موقع نہیں مل سکا۔"

"کوئی بات نہیں۔" اس نے بھاری بھرکم آواز میں بے تکلفی سے کہا۔ "تم نے اچھا کیا جو یہاں آگئے ورنہ شاید مجھے مجبوراً تمہیں بلوانا پڑتا۔"

"مسٹر بھوشن۔" میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تمہیں میرے بارے میں جو غلط فہمی ہے اسے دل سے نکال دو ورنہ ہم دونوں ہی کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"کس قسم کے نقصان کی بات کر رہے ہو؟" بھوشن کا لہجہ تیکھا ہو گیا۔

"شیراما بھی نے اگر تم سے یہ کہا ہے کہ گیتا مر چکی ہے تو غلط کہا ہے۔" میں نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "وہ اس کے چنگل سے فرار ہو کر میرے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔"

"یہ اطلاع میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔" اس نے حقارت کا مظاہرہ کیا۔ "اول تو تم شاید مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو اور اگر تمہاری بات کو سچ بھی مان لیا جائے تو وہ دو ٹکے کی ویشیا میرے خلاف کوئی زہر اگلنے کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ مجھے تمہاری حماقت پر بھی ہنسی آ رہی ہے۔ کرشن شرما کی موت کے بعد اب گیتا کا کوئی بیان تمہارے کام نہ آ سکے گا۔ ہاں اگر تم اس کے منہ سے بچا کھچا رس نکالنا چاہتے ہو تو یہ اور بات ہے۔"

"اپنے متعلق بہت زیادہ خوش فہمی کبھی کبھی انسان کو موت کے منہ میں بھی دھکیل دیتی ہے۔"

"یہی بات میں تم سے کہنے والا تھا۔" وہ کسی زخمی سانپ

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

کی مانند پھنکارتے ہوئے بولا۔ "مجھے میرے آدمیوں نے یہی انفارمیشن دی ہے کہ تم یہاں بالکل تنہا آئے ہو۔ ایسی صورت میں بھوشن کے ماتھے کی ایک شکن بھی تمہارے جسم کے ہزاروں ٹکڑے کرنے کے لیے بہت کافی ہوگی۔"

"میں مسلمان ہوں مائی ڈیئر بھوشن، جو اس بات پر مکمل یقین رکھتا ہے کہ موت کا جو وقت مقرر کردیا گیا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔"

"یہاں کس لیے آئے ہو؟" اس نے نفرت سے پوچھا۔

"تمہیں یہ سمجھانے کے لیے میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔"

"سمجھا۔" وہ زہرخند سے بولا۔ "تمہیں شاید اس بات پر خوشی ہوگی کہ تمہارے ذہنی دوست کا تبادلہ میرے ایما میں ہوگیا ہے مگر تم یہ نہیں جانتے کہ بھوشن کے ہاتھ کہاں تک پھیلے ہوئے ہیں اگر میں چاہوں تو اسے کرسی سنبھالنے سے پہلے ہی دوسری دنیا کے سفر پر روانہ کرسکتا ہوں۔"

"کیا تم میرا پیچھا نہیں چھوڑو گے"

"نہیں۔" اس کے لہجے میں سفاکی آگئی۔ "اس لیے کہ تم اور تمہارا دوست میرے کئی قیمتی آدمیوں کو ختم کراچکے ہو اور بھوشن حساب کتاب کے معاملے میں کوئی بھول چوک کرنے کا عادی نہیں ہے۔"

"شہباز خان۔" میرے کانوں میں گیتا کی آواز گونجی۔ "یہ حرام کا جنا تمہیں باتوں میں الجھا کر گھیرنے کی کوشش کررہا ہے اس کے پالتو کتے نیچے جمع ہورہے ہیں۔ میں تمہارے لیے راستہ صاف کرنے جارہی ہوں۔ تم جتنی جلدی ہوسکے اسے ٹھکانے لگا کر یہاں سے نکل جاؤ۔"

"کیا تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ تم نے پانڈے کے مکان کو اڑانے کی کوشش کس لیے کی تھی؟" میں نے گیتا کی بات سننے کے بعد بھوشن سے پوچھا۔

"اس سے پہلے تمہیں بتانا ہوگا کہ تم نے راجن اور بشیرا ماچھی کو کس جرم کی سزا دی تھی؟"

گیتا نے مجھے جو اطلاع دی تھی وہ میرے ذہن میں ابھرنے والے شبہات کے عین مطابق تھی چنانچہ میں نے اپنے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا آٹومیٹک نکال کر اس کا رخ بھوشن کی طرف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"راجن اور بشیرا ماچھی میرے لیے وہ سیڑھیاں تھیں جسے طے کرنے کے بعد میں تم تک پہنچنا چاہتا تھا۔"

آٹومیٹک کا رخ اپنی طرف دیکھ کر بھوشن ایک لمحے کو گڑبڑا گیا۔ شاید اسے اس بات کی توقع نہیں تھی کہ میں اس کے آفس میں بیٹھ کر اس کی موت کا تصور بھی کرسکتا ہوں۔ ایک لمحے کے لیے اس نے میری طرف غور سے دیکھا پھر استہزائیہ انداز میں بولا۔ "اس کھلونے کو واپس جیب میں رکھ لو ورنہ شاید تمہاری لاش بھی ناقابل شناخت ہوگی۔"

"اس بات کا خوف لاحق ہوتا تو میں تمہارے دفتر تک آنے کی حماقت کبھی نہ کرتا۔" میں تیزی سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "اب تمہاری ارتھی اٹھنے کا وقت آگیا ہے۔ تمہیں اپنی دنیا کی کوئی طاقت مرنے سے نہیں بچاسکتی۔"

بھوشن نے جواب میں کچھ کہنے کے لیے منہ کھولنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اس کا موقع نہیں دیا۔ سائیلنسر لگے ہوئے آٹومیٹک سے تین بار "ٹھک" ٹھک کی مدھم آواز ابھری پھر بھوشن کے سینے سے خون کے فوارے ابل پڑے۔ وہ چیخ بھی نہ سکا۔ پھٹی پھٹی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے مجھے گھورتا ہوا سر کے بل اپنی میز پر ڈھیر ہوگیا۔

قتل کا نفسیاتی ردعمل قاتل پر ہمیشہ اقدام قتل کے بعد ہی ہوتا ہے۔ مجھے بھی اس بات کا بڑی شدت سے احساس ہوا کہ میں نے بھوشن کو اسی کے دفتر میں مار کر اچھا نہیں کیا لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اب اس کی واپسی ممکن نہیں تھی چنانچہ میں نے آٹومیٹک کو واپس ہولسٹر میں رکھا اور واپسی کے لیے دوسرے دروازے کو منتخب کیا۔ میرے باہر نکلتے ہی خودکار دروازہ دوبارہ آہستہ سے بند ہوگیا۔ دروازے کے باہر دونوں گارڈز اب بھی موجود تھے۔ میں تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا آفس سے باہر نکلا پھر لفٹ کے ذریعے نیچے آکر ٹہلتا ہوا اپنی گاڑی تک پہنچ گیا۔ مجھے حیرت تھی کہ راستے میں کسی نے مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ شاید گیتا کی بھٹکی ہوئی روح نے میرے لیے واپسی کا راستہ بھی صاف کردیا تھا پھر مجھے یہ بھی یاد آیا کہ گیتا نے کہا تھا کہ بھوشن کے مرنے کے بعد اس کی آتما بھی آسمان پر لوٹ جائے گی۔ مجھے یہ خیال بھی ستا رہا تھا کہ سراج نے یا اس کے کسی سادہ لباس والے نے بھی روکنے کی کوشش نہیں کی تھی جبکہ میں سراج کو بھوشن سے ملاقات کی اطلاع روانگی سے پہلے ہی دے چکا تھا۔

رات کے کھانے کے بعد ندیم اور میں کچھ دیر ٹہلنے کا بہانہ کرکے باہر لان پر آگئے۔ عارفہ اور نسیم میری والدہ کے پاس ان کے کمرے میں موجود تھیں۔ میری ماں کی طبیعت دو چار روز سے خراب تھی۔ ڈاکٹروں نے انھیں فصلی بخار تجویز کیا تھا اور احتیاط کرنے کی ہدایت کی تھی چنانچہ عارفہ اور نسیم دونوں ان کی تیمارداری میں رات دن لگی رہتی تھیں۔

لان پر آنے کے بعد میں نے بھوشن کے آفس جانے اور اسے قتل کرنے کی تفصیل شروع سے آخر تک سنادی لیکن ندیم کسی رد عمل کا اظہار کرنے سے گریز کرتا رہا پھر میں اسے کامنی دت کے بارے میں کہا۔

"کیا تم بھوشن کی پی اے کامنی سے واقف ہو؟"

"ایک دو بار پارٹیوں میں دیکھا ہے۔ اچھی خاصی قبول صورت لڑکی ہے۔"

"کیا تم اسے پہلے سے نہیں جانتے؟"

"نہیں۔" ندیم نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔

"وہ لڑکی کون تھی جسے دوبار میں تمہارے ساتھ کیسینو میں دیکھ چکا ہوں؟" میں نے بھنچے ہوئے لہجے میں کہا۔ "کیا تم اس بات سے انکار کرو گے کامنی دت اور تمہارے کیسینو میں جس لڑکی کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ایک ہی شخصیت کے دو پہلو ہیں؟"

"تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔" ندیم نے کہا۔ "حسن میں تھوڑی بہت مماثلت ضرور ہے لیکن کامنی کا اس لڑکی سے کوئی تعلق نہیں ہے جسے تم نے میرے ہمراہ دیکھا تھا۔"

"تم نے بھوشن کے قتل پر کسی تاثر کا اظہار نہیں کیا؟" میں نے رخ بدل کر سوال کیا۔

"اگر تمہاری کہانی واقعی سچ ہے تو میں تمہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن کیا میں اب تم سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ وہ حسین لڑکی کون تھی جسے تم نے بھوشن کے قتل جیسے سنگین موقع پر بھی اپنے ساتھ لے جانے کی حماقت کی تھی؟"

"حماقت۔" میں چونکا پھر مسکرا کر بولا۔ "شاید اب تم مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کررہے ہو۔"

"میں نے یا میرے آدمیوں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا لیکن اتنا ضرور بتایا ہے کہ وہ لڑکی حقیقتاً حسین کہلانے کی مستحق ہے۔" ندیم بدستور سنجیدہ تھا۔

"کیا تمہارے آدمیوں نے یہ بھی بتایا ہے وہ کس لباس میں تھی؟" میں نے بھی ندیم کے مذاق کو سنجیدگی کا رنگ دیتے ہوئے پوچھا۔

"میری معلومات کے مطابق وہ ہلکے ہرے رنگ کی ساڑی میں ملبوس تھی۔"

"عمر کا کیا تخمینہ لگایا گیا ہے؟" میں نے دوسرا سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ تم نے بھوشن کے معاملے میں اسے ساتھ رکھ کر کسی دانش مندی کا ثبوت نہیں دیا۔" ندیم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "لڑکیاں اتنی بہادر نہیں ہوتیں کہ پولیس ٹریٹمنٹ کو برداشت کرسکیں۔ معمولی سی سختی بھی انھیں زبان کھولنے پر مجبور کردیتی ہے۔"

"میں تمہارے نظریے سے اختلاف نہیں کروں گا لیکن یہ بات تم نے بھی ضرور سن رکھی ہوگی کہ بھوشن خوب صورت اور حسین لڑکیوں کے معاملے میں کس قدر [illegible] قسم کا ندیدہ واقع ہوا ہے۔" میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "میرا خیال تھا کہ وہ اس خوب صورت حسین اور الھڑ دوشیزہ کو دیکھتے ہی عقل ہوجائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ مجبوراً مجھے اسے گولیوں کا نشانہ بنانا پڑا تھا۔"

"کون تھی وہ لڑکی؟" ندیم نے مجھے غور سے گھورا۔

"میں اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔" میں شانے اچکا کر بولا۔ "دو روز قبل ہی وہ میرے دفتر میں ملازمت کے لیے آئی تھی لیکن میں پہلی ہی نظر میں اس طرح گھائل ہوگیا کہ ملازمت کے بجائے میں نے خود کو آفر کردیا۔"

"کیا اسے معلوم تھا کہ تم بھوشن کے پرسنل آفس میں کس غرض سے جارہے ہو؟"

"میں نے اسے راستے میں بتایا تھا۔" میں نے اپنی اداکاری جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن وہ بھوشن کا نام سننے کے بعد خوشی خوشی میرے ساتھ وہاں جانے پر آمادہ ہوگئی۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی بھوشن کے خلاف اپنے خوب صورت دل میں کوئی نہ کوئی بغض ضرور رکھتی تھی ورنہ نازک اندام نازک خیال لڑکیاں عموماً قتل وغارت گری جیسے نازک معاملات سے دور ہی بھاگتی ہیں۔"

"بھوشن کا اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد کیا رد عمل ہوا تھا؟"

"وہ اسے دیکھ کر چونکا تھا لیکن پھر یہی ظاہر کرنے لگا جیسے وہ اس سے پہلے سے واقف نہیں تھا۔"

"لڑکی کے کیا تاثرات تھے"

"بھوشن کو دیکھتے ہی اس کی آنکھیں کسی آدم خور چیتے کی مانند چمکنے لگی تھیں۔"

"اور تم نے اس کی موجودگی میں بھوشن پر گولی چلائی تھی۔"

"کیوں؟ کیا کسی لڑکی کی موجودگی پر کسی مجرم پر گولی چلانا قانون کے منافی ہے۔"

"کیا نام تھا اس لڑکی کا؟"

"میں نے پوچھا تھا لیکن اس نے ایک توبہ شکن انگڑائی لے کر یہی جواب دیا تھا کہ میں جس نام سے بھی چاہوں اسے یاد کرسکتا ہوں۔"

"وہ بھوشن کی کوئی داشتہ بھی ہوسکتی ہے۔" ندیم نے تلملا کر جواب دیا۔ "اپنا انتقام تمہارے ہاتھوں پورا ہوجانے کے بعد وہ پولیس کو یہ بیان بھی دے سکتی ہے کہ تم نے زبردستی اسے اپنے ساتھ جانے پر مجبور کیا تھا۔ قانون کی نگاہوں میں اس کی حیثیت عینی گواہ جیسی ہوگی۔ اس لیے اس کا کوئی بیان تمہیں پھانسی کے پھندے تک۔۔۔"

"سناپ اٹ پلیز۔" میں نے اکتا کر تیزی سے کہا۔ "کسی فرضی کہانی کو اتنا طول بھی مت دو کہ اس پر حقیقت کا گمان ہونے لگے۔"

"کیا مطلب؟" ندیم نے چونکتے ہوئے مجھے وضاحت

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

طلب نظروں سے دیکھا۔

"میرے ساتھ کوئی لڑکی وڑکی نہیں تھی۔" میں نے سنجیدگی اختیار کرلی۔ "میں نے اس معاملے میں اتنی رازداری برتی تھی کہ کریم کو بھی اپنے ساتھ نہیں لے گیا تھا۔"

"کیا تم سچ بیانی سے کام لے رہے ہو؟" ندیم کی نظریں بدستور میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"سو فی صد۔"

"یہ میرے لیے دوسری حیرت انگیز اطلاع ہے۔"

"پہلی اطلاع کیا تھی؟"

"وہی لڑکی جسے تمہارے ساتھ بھوشن کے پرسنل آفس میں داخل ہوتے دیکھا گیا تھا اور دوسری اطلاع یہ ہے کہ تمہارے وہاں سے نکلنے کے پندرہ منٹ بعد ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سراج بھی وہاں گیا ہے لیکن اس وقت بھوشن اپنے آفس میں موجود نہیں تھا۔ مس کامنی دت کے بیان کے مطابق وہ دو گھنٹے پہلے ہی دفتر سے رخصت ہو چکا تھا۔"

ندیم کی سنجیدگی کو دیکھ کر مجھے بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔ کسی لڑکی کا میرے ساتھ ہونا مذاق ہو سکتا تھا مگر بھوشن کو میں نے پورے ہوش و حواس میں قتل کیا تھا اس لیے کامنی دت کا یہ بیان کہ وہ دو گھنٹے پہلے کہیں جا چکا تھا یقیناً حیرت انگیز تھا۔ ممکن ہے اس نے کسی خاص مصلحت کی بنا پر دروغ گوئی کی ہو لیکن کیوں؟ کیا وہ بھوشن کے قتل کی تشہیر نہیں چاہتی تھی یا پہلے سے دی گئی کسی ہدایت کی بنا پر اس نے وہ بیان دیا تھا؟ میرے ذہن میں مختلف سوالات ابھر رہے تھے۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" ندیم نے میری چہرے کے بدلتے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے سوال کیا۔

"سوچ رہا ہوں کہ کامنی دت نے سراج سے بھوشن کے بارے میں غلط بیانی کیوں کی۔"

"ہو سکتا ہے کہ بھوشن مرا نہ ہو یا بروقت طبی امداد سے بچ گیا ہو اور اس نے اپنے اوپر کیے جانے والے خونی حملے کو اخبارات کی زینت بننے سے روکنے کی خاطر اپنے اسٹاف کو مخصوص ہدایت کی ہو۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟" میں نے تیزی سے کہا۔ "میرے آٹومیٹک سے نکلی ہوئی تینوں گولیاں اس کے سینے میں پیوست ہوئی تھیں اور وہ سجدے کی کیفیت میں اپنی میز پر ڈھیر ہو گیا تھا۔ دوسری شکل میں اگر فرض کرلیا جائے کہ اسے فوری امداد نے موت کے منہ سے بچا لیا تھا تو بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اتنی جلدی ہوش میں کس طرح آ گیا؟"

"ایک بات اور بھی ممکن ہو سکتی ہے۔" ندیم نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے بھوشن نے محض اپنی موت کا ڈرامہ رچایا ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"بلٹ پروف کے امکانات کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ بھوشن نے بھی کسی جاسوسی فلم کے ہیرو کی طرح لباس کے اندر بلٹ پروف جیکٹ پہن رکھی ہو جس کے درمیان کسی جانور کے خون کی تھیلی بھی موجود ہو۔ فلمی دنیا میں ایسے سین آئے دن پکچرائز کیے جاتے ہیں۔"

"لیکن۔"

"تم بھوشن سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔" ندیم نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں نے تمہیں پہلے بھی یہ بات باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ وہ کراس بریڈ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ چالاک اور عیار واقع ہوا ہے۔"

"بلٹ پروف والی بات مانی جا سکتی ہے لیکن یہ بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکی کہ جب قدم قدم پر اس کے شکاری کتے موجود تھے تو انہوں نے واپسی میں مجھے روکنے کی کوشش کیوں نہیں کی تھی؟"

"ہو سکتا ہے کہ وہ اس حملے کا جواب ذاتی طور پر دینا چاہتا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے وہ لڑکی جو تمہارے ساتھ تھی۔"

"وہاٹ نان سینس۔" میں جھلا گیا۔ "میرے ساتھ کوئی لڑکی نہیں تھی۔"

"آئی سی۔" ندیم نے پرخیال انداز میں جواب دیا۔ "گویا اس خوب صورت لڑکی کا کردار تمہاری کالکا رانی نے اس طرح انجام دیا کہ وہ تمہاری نگاہوں سے اوجھل رہی لیکن دوسرے اسے دیکھتے رہے۔"

ندیم کے اس خیال نے مجھے چونکا دیا۔ لیڈی مکلارنس نے بھی یہی کہا تھا کہ بھوشن کے مقابلے میں کالکا میرے ساتھ دوغلی پالیسی اختیار کر سکتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ گیتا کی بھٹکتی ہوئی آتما نے بھی مجھے اس بات کا یقین دلایا تھا کہ کالکا بھوشن کے قتل کے سلسلے میں اس کا راستہ کاٹنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گی اگر گیتا کا بیان سچ تھا تو پھر وہ لڑکی کون تھی جسے میرے ساتھ بھوشن کے پرسنل آفس میں داخل ہوتے دیکھا گیا تھا؟ یہ بات بھی اپنی جگہ سو فی صد درست تھی کہ بھوشن کے آفس میں گیتا ہی کی آواز نے مجھے تلقین کی تھی کہ اپنا کام پورا کر کے جتنی جلدی ممکن ہو سکے وہاں سے نکل جاؤں۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ واپسی میں بھی میرے لیے راستہ صاف کرنے کی کوشش کرے گی۔ یہ بات بھی قرین قیاس تھی کہ بھوشن نے جگہ جگہ نصب کیمرے کی خفیہ نگاہوں سے میری پوری فلم تیار کرائی ہو اگر اس فلم میں وہ منظر بھی محفوظ ہو چکا تھا جب میں نے بھوشن پر وار کیا تھا تو وہ میرے خلاف سب سے اہم ثبوت ثابت ہو سکتا تھا۔ حالات نے ایک ایسے معمے کی سی پراسرار صورت اختیار کرلی تھی جس نے میرے ذہن کو بری طرح الجھا

دیا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" ندیم نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"اس لڑکی کے بارے میں غور کر رہا ہوں جو میرے ساتھ ہونے کے باوجود مجھے نظر نہیں آ رہی تھی۔"

"کیا کالکا نے تمہیں بھوشن کے سلسلے میں بھڑکانے کی کوشش کی تھی۔"

"نہیں۔ اس نے مجھے کچھ دنوں تک بھوشن سے دور رہنے کا مشورہ دیا تھا۔"

"اس کے باوجود تم نے وہاں جانے کی غلطی سے پرہیز نہیں کیا؟" ندیم نے تلملا کر جواب دیا۔

"کیا تمہارے آدمی بھی میری نگرانی کر رہے تھے؟" میں نے پوچھا۔

"میرے علاوہ بھوشن کے غنڈے بھی گاڑیاں بدل بدل کر تمہارے پیچھے سائے کی طرح لگے ہوئے تھے۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ بھوشن نے آج کل اپنی حفاظت کے لیے بدمعاشوں اور ہسٹری شیٹرز کی پوری فوج جمع کر رکھی ہے۔ اسے یقیناً اپنے آدمیوں کے ذریعے تمہاری نقل و حرکت کی رپورٹ لمحہ لمحہ مل رہی ہوگی۔ خود تمہارے بیان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بھوشن نے تمہیں بڑی کامیابی سے ٹریپ کرنے کا پلان مرتب کیا تھا۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"تم نے خود ہی کہا تھا کہ کامنی دت نے تمہیں دس منٹ تک اپنے آفس میں انتظار کرنے کو کہا تھا۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

"بھوشن بغیر اپوائنٹ منٹ کے کسی سے بھی ملاقات کرنے کا عادی نہیں ہے۔ تمہارے سلسلے میں دی جانے والی رعایت یقیناً کسی مصلحت کی بنا پر ہی کی گئی ہوگی۔"

"میں نے تمہارے کیسینو میں جس خاتون کو دیکھا تھا کیا تم اس کے بارے میں مجھے کچھ تفصیل بتانا پسند کرو گے؟"

"کیا مطلب؟" ندیم نے وضاحت طلب نظروں سے مجھے گھورا۔ "تم خواہ مخواہ اس خاتون کو درمیان میں گھسیٹنے کی کوشش کیوں کر رہے ہو۔"

"اس لیے کہ وہ سو فی صد وہی تھی جسے میں نے کامنی دت کے روپ میں دیکھا تھا۔"

"فی الحال تم سراج کو فون کرلو۔" ندیم نے میری بات کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "اس کا فون تمہارے لیے دوبارہ آ چکا ہے۔"

پھر قبل اس کے کہ میں فون کرتا موبائل کی گھنٹی بجی اور میں نے اسے اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

اعتبار ساجد کی ہنستی مسکراتی
ہوئی شگفتہ تحریروں کا نیا انتخاب
قلم کاریاں
قیمت: -/75 روپے
مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

"میں سراج بول رہا ہوں۔" دوسری جانب سے سراج کی آواز ابھری۔ "میں ایک ضروری کام میں پھنس گیا تھا اس لیے پروگرام کے مطابق چھ بجے نہیں پہنچ سکا لیکن جس وقت میں وہاں گیا تو آپ پندرہ منٹ پہلے ہی جا چکے تھے۔"

"اس کی اطلاع آپ کو کس نے دی تھی؟"

"بھوشن کی پی اے کامنی دت نے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ آپ بھوشن سے ملنے کے لیے گئے تھے لیکن بھوشن اس وقت دفتر میں موجود نہیں تھا چنانچہ آپ واپس لوٹ گئے۔"

"جی ہاں۔ یہی ہوا تھا۔" میں نے سراج کی معلومات کو چیلنج کرنے کی کوشش نہیں کی لیکن میرا ذہن اس کی بات سن کر چکرا ضرور گیا تھا۔ کامنی دت کی شخصیت میرے لیے اور پراسرار ہو گئی۔ اس نے سراج کو جو معلومات فراہم کی تھیں وہ سراسر جھوٹ اور غلط بیانی پر مبنی تھیں۔

"یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ بھوشن سے آپ کی ملاقات نہیں ہو سکی۔" سراج نے سنجیدگی سے کہا۔ "میرے ڈیوٹی جوائن کرنے کے بعد اگر بھوشن کے ساتھ کوئی حادثہ رونما ہو جاتا تو وہ میرے لیے پریشانی کا سبب بھی بن سکتا تھا۔"

"میں نے اسی لیے آپ سے درخواست کی تھی کہ اپنے فرض کو میری دوستی پر ترجیح دینے کی کوشش نہ کیجیے گا۔ میں

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ کو کسی پریشانی کا سامنا ہو۔"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے اچانک بھوشن سے ملاقات کرنے کا فیصلہ کس وجہ سے کیا تھا؟"

"مجھے کچھ تجارتی معاملات پر اس کے ساتھ ڈسکشن کرنا ضروری تھا۔" میں نے جواز پیش کیا۔ "آپ کو اطلاع دینے کا مقصد صرف یہی تھا کہ کسی حادثے کی صورت میں آپ کو تفتیش میں آسانی ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ آپ نے اپنی ملاقات کی اطلاع دیتے وقت یہ بھی ہدایت کی تھی اس کی بھنک کسی تیسرے شخص کو نہیں ملنی چاہیے۔"

"میں نے جس تجارتی امور پر بھوشن سے ملاقات کا فیصلہ کیا تھا اس کی نوعیت کچھ اتنی اہم تھی کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ دوسرے اس سے باخبر ہو سکیں۔" میں نے بڑی خوب صورتی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "آپ کو اس کی اطلاع میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر کی تھی۔"

"کیا آپ نے عارفہ کی جگہ پر کسی نئی سکریٹری کو اپوائنٹ کیا ہے؟"

"میں سمجھا نہیں؟"

"میرے آدمیوں کی اطلاع کے مطابق آپ ایک لڑکی کے ساتھ بھوشن سے ملاقات کرنے گئے تھے؟"

میرا ذہن کسی لڑکی کے ذکر پر دوبارہ چکرا کر رہ گیا۔ میں نے بڑی خوب صورتی سے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"وہ صرف ایک دن کے لیے بیرون ملک سے یہاں آئی تھی۔ دراصل جس تجارتی معاملے پر میں نے بھوشن سے ملاقات ضروری سمجھی تھی اس میں وہ لڑکی بھی بیرون ملک کی ایک تجارتی فرم کی جانب سے شرکت کی غرض سے آئی تھی اور ملاقات کے بعد واپس چلی گئی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں پھر آپ سے کسی وقت مل کر بات کروں گا۔" سراج نے کہا پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔

میرا ذہن بدستور چکرا رہا تھا۔ میں اس لڑکی کے بارے میں غور کر رہا تھا جس نے میرے ساتھ سفر کیا تھا لیکن میری نگاہیں اسے نہیں دیکھ سکی تھیں۔ ندیم میرے چہرے کے بدلتے تاثرات کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"بھوشن کے بارے میں تمہارے آدمیوں نے کیا اطلاع دی ہے؟" میں نے ندیم سے دریافت کیا۔ "اگر وہ حقیقتاً میرے فائر سے مرا نہیں تھا صرف زخمی ہوا تھا تو یقیناً اس وقت کسی اسپتال میں زیر علاج ہوگا۔"

"یہی بات سب سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ میرے آدمیوں نے بھی اس عمارت سے کسی زخمی کو باہر جاتے نہیں دیکھا تھا۔" ندیم نے جواب دیا۔ "صرف بھوشن کے فرم کی ایک ڈلیوری وین تمہارے جانے کے بعد اس عمارت سے باہر نکلی تھی۔"

"کیا اس وین کا پیچھا نہیں کیا گیا؟" میں نے تیزی سے سوال کیا۔

"نہیں۔"

"برا ہوا۔" میں نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ بھوشن نے لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کی خاطر اس وین کے استعمال کو ترجیح دی ہو۔"

"لیکن ایسی صورت میں یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ اس نے چوروں کی طرح فرار ہونے کی کوشش کیوں کی۔"

"ولد الحرام قسم کے گھٹیا لوگ اسی قسم کی پلاننگ کرتے ہیں۔" میں غصے سے تلملا اٹھا۔

"فکر مت کرو۔" ندیم نے مجھے تسلی دینے کی کوشش کی۔ "میرے آدمی بہت جلد اس بات کا سراغ لگالیں گے کہ اصلیت کیا ہے۔"

پھر نسیم کے آجانے کی وجہ سے گفتگو کا وہ سلسلہ برقرار نہ رہ سکا۔

☆

بھوشن کے قتل کا معاملہ میرے لیے پریشانی کا سبب بن گیا تھا۔ ندیم نے اس ضمن میں جو رویہ اختیار کیا تھا اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ بھوشن عدم آباد کے سفر پر جانے کے بجائے ابھی تک زمین کے سینے پر مونگ دل رہا ہے لیکن اگر وہ زندہ تھا تو کہاں چھپا بیٹھا تھا؟ اس نے خاموشی کس لیے اختیار کر رکھی تھی؟ ہو سکتا تھا کہ ندیم کے آدمیوں نے اس کا سراغ لگانے کے بعد ندیم کو اصل صورت حال سے آگاہ کر دیا ہو اگر یہ بات درست تھی تو پھر ندیم نے مجھے اندھیرے میں کیوں رکھا تھا؟ اس نے کامنی دت کے بارے میں بھی اس بات کو ماننے سے قطعی انکار کر دیا تھا کہ وہ اس سے کسی بھی حیثیت میں واقف ہے جبکہ میں خود اپنی نگاہوں سے اسے ندیم کے ساتھ دیکھ چکا تھا۔ مجھے اس کا ایک جملہ بھی بخوبی یاد تھا۔ ندیم نے اس سے کہا تھا کہ۔ "تمہاری ایک معمولی سی غلطی بھی بڑی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔" اور جواب میں خاتون نے خود اعتمادی سے کہا تھا۔ "ڈونٹ وری تم نے مجھے تفصیل بتا دی ہے اب باقی کام میرا ہے۔ رہا نفع یا نقصان تو وہ اب میری ذمے داری ہوگی۔" ان تمام یادداشتوں کی بنیاد پر یہی سوچا جا سکتا تھا کہ میں نے ندیم کے کیبن میں جس خاتون کو دیکھا تھا وہی کامنی دت کا کردار ادا کر رہی تھی اور اگر یہ سچ تھا تو پھر اصل کامنی دت کہاں تھی؟ ندیم کو مجھ سے بھی یہ بات چھپانے کی کیا ضرورت تھی؟

میں بڑی دیر تک حالات اور واقعات کے پیچ و خم میں الجھا رہا پھر کسی خیال سے میں نے ریسیور اٹھایا اور بھوشن کی پی اے کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ دوسری طرف سے اسی کی آواز سنائی دی تھی۔

"کامنی دت آن دی لائن۔"

"میرا خیال ہے کہ تم میری آواز سننے کے بعد مجھے پہچان لو گی؟"

"سوری۔ میں فضول کالوں کا جواب دینا پسند نہیں کرتی۔"

"ون منٹ۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "میں شہباز خان بول رہا ہوں۔ جس نے کل غلطی سے مسٹر بھوشن سے ملاقات کے وقت احمد کمال کا وزیٹنگ کارڈ اندر بھیج دیا تھا۔"

"اوہ۔ مجھے یاد آگیا۔" کامنی دت نے سرد مہری سے جواب دیا۔ "آپ کی اس غلطی کا خمیازہ بعد میں مجھے بھگتنا پڑا تھا۔ اتفاق ہی تھا جو باس نے مجھے معاف کر دیا ورنہ عام طور پر وہ اس قسم کی غلطیاں معاف کرنے کا عادی نہیں ہے اور جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو میں پورے وشواس سے کہہ سکتی ہوں کہ آپ نے جان بوجھ کر مجھے غلط وزیٹنگ کارڈ دیا تھا۔"

"آپ اتنے یقین سے کس طرح کہہ سکتی ہیں؟"

"آپ شاید بھول رہے ہیں کہ کارڈ دیکھنے کے بعد میں نے آپ کو احمد کمال ہی کے شبہ نام سے مخاطب کیا تھا مگر آپ نے اس سے بھی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کی وجہ پوچھ سکتی ہوں؟" اس کے لہجے میں برہمی کا انداز تھا۔

"میں معافی چاہتا ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا پھر پہلو بدل کر بولا۔ "میرے جانے کے بعد مسٹر بھوشن نے آپ سے کیا کہا تھا؟"

"یہی کہ اگر دوبارہ مجھ سے ایسی کوئی غلطی ہوئی تو وہ کھڑے کھاٹ مجھے ملازمت سے نکال باہر کریں گے۔ اس کے علاوہ ایک حکم اور بھی دیا تھا اگر آپ دوبارہ دفتر کے کسی کونے کھدرے میں پائے جائیں تو آپ کو ملازموں سے اٹھوا کر باہر پھکوا دیا جائے۔"

"مس کامنی دت۔ تم اتنی ہوشیار نہیں ہو جتنا بننے کی کوشش کر رہی ہو۔" میں نے قدرے ناگوار انداز میں کہا۔ "میرے جانے کے بعد ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر سراج نے بھی بھوشن سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن تم نے اسے یہ بتایا تھا کہ بھوشن دو گھنٹے سے آفس میں موجود نہیں ہے۔ کسی کام سے گیا ہوا ہے۔"

"یس۔ میں نے اس پولیس آفیسر سے یہی کہا تھا اس لیے کہ باس نے مجھے یہی حکم دیا تھا۔"

"کیا تم پورے یقین سے کہہ سکتی ہو کہ میرے جانے کے بعد بھی تم بھوشن سے ملی تھیں؟"

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔" اس نے حقارت سے جواب دیا پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔

میں تلملا کر رہ گیا۔ مجھے کامنی دت کی باتوں کا یقین نہیں آرہا تھا۔ میں نے بھوشن کو اپنی نگاہوں سے دم توڑتے دیکھا تھا پھر وہ دوبارہ کس طرح زندہ ہو گیا؟ کیا ندیم کے خیال کے مطابق بھوشن نے واقعی بلٹ پروف جیکٹ پہن رکھی تھی اور پھر میرے جانے کے بعد اس نے تمام واقعات کو ڈرامائی شکل دینے کی خاطر اپنے ماتحتوں کو مختلف ہدایتیں دی تھیں؟ اصلیت کیا تھی؟ ندیم کے گفتگو کا انداز بھی ایسا ہی تھا جیسے اس نے ذہنی اور منطقی طور پر بھوشن کا میرے ہاتھوں مارے جانے والی بات قبول نہیں کی تھی لیکن ایسا کیوں تھا؟ کیا ندیم کو اصلیت کا علم تھا۔ جسے وہ کسی خاص وجہ سے مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا؟

فون کی گھنٹی بجی تو میں نے ذہن کو جھٹک کر ریسیور اٹھالیا۔

"شہباز اسپیکنگ۔" میں نے ماؤتھ پیس میں سنجیدگی سے کہا۔

"سراج بول رہا ہوں۔" دوسری جانب سے سراج کی آواز ابھری۔

"کوئی نئی بات؟" میں نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ بھوشن کے پرسنل آفس والے اور خاص طور پر مس کامنی دت ہمیں تاریکی میں رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"میں ابھی بھوشن کے آفس سے آرہا ہوں۔ دراصل میں سیاسی نکتہ نگاہ سے بھوشن سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ اپنے علاقے میں میری تعیناتی کو کوئی غلط رنگ نہ دے اور ہم اس کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اپنا کام جاری رکھیں۔"

"آئی سی۔ کیا بھوشن سے آپ کی ملاقات ہوئی؟" میں نے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے سوال کیا۔

"جی نہیں۔ بھوشن کے بزنس منیجر کا بیان ہے کہ وہ دو روز پہلے کسی چھوٹی دورے پر گیا ہے اور اس کی واپسی ایک ہفتے بعد ہی ہو سکے گی۔"

"کیا مطلب؟" میں چونکا۔ "کل تو مس کامنی دت نے آپ سے کچھ اور کہا تھا؟"

"اسی کی تصدیق کی خاطر میں آج بھی اس سے ملا۔ جانتے ہیں اس نے کیا جواب دیا؟"

"کیا؟"

"اس نے سرے سے اس بات کو ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ میں پہلے بھی کبھی اس سے ملا ہوں۔ بھوشن کے

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

بارے میں بھی اس نے کھل کر کچھ نہیں کہا۔ میرے استفسار کرنے پر اس نے بے رخی سے یہی جواب دیا تھا کہ وہ بھوشن کے پرسنل اور بزنس کے معاملات میں اس کی مرضی کے بغیر کسی کو کوئی انفارمیشن نہیں دے سکتی۔"

"پھر؟" میں نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔ "آپ کس نتیجے پر پہنچے ہیں؟"

"میرا ذاتی خیال ہے کہ بھوشن اسی شہر میں کہیں موجود ہے لیکن کسی خاص مصلحت کی بنا پر وہ وقتی طور پر روپوش ہو گیا ہو۔"

"کیا آپ ایئرپورٹ انکوائری یا کسی اور ذریعے سے بھوشن کے باہر جانے والی بات کی تصدیق نہیں کر سکتے۔"

"جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ اس نے کس کمپنی سے سفر اختیار کیا ہے اس قسم کی خبر کی تصدیق تقریباً نہیں کر سکتے۔"

"اس کے انڈر گراؤنڈ ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟"

"میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر سکتا لیکن واقعات کے پیش نظر ایک بات ضرور کہہ سکتا ہوں۔" سراج نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "اگر آپ نے بھوشن کے آفس جانے میں جلد بازی نہ کی ہوتی تو شاید۔"

"گویا آپ مجھے موردِ الزام ٹھہرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" میں جھلا گیا۔

"بات کو غلط رنگ دینے کی کوشش نہ کریں مسٹر شہباز۔" سراج نے تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ "میری بھوشن کے علاقے میں تعیناتی اور آپ کا اسی روز اس کے دفتر جانا بھوشن جیسے عیار اور دغاباز آدمی کے لیے یقیناً تشویش ہی کا باعث بنا ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اسی بات سے الجھ گیا ہو کہ اس کی مخالفت کے باوجود میری تعیناتی اسی کے علاقے میں کیوں کر ممکن ہوئی اور وہ مجھے یہاں سے ہٹوانے کی خاطر اپنا جوڑ توڑ استعمال کر رہا ہو۔"

سراج کی بات میں وزن تھا۔ بھوشن نے بھی ملاقات کے دوران مجھ سے یہی کہا تھا کہ میں سراج کی اس کے علاقے میں تعیناتی سے کسی خوش فہمی کا شکار نہ ہوں۔ یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ اگر وہ چاہے تو سراج کو دوسری دنیا کے سفر پر بھی روانہ کر سکتا ہے لیکن اگر اسے اپنے اوپر اس قدر اعتماد تھا تو پھر اسے انڈر گراؤنڈ جانے کی کیا ضرورت تھی؟ صورت حال کچھ ایسی شکل اختیار کر چکی تھی کہ ڈور کا کوئی سرا نہیں مل رہا تھا۔ بہرحال میں نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"بھوشن آپ کے فوری تبادلے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔"

"ایک بات پوچھوں مسٹر شہباز۔ کیا آپ نے میری چھٹی منسوخ کرانے اور فوری ڈیوٹی جوائن کرنے کی خاطر مسز سلیمان شاہ سے تو کوئی بات نہیں کی تھی؟"

"وہ بہت اونچی شے ہے سراج صاحب اگر چاہے تو بھوشن کو بھی ہمارے راستے سے ہٹا سکتی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"ایک بار اس نے مجھے اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن میں نے اس کی پیشکش کو قبول نہیں کیا۔ میں ان شکاریوں میں سے نہیں ہوں جو مچان پر بیٹھ کر شیر کا شکار کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔"

"اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟"

"فی الحال ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ بھوشن کہاں ہے اور مس کامنی دت کس قسم کا کردار ادا کر رہی ہے۔"

"میں نے اپنے قابلِ اعتماد ماتحتوں کو پہلے ہی ضروری ہدایات جاری کر دی ہیں۔"

"میں خاص طور پر کامنی دت کی اصلیت جاننا چاہتا ہوں۔" میں نے سراج کو فون پر اس سے ہونے والی گفتگو بتاتے ہوئے کہا۔ "اس نے بڑے یقین سے کہا تھا کہ میرے جانے کے بعد وہ بھوشن سے ملی تھی لیکن اس کے برعکس اس نے آپ کو دوسرا بیان دیا۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ بھوشن کے بارے میں یہ بات بھی ضرور جانتی ہوگی کہ وہ کہاں ہے۔"

"میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے کہ کامنی دت بھوشن ہی کے بل بوتے پر اچھل رہی ہے۔ بہرحال میں آپ سے کسی وقت ملاقات کر کے آئندہ کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کروں گا۔"

سراج سے بات ختم کرنے کے بعد میرا ذہن پھر بھوشن اور کامنی دت کے سلسلے میں الجھنے لگا۔ گیتا کی آتما نے مجھ سے دوبارہ ملنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی اگر وہ بھوشن ہی تھا جسے میں نے گولیوں کا نشانہ بنایا تھا تو پھر گیتا کی روح دیوتاؤں کے حکم کے بموجب واپس آسمان کی جانب لوٹ گئی ہوگی اور اگر بھوشن زندہ تھا تو پھر گیتا کی بھٹکتی ہوئی آتما نے مجھ سے دوبارہ ملنے سے کیوں گریز کیا تھا؟ ندیم اور اس کے آدمی کس لائن آف ایکشن پر کام کر رہے تھے؟ کیا ندیم بھی مجھ سے کوئی اہم بات چھپانے کی کوشش کر رہا تھا؟ میری ذہنی جمناسٹک ابھی جاری تھی کہ مجھے اپنے آفس میں کسی غیری شخصیت کی موجودگی کا احساس ہوا میں نے تیزی سے نگاہوں کا زاویہ بدل کر دیکھا۔

دروازے پر کاکا انتہائی گھناؤنے روپ میں کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں سے حقارت کے شعلے لپک رہے تھے۔ میں نے اس سے پہلے کاکا کو اتنی غضب ناک حالت میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

بڑی دیر تک وہ مجھے خون آلود نظروں سے گھورتی رہی، اس کے تیور ہر لمحہ خطرناک سے خطرناک تر ہوتے جا رہے تھے۔ میری سمجھ میں اس کی خفگی کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں نے صندلی انگوٹھی کی سمت دیکھا وہ بدستور میرے ہاتھوں میں موجود تھی۔ کمبل پوش بزرگ مجھ پر ناراض تھے۔ میرا دل اب بھی اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ اس صندلی انگوٹھی کے سبب کاکا نہ تو میرے قریب آ سکے گی نہ ہی مجھے کوئی نقصان پہنچا سکے گی۔ اسی یقین کے تحت میں نے اپنے دل کو تسلی دی، کچھ دیر کاکا کے تیزی سے بدلتے ہوئے تیور کو دیکھا، اس وقت وہ چوبے حد بھیانک نظر آ رہا تھا۔ اس کی جلد کی رنگت کوئلے سے بھی زیادہ سیاہ تھی۔ بال بری طرح الجھے ہوئے تھے اور ہونٹوں پر گاڑھا گاڑھا خون بھرا ہوا تھا۔ کاکا نے مجھ سے کہا تھا کہ اس کے کئی روپ ہیں۔ اس سے پیشتر بھی میں اسے خوفناک روپ میں دیکھ چکا تھا۔ اس کا موجودہ روپ بھی کراہت آمیز تھا۔

"کیا بات ہے کاکا رانی۔" میں نے سپاٹ لہجے میں گفتگو کی پہل کی۔ "یہ تم اس وقت اس قدر خطرناک صورت میں کس لیے وارد ہوئی ہو؟"

"تمہیں یہ بتانے کے کارن کہ اگر کاکا تمہارے لیے رحم کی دیوی اور خوبصورت سندر ناری کی شکل اختیار کر سکتی ہے تو وہ تمہیں کالی کے روپ میں ایسا شراپ بھی دے سکتی ہے کہ تم سارا جیون سکھ کی ایک سانس بھی نہ لے سکو۔"

"کاکا۔" میں نے گربہ مسکین روزِ اول کے اصول پر عمل کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "تم اس وقت بڑی اونچی ہواؤں میں اڑتی دکھائی دے رہی ہو۔ کیا میرے ساتھ بھی کوئی کھیل رچانے کا سوچ رہی ہو؟"

"اتنے اونچے سروں میں کاکا کے سامنے مت بولو شہباز خان۔" وہ ہونٹوں کا خون چاٹتے ہوئے سرد لہجے میں بولی۔ "تمہیں ابھی کاکا کی شکتی کا صحیح اندازہ نہیں ہے۔"

"مجھے اس کا اندازہ ہے۔" میں نے استہزائیہ انداز میں کہا۔ "تمہاری مہان شکتی کا ایک رنگ میں اس وقت دیکھ چکا ہوں جب پنڈت جسی دھر پہاڑی گپھاؤں میں بیٹھا تمہیں اپنے قابو میں کرنے کی خاطر جاپ کر رہا تھا۔"

"پنڈت جسی دھر کا شبھ نام اپنی زبان پر مت لاؤ۔ اس کی بات اور تھی۔ اسے دیوی دیوتاؤں کا آشیرباد حاصل تھا۔"

"لیکن تمہیں دیوی دیوتاؤں نے نہیں، میں نے اس پنڈت کی داسی بننے سے نجات دلائی تھی۔"

"تم یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ میں نے شنکر جیسے پاپی کو کس طرح نرک میں جھونک دیا تھا۔"

"ہاں۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم ابھی تک لیڈی ملا رنس سے اپنی وہ مورتی حاصل نہیں کر سکیں جو اس کے قبضے میں ہے۔"

"کاکا کی شکتی دیکھنا چاہتے ہو؟" وہ ناگن کی طرح بل کھا کر بولی۔

"تم میرے ہاتھوں داور اور کومل ورما کا انجام بھی دیکھ چکی ہو۔" میں نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"میں نے بہت کچھ دیکھ رکھا ہے شہباز خان۔" اس کا لہجہ خطرناک ہو گیا۔ "پر تم اس شکتی کے مالک نہیں رہے جو چھایا بن کر تمہاری حفاظت کر رہی تھی۔"

"کیا مطلب؟" میں چونکا۔

"ہمارے بیچ جو دیوار کھڑی ہے ابھی میں اس کے پار نہیں دیکھ سکتی لیکن اتنا اوش جانتی ہوں کہ تم نے اس مہان شکتی کو ناراض کر دیا ہے۔"

"پھر تو تمہیں اس کا سبب بھی معلوم ہوگا۔" میں نے بے پرواہی کا مظاہرہ کیا۔

"ہاں۔ اس کا کارن ماہ رخ کا سندر شریر ہے جس سے تم نے اپنے من کی پیاس بجھائی ہے۔" کاکا نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "وہ پوتر مہان شکتی جو دھرم اور تمہارے پرکھوں کے کارن تمہاری سہائتا کر رہی تھی وہ تمہارے اور ماہ رخ کے شریر کے ملاپ پر تم سے روٹھ گئی ہے۔"

ایک لمحے کے لیے مجھے احساس ہوا کہ کاکا نے اس طاقت کا راز معلوم کر لیا ہے جو بادلوں کی طرح میرے سر پر قائم تھی، ماہ رخ کے سلسلے میں مجھ سے جو بھی لغزش ہوئی تھی اس کا سبب بھی خود کاکا تھی۔ شاید اسی لیے اس نے مجھے بڑے مکر و فریب سے ماہ رخ کے اس کمرے تک پہنچا دیا تھا جہاں گناہ سر ابھار رہا تھا لیکن میں اس بات کو نہیں مان سکتا تھا کہ کفر کی ناپائیدار قوت کسی خدا کے برگزیدہ بندے کی طاقت کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ کاکا کی لفاظی محض اس کے خیالات کی پیداوار بھی ہو سکتی تھی۔ غالباً میری اور ماہ رخ کی تصویروں کا وہ دوسرا سیٹ بھی کاکا نے اپنے طاغوتی قوتوں سے تیار کر لیا تھا جو مجھے ڈاک سے موصول ہوا تھا۔

"کس دھیان میں گم ہو گئے بھولے بادشاہ؟" کاکا نے میرا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔ "کیا میں نے کچھ جھوٹ کہا ہے جو تمہارے حلق کے نیچے نہیں اتر رہا۔"

"میں تمہاری چال کو سمجھ چکا ہوں کاکا رانی۔" میں پہلو بدل کر بولا۔ "تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے۔"

"ایسا مت کہو شہباز خان، جو گندگی تمہارے شریر پر لگ چکی ہے اس میں تمہاری اپنی مرضی بھی شامل تھی۔ اب اس داغ کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔"

"مجھے معلوم ہے، تم نے اپنی کالی قوتوں سے مجھے اپنے

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

خوبصورت جال میں پھانسنے کی کوشش کی ہے لیکن تمہارا یہ جادو زیادہ دیر نہیں چل سکے گا۔"

"اب تم بڑی بڑی باتیں کرنا سیکھ گئے ہو، پر یہ بھی میری شکتی کا چمتکار ہے۔"

"اس وقت تم کیا کہنے آئی ہو؟"

"کیا تم اس کا اندازہ میرے روپ سے نہیں لگا سکتے؟"

"تمہارے تو بہت سارے روپ ہیں۔ میں تمہیں ناگن کے روپ میں بھی دیکھ چکا ہوں۔"

"پھر تو تمہیں یہ بھی یاد ہوگا اس روپ نے شنکر کو اس طرح ڈسا تھا کہ وہ پانی بھی نہیں مانگ سکا تھا۔"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس وقت تم کس وجہ سے مجھ سے بدلے ہوئے لہجے میں بات کر رہی ہو؟" میں نے موضوع بدل دیا۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ ابھی بھوشن سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا لیکن تم نے میرا کہا نہیں مانا۔"

"سمجھا۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ "تم اس سے بھوشن کی موت کا انتقام لینے آئی ہو۔"

"تم بیکار سوچ رہے ہو شہباز خان۔" اس نے نفرت سے جواب دیا۔ "کالکا کا کہا ہمیشہ پورا ہوتا ہے۔ تمہاری اطلاع کے لیے بتا رہی ہوں کہ بھوشن ابھی مرا نہیں۔ زندہ ہے۔"

"اور وہ کون تھا جو میری گولیوں کا نشانہ بنا تھا؟"

"وہ کیول ایک ناٹک تھا جسے تم جیسے نادان بالک نہیں سمجھ سکتے۔" کالکا زہرخند سے بولی۔ "کیا تمہارے اپنوں نے تمہاری بات کا وشواس کر لیا ہے؟"

میرے ذہن کو پھر جھٹکا لگا۔ حالات کے پیش نظر اب میں بھی یہ سمجھنے اور سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ بھوشن نے مجھے دس منٹ انتظار کیوں کرایا تھا۔ شاید کالکا ہی کی پراسرار شکتی نے اسے وہ ڈراما رچانے کا مشورہ دیا ہو۔ ایک لمحہ کو میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ کالکا کی ناراضگی میرے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی تھی لیکن میں اس کے سامنے جھکنے کو بھی تیار نہیں تھا۔

"جو ناٹک خطرناک انداز میں شروع ہو اس کا انجام بھی اتنا ہی خطرناک ثابت ہوتا ہے۔" میں نے بے پرواہی کا مظاہرہ کیا۔ "تم بتاؤ۔۔۔ تم کس مقصد کے لیے مجھے اپنی لال پیلی نگاہیں دکھانے آئی ہو؟"

"مجھ سے الجھنے کی کوشش مت کرو۔" وہ قدرے نرم پڑی۔ "کالکا کل بھی تمہاری تھی اور آج بھی تمہاری ہے لیکن تم اپنے دل سے بھوشن کو مارنے کا خیال نکال دو۔ میں وچن دیتی ہوں کہ موہنی کی طرح اسے بھی کسی موقع پر گھیر کر تمہارے حوالے کر دوں گی۔"

"اور اگر میں تمہارا کہا ماننے سے انکار کر دوں تو؟"

"تو مجھے مجبوراً اس گھڑی تک بھوشن کی سہائتا کرنی ہوگی جب تک اس کے ستارے گردش میں نہیں آ جاتے۔"

"اور تمہاری دشمنی مجھے مہنگی بھی پڑ سکتی ہے۔ کیا یہی بتانے کے لیے تم نے یہ خوفناک روپ اختیار کیا ہے؟"

"کالکا سے پنجہ لڑانے کا خیال دل سے نکال دو۔ اسی میں تمہاری مکتی ہے۔"

"مجھے منظور ہے لیکن ایک شرط پر۔"

"وہ کیا؟"

"تمہیں کچھ دیر کے لیے اپنے سندر روپ میں میری بانہوں میں آنا ہوگا۔"

"نہیں۔" وہ خفگی کے انداز میں نچلا ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ "ابھی یہ نہیں ہو سکتا۔"

"کیوں؟" میں نے اسے آزمانے کی خاطر مسکرا کر پوچھا۔ "جب تمہیں وشواس ہے کہ وہ چھایا جو میرا ساتھ دے رہی تھی مجھ سے روٹھ چکی ہے تو پھر تمہیں خطرہ کس بات کا ہے؟"

"دیوتاؤں نے مجھے بتایا ہے کہ اس شکتی کی کوئی نشانی تمہارے شریر پر موجود ہے اور جب تک وہ نشانی تم سے واپس نہیں چھن جاتی اس کا اثر قائم رہے گا۔"

"مگر تمہیں تو کالی کا آشیرباد حاصل ہے۔" میں نے اسے چھیڑنے کی خاطر کہا۔ "میری بانہوں میں سمٹنے کے بعد تم اپنے سندر ہاتھوں سے اس نشانی کو چرانے کی خاطر میرے بدن کو ٹٹول بھی سکتی ہو جو ابھی تک میرے علم سے باہر ہے۔"

"تم کالکا کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں تمہارا انجام بھی داور اور موہنی جیسا نہ ہو۔"

"بھوشن کے بارے میں تمہارا کیا فیصلہ ہے؟" وہ میری بات کو نظرانداز کر گئی۔

"کیا تم مجھے یہ بتانا پسند کرو گی کہ میں نے جس شخص کو بھوشن سمجھ کر ہلاک کیا تھا وہ کون تھا؟ وہ مرنے کے بعد زندہ کس طرح ہو گیا؟ کامنی دت کا اصل روپ کیا ہے اور بھوشن کے دفتر والوں نے اس کے بارے میں اپنا بیان بار بار کیوں بدلا؟"

"میں تمہیں سب کچھ بتا سکتی ہوں پر تو اس راز کو حاصل کرنے کے لیے تمہیں کامنی کے کومل شریر کو بھی روندنا پڑے گا۔"

"اور اس وقت اس کے جسم کے اندر تمہاری آتما ہوگی۔ کیوں؟"

"نہیں۔" کالکا نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں وچن دیتی ہوں کہ تم جس کامنی دت کی بات کر رہے ہو میں اس کے شریر سے دور ہی رہوں گی۔"

"یہ تم کہہ رہی ہو کالکا رانی۔" میں نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی۔ "تم نے کسی دوسری عورت سے میرے ملاپ کے لیے بڑی کڑی شرط لگائی تھی۔"

"ہاں لیکن میں چاہتی ہوں کہ تمہارے حرز کو بھی بتا سکوں کہ وہ کالکا کے ساتھ چھل کپٹ کرنے میں کبھی نہیں جیت سکتا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے چونک کر پوچھا۔ "کامنی دت کے سلسلے میں تمہیں میرا دوست کس طرح یاد آ گیا۔"

"یہ راز بھی تمہیں کامنی کے شریر سے کھیلنے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔" کالکا کا لہجہ معنی خیز تھا۔

میرے ذہن میں کئی سوالات جاگ اٹھے۔ میں نے ندیم سے بھی کہا تھا کہ میں کامنی کو اس کے کیبنٹ میں دیکھ چکا ہوں لیکن ندیم نے میری بات رد کرنے کی کوشش کی تھی اور اب کالکا اس راز کو جاننے کی خاطر مجھے کامنی سے تعلقات استوار کرنے کا مشورہ دے رہی تھی۔ آخر کیوں؟

"وہ تصویریں مجھے کس نے بھیجی تھیں جو ماہ رخ نے تیار کی تھیں۔" میں نے گفتگو کا رخ پھر تبدیل کرنے کی کوشش کی۔

"کیوں۔ کیا وہ تصویریں تمہارے من کو اچھی نہیں لگیں۔" کالکا نے اپنا پلڑا بھاری رکھنے کی خاطر جواب دیا۔ "ذرا سوچو شہباز خان، اگر وہ منہ بولتی تصویریں سلیمان شاہ کے ہاتھ لگ جائیں تو وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔"

"تم ایسا نہیں کرو گی۔" میں دانت پیس کر بولا۔

"تمہارے پاس کیول ایک ہی راستہ ہے۔" وہ دوبارہ اصل مقصد کی جانب آئی۔ "بھوشن کے سلسلے میں میرا کہا مان لو۔ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو پھر سب کچھ الٹ پلٹ ہو جائے گا۔"

"میں بھوشن جیسے زہریلے ناگ کو اپنی آستین میں نہیں پال سکتا۔"

"چنتا مت کرو۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔" کالکا نے مجھے یقین دلایا۔

"ٹھیک ہے۔" میں نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔ "بھوشن اگر میرے سامنے ہاتھ باندھ کر معافی مانگ لے تو میں وقتی طور پر اسے معاف کر سکتا ہوں۔"

"مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے۔" کالکا نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "بھوشن آج ہی تم سے مل کر شما کی پرارتھنا کرے گا۔"

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ بھوشن کے بزنس منیجر نے سراج کو بتایا ہے کہ بھوشن ملک سے باہر ہے اور اس کی واپسی؟"

"صرف آم کھانے سے مطلب رکھو شہباز خان" پیڑ گننے

کرنا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔" وہ میرا جملہ کاٹتے ہوئے بولی۔ اس کے بعد وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات جاگ اٹھے۔ اس نے تیزی سے گھوم کر چاروں طرف اس انداز میں دیکھا جیسے کہیں قریب ہی اس کے لیے کوئی خطرہ موجود تھا۔ وہ اچانک اپنے وجود میں سمٹ کر رہ گئی۔ پھر میں بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی پھر صندل اور لوبان کی ملی جلی خوشبو ایک طویل عرصے کے بعد میری قوت شامہ سے ٹکرائی تو میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس وقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے کمبل پوش بزرگ کو اپنی نگاہوں کے سامنے کھڑا دیکھا۔ بزرگ ٹیڑھی میڑھی لکڑی کا سہارا لیے وہ مجھے ناپسندیدہ نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

"میرے بزرگ۔" میں نے رقت بھری آواز میں کہا۔ "مجھے ایک عرصے سے آپ کا انتظار تھا۔"

"بک بک مت کر نادان کے کیڑے۔" خدا کے اس برگزیدہ بندے نے بڑی رکھائی سے کہا۔ "لا۔ میری انگشتری مجھے واپس لوٹا دے۔"

"نہیں۔۔۔" میں نے احتجاج کیا۔ "میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر سکتا ہوں لیکن؟"

"اب کیا میرے ساتھ بھی تمسخر کرے گا۔" بزرگ کی نگاہوں میں جلال کی سرخی اتر آئی۔

"میں بے قصور ہوں۔" میں نے ہاتھ جوڑ دیے۔ "مجھ سے جو گناہ سرزد ہوا ہے اس میں میرے ارادے کا کوئی دخل نہیں تھا۔"

"آنکھ بند کر کے ڈبکی لگانے کی کوشش کرے گا تو منہ ہی کے بل زمین پر گر کر غلاظت میں لت پت ہو جائے گا۔"

"میں معافی کا خواستگار ہوں میرے محترم۔ مجھے آپ کی نظر کرم کی ضرورت ہے۔"

"زمین پر تھوک کر اسے چاٹنا شروع کر دے۔ سارے دلدر دور ہو جائیں گے۔"

"آپ کے اشارے میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔" میں نے عاجزی سے کہا۔ "مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ آپ میرا ہاتھ تھام لیں۔ مجھے سیدھا راستہ دکھا دیں۔"

"منہ پر توے کی کالک مل لے کوٹھے پر چڑھ کر ٹھمکا لگانا شروع کر دے۔" بزرگ کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آ گیا۔ ان کا سارا جسم کانپ رہا تھا۔ آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ منہ سے جھاگ نکل رہا تھا۔ میں نے اتنے غصے کی حالت میں خدا کے اس نیک اور مہربان بندے کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"میں توبہ کرتا ہوں۔" میں نے کلمن کہے لیے

"بزرگوں سے تمسخر کر رہا ہے بابا۔" سنبھل جا۔ کشتی ہچکولے کھا رہی ہے اگر ڈوب گئی تو زندگی بھر ہاتھ

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

مٹا رہ جائے گا۔" بزرگ نے بڑی حقارت سے کہا اس کی بات میں کوئی ایسی گہرائی ضرور پوشیدہ تھی جسے محسوس کر کے میں سرتاپا لرز اٹھا۔

"میں سمجھا نہیں میرے محترم!" میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"وقت کیوں ضائع کر رہا ہے۔ لا میری انگوٹھی واپس کر دے۔ اس کے بعد تجھے اختیار ہوگا۔ جو چاہے کرنا۔"

"نہیں۔ نہیں۔ میں انگوٹھی نہیں لوٹاؤں گا۔"

"تو پھر انگوٹھا چوسنا شروع کر دے۔ چمگادڑوں کی طرح درخت سے الٹا لٹک کر چیخنا شروع کر دے۔ آنکھ بند کر کے سورتیوں کے پیچھے دوڑ لگا دے۔ چھل کبڈی کا موقع آجائے تو واسو واپس۔"

میں نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن بزرگ کا سایہ لرز کر فضا میں غائب ہو گیا۔ مجھے اپنے وجود کے اندر کوئی شے ٹوٹتی محسوس ہوئی تھی۔ پھر فون کی گھنٹی بجی تو میں نے دیوانوں کی طرح ریسیور اٹھا لیا۔

"ندیم بول رہا ہوں۔" دوسری جانب سے ندیم کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔ "گھر واپس آجاؤ۔"

"کیوں؟ کیا ہوا؟" میں نے تیزی سے سوال کیا۔ "امی کی طبیعت اب کیسی ہے؟"

"ڈاکٹر اپنی سی کوشش کر رہے ہیں تم جلدی پہنچنے کی کوشش کرو۔"

اور فون میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا، مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے زمین بڑی تیزی سے میرے پیروں تلے سے نکل گئی ہو۔ میں تیزی سے اٹھ کر باہر کی سمت بھاگا۔ کمبل پوش بزرگ کے الفاظ میرے پورے وجود میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے۔

ڈاکٹروں نے ماں کی بیماری کے سلسلے میں تشویش کا اظہار کیا تھا لیکن وہ اسے بچانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ نسیم نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا۔ عارفہ کی آنکھوں سے بھی آنسو کی جھڑی لگ گئی تھی۔ ندیم کی آنکھیں خشک ضرور تھیں۔ لیکن میں اس کے اندر اٹھتے آنسوؤں کے طوفان محسوس کر رہا تھا۔ وہ ہر شخص کو تسلی دے رہا تھا۔ ہر فرد کی ڈھارس بندھا رہا تھا کہ خدا کی مصلحتوں کے آگے انسان کا بس نہیں چلتا۔ قدرت کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ زندگی اس کی عطا کردہ ایک نعمت ہے۔ جسے وہ جب چاہے واپس لے سکتا ہے اس کے حکم کے آگے کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ ندیم ایک ایک کو صبر کی تلقین کر رہا تھا لیکن اسے تسلی دینے والا کوئی نہیں تھا حالات نے اسے اچانک بہت بزرگ اور مدبر بنا دیا تھا۔ اسے بھی ماں کی تشویشناک بیماری کا غم کسی سے کم نہیں تھا۔ لیکن وہ شاید سب کے سامنے کھل کر رونے سے گریز کر رہا تھا۔ لیکن اس کی سوجھتی ہوئی متورم آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ تنہائی میں بلک بلک کر روتا رہا ہے۔

میرے ذہن میں رہ رہ کر کمبل پوش بزرگ کی "کشتی ہچکولے کھانے" والی بات گونج رہی تھی۔ میں نے کئی بار گڑگڑا کر انہیں آواز دی لیکن وہ شاید مجھ سے بہت زیادہ خفا تھے۔ کالکا کی مافوق قوتوں نے میرے خلاف سازش کا جو گھناؤنا جال بنا تھا۔ میں اس کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ لیکن اب حالات نے مجھے اس سازش کے تانے بانے میں پوری طرح الجھا دیا تھا۔ وہ میرے مقابلے پر بھوشن کی طرف داری کر رہی تھی۔ اسے میری پریشانی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ اپنے پجاری دیوتاؤں کو خوش رکھنے پر مجبور تھی۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں بھوشن کو اس وقت تک کے لئے معاف کر دوں جب تک اس کے ستارے گردش میں نہیں آ جاتے۔ اس نے وعدہ کیا تھا سو جتی کی طرح وہ بھوشن کو کسی موقعے پر میرے حوالے کر دے گی۔ میری ضد سے مجبور ہو کر اس نے یہ بھی کہا تھا کہ بھوشن فوری طور پر مجھ سے مل کر ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لے گا۔ لیکن اس کا موقع نہ آ سکا۔ شاید کالکا نے مجھے جھوٹی تسلی دی تھی۔ غالب اس کی گندی طاقت کو علم تھا کہ آگے لئے تقدیر میرے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔ وہ مجھے وعدوں کا بہلاوا دے کر اپنے جال میں پھانسنے کی خواہش مند تھی۔ لیکن کمبل پوش بزرگ کے آ جانے سے خوفزدہ ہو کر فرار ہو گئی تھی۔ خدا کے اس برگزیدہ بزرگ نے ماں کے سلسلے میں اشاروں میں مجھ سے کشتی کے ہچکولے کھانے والی بات کہی تھی۔ وہ مجھ سے خفا تھے۔ اپنی کراماتی صندلی انگوٹھی واپس نہیں چاہتے تھے۔ جس نے مجھے باطل قوتوں کے مقابلے میں محفوظ کر رکھا تھا۔ لیکن میری التجا پر انہیں شاید رحم آ گیا تھا۔

کمبل پوش بزرگ نے غلط نہیں کہا تھا میری ماں کی کیفیت طوفان کی لہروں پر ہچکولے کھانے والی کشتی سے مختلف نہیں تھی۔ ڈاکٹروں کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود ان کی کیفیت میں کوئی فرق نہیں آ رہا تھا۔ ہم سب ان کی تیمارداری میں لگے رہتے تھے۔ عارفہ اور نسیم رات

رات بھر دامن پھیلائے خدا سے ان کے حق میں دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ ندیم نے ہم سب کو سنبھال رکھا تھا۔

میری اس پریشانی میں میرے دفتر کے تمام کارندے اور واقف کار بھی شریک تھے۔ لیکن کالکا یا لیڈی بیکلارنس نے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی تھی۔ میرے دشمن بے شمار تھے۔ راجن کے گرگے اور بشیرا ماچھی کے ساتھی میرے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ بھوشن چاہتا تو وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ شاید کسی کی آنی قوت نے اب میرے اطراف اپنی رحمتوں کا احاطہ کر رکھا تھا۔ باطل قوتیں اس حصار کو نہیں توڑ سکتی تھیں۔ پھر ایک ہفتے بعد میری ماں نے آنکھیں کھول دیں۔ قدرت کو شاید ان پر رحم آ گیا تھا۔ ڈاکٹروں کی امیدیں بحال ہونے لگیں۔ میں ماں کے سائے سے محروم ہونے سے بچ گیا تھا۔ ہماری دعائیں اور ڈاکٹروں کی مسیحائی ان کے کام آ گئی وہ تیزی سے صحت یاب ہو رہی تھی۔ گیارہ روز تک ہم جس پریشانی اور کرب سے دوچار رہے اس کا اندازہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔

بارھویں روز میں دفتر میں بیٹھا سراج سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک بھوشن میرے آفس میں داخل ہوا۔ اس کی آمد میرے اور سراج دونوں کے لیے غیر متوقع تھی۔ مجھے حیرت تھی کہ اسے میرے آفس کے اندر آنے کی اجازت کس نے دی۔ شاید اس میں بھی کالکا کی گندی قوتوں کا دخل تھا، بھوشن کو دیکھ کر میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ سراج بھی سنبھل کر بیٹھ گیا۔ میرا خیال تھا کہ بھوشن اس موقع پر میرے زخموں پر نمک پاشی کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کے چہرے پر اس وقت رعونت، تکبر اور بڑے پن کا کوئی احساس نہیں تھا۔ اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا وہ کچھ بجھا بجھا سا نظر آ رہا تھا، پھر یکلخت میرے ذہن میں کالکا کا منحوس تصور ابھرا، شاید اس نے اپنا وعدہ نبھانے کی خاطر اس وقت بھوشن پر اپنی سیاہ قوتوں سے قبضہ جما رکھا تھا۔ بھوشن کی نگاہوں میں نظر آنے والی بے بسی میرے شک کی تصدیق کر رہی تھی۔ میں نے اس کو بیٹھنے کو نہیں کہا۔ عقابی نظروں سے دیکھتا رہا۔ میرے اندر دبے ہوئے طوفان نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا، وقت نے مجھے انتہا پسند بنا دیا تھا۔ میں نے طے رکھا تھا کہ اگر بھوشن نے میرے اوپر کوئی طنز کرنے کی کوشش کی تو میں اسے گولیوں سے بھون ڈالنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کروں گا۔ سراج کی موجودگی میں ہر چند کہ میرا یہ عمل میرے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتا تھا لیکن اب مجھے اس کی پرواہ نہیں تھی۔

"کیا میں بیٹھ سکتا ہوں۔" بھوشن نے سراج پر نظر ڈالتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔" میری پیشانی پر آڑی ترچھی سلوٹیں نمودار ہو گئیں۔ "میں اپنے بدترین دشمن کو اپنے ساتھ بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"بھول چوک بھی انسان سے ہوتی ہے۔" وہ بدستور دوستانہ انداز میں بولا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم اچھے دوستوں کی طرح ایک دوسرے سے ہاتھ ملا لیں، اس میں ہم دونوں ہی کا فائدہ ہے۔"

"مجھے تمہاری دوستی کے ذریعے کوئی فائدہ نہیں اٹھانا۔" میں نے ترش روئی سے جواب دیا۔ "نفع اور نقصان مقدر کی بات ہوتی ہے، تمہاری دوستی میرے حالات کو تبدیل نہیں کر سکتی۔"

"مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے۔ میں تم سے شما مانگنے کو بھی تیار ہوں۔"

"یہ تم نہیں۔ کوئی اور طاقت بول رہی ہے جس نے تمہارے ذہن کو اس وقت اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔ تم کس طاقت کی بات کر رہے ہو؟"

"میں تمہیں سمجھانا بھی نہیں چاہتا اس لیے کہ میرے پاس اب فضول باتوں کے لیے وقت نہیں ہے۔"

"تمہاری وجہ سے مجھے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔" بھوشن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "تم نے اور تمہارے دوست نے مجھے ناقابل تلافی نقصانات پہنچائے ہیں، میرے بہترین ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے، میں ان گزری باتوں کو بھول بھی سکتا ہوں۔"

"تم اسے یاد رکھو پھر بھی میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔" میں نے نفرت سے جواب دیا۔

مجھے تمہاری ماتا کی بیماری کی خبر مل چکی تھی میں تمہارے دکھ میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ لیکن شاید اس وقت میرا تمہارے سامنے آنا مناسب نہیں تھا۔

"مسٹر سراج۔" بھوشن نے سراج کو مخاطب کیا۔ "کیا تم میری کوئی مدد نہیں کرو گے؟"

"یہ آپ دونوں کا ذاتی معاملہ ہے۔" سراج نے پہلو بدل کر جواب دیا۔ "میں اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔"

"کیوں۔ کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ اب تک میرے کتنے ساتھیوں کو ٹھکانے لگایا جا چکا ہے۔"

"ہو سکتا ہے آپ درست کہہ رہے ہوں لیکن اس کا کوئی عینی گواہ نہیں ہے اور کوئی دستاویزی ثبوت بھی نہیں۔"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"مجھے معلوم ہے۔" بھوشن کی نگاہوں کی ویرانی دور ہونے لگی' اس کے تیور بدل رہے تھے' اس کا قد پھر بلند ہونے لگا۔ اس نے بڑے پن کا اظہار کیا۔ "تم شہباز خان کے مقابلے میں میری باتوں پر کوئی دھیان نہیں دو گے۔ تمہارا میرے علاقے میں چارج سنبھالنا اس بات کی دلیل ہے کہ تم نے کسی اونچے دروازے پر حاضری لگائی ہے۔ لیکن یہ مت بھولو کہ بھوشن کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ جس کا تماشا تم پہلے بھی دیکھ چکے ہو۔"

"مسٹر بھوشن۔" سراج کا لہجہ سرد ہو گیا۔ "آپ ایک معزز شہری کی موجودگی میں مجھے دھمکی دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"لیکن اس کے باوجود تم بھوشن کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے؟"

"بھوشن۔" میں برداشت نہ کر سکا۔ "تم بھول رہے ہو کہ اس وقت تم میرے آفس میں موجود ہو میں تمہیں مسٹر سراج کے ساتھ کسی قسم کی لن ترانی کی اجازت نہیں دے سکتا۔ بہتر ہو گا کہ تم الٹے قدموں واپس لوٹ جاؤ۔"

"میں تمہیں اپنا مترا بنانے کو تیار ہوں لیکن مسٹر سراج۔" بھوشن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں انہیں اس بات کا احساس دلانے کی کوشش کروں گا کہ بھوشن پر ہاتھ ڈالنا ان جیسے بچوں کا کھیل نہیں ہے۔"

"بھوشن۔" سراج غصے میں اٹھ کھڑا ہوا۔ "مجھے اس بات پر مجبور مت کرو کہ میں تمہیں فوری طور پر گرفتار کر کے سلاخوں کے پیچھے پہنچا دوں۔"

"اس کا نتیجہ جانتے ہو؟" بھوشن نے بڑے سکون سے جواب دیا۔ "ایک بار تمہیں چھٹی پر جانا پڑا تھا ہو سکتا ہے کہ اس بار میرا ایک اشارہ ہمیشہ کے لیے تمہیں رخصت پر جانے پر مجبور کر دے۔"

"گٹ لاسٹ۔" میں نے تیزی سے اپنا آٹومیٹک نکال کر بھوشن پر تانتے ہوئے سفاک لہجے میں کہا۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تمہارا ناپاک وجود ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں۔"

"پلیز مسٹر شہباز۔" سراج نے سچویشن کو محسوس کرتے ہوئے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔ "پستول واپس جیب میں رکھ لیں۔ ہمیں اپنی طرف سے کوئی غیر قانونی حرکت نہیں کرنی چاہیے۔"

بھوشن مجھے بڑی خونخوار نظروں سے گھورنے لگا لیکن پھر دوسرے ہی لمحے وہ بے حد نرم پڑ گیا۔

"ہم کاروباری لوگ ہیں مسٹر شہباز۔ ہمیں ایک دوسرے کے فائدے کا خیال رکھنا ہو گا۔"

"تم اپنا وقت برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" میں زہر خند سے بولا۔ "میں جانتا ہوں کہ اس وقت تمہارا دل و دماغ کس کے قبضے میں ہے لیکن اب ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔"

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔" بھوشن نے مشینی انداز میں پوچھا۔ اس کی کیفیت اس وقت کسی ایسے روبوٹ سے مختلف نہیں تھی جس کا ریموٹ کنٹرول کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہو اور وہ دوسری نادیدہ شخصیت کالکا کے سوا کسی اور کی نہیں ہو سکتی تھی۔

"میں بار بار فیصلے بدلنے کا عادی نہیں ہوں۔" میں نے انتہائی حقارت سے اسے دھتکارتے ہوئے کہا۔ "تمہارے لیے اب یہی بہتر ہو گا کہ جتنی جلدی ممکن ہو میرے آفس سے باہر نکل جاؤ۔"

"میں بھی آپ کو یہی مشورہ دوں گا۔" سراج نے بھوشن کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"شہباز خان۔" میرے ذہن میں کالکا کی آواز گونجی۔ "میں نے تمہیں وچن دیا تھا کہ بھوشن تمہارے پاس آ کر اپنی غلطی کا اقرار کرے گا اور تم اسے وقتی طور پر شما کر دو گے۔"

"تم نے یہ بھی کہا تھا کالکا دیوی کہ یہ بے غیرت اور دوغلا شخص مجھ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگے گا۔" میں نے ذہن ہی ذہن میں کالکا کو کورا سا جواب دیا۔

"ہاں۔ میں انکار نہیں کروں گی' لیکن ایک ذمہ دار پولیس آفیسر کی موجودگی میں یہ نہیں ہو سکتا۔" کالکا نے کہا۔ "تم اپنے مترا کو دفتر سے باہر بھیج دو' بھوشن تمہارے چرن چھونے پر بھی تیار ہو جائے گا۔"

"تیار ہو جائے گا یا تم اسے مجبور کرو گی۔"

"ایک ہی بات ہے۔ دونوں صورتوں میں وجہ تمہاری ہی ہو گی۔"

"مجھے ایسی وجہ نہیں چاہیے۔" میں نے ٹکا سا جواب دیا۔ "میں سراج کو جانے کے لیے نہیں کہوں گا۔ یہ اس کی توہین ہو گی۔"

"اور میں بھی اس بات کو پسند نہیں کروں گی کہ بھوشن اور تمہارے بیچ کوئی گواہ بنے۔"

"بہت خوب۔" میں نے استہزائیہ انداز اختیار کیا۔ "کیا تمہاری کالی قوت بھی اب گواہی اور شہادت سے ڈرنے لگی ہے۔"

"شہباز خان۔ تم کالکا کو ناراض کر کے بڑے خسارے میں رہو گے۔" کالکا کی آواز میں کسی زخمی ناگن کی پھنکار تھی۔

"نفع اور نقصان کی بات مت کرو۔" میں زہر خند سے بولا "ماں کی بیماری کے صبر آزما تجربے نے مجھے قدرت کی کاریگری کے بہت سارے رنگ دکھا دیے ہیں۔"

"کیا تم اس میں بھی میرا ہاتھ سمجھ رہے ہو۔"

"نہیں۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "میں تمہارے دھرم

اور دیوی دیوتاؤں کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا' دیومالائی کہانیوں سے بھی مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن میں اتنا ضرور یقین رکھتا ہوں کہ موت اور زندگی تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو؟ تم؟" کالکا نے حیرت سے پوچھا۔ "تمہارے کارن تو میں نے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ کیا تم اتنی جلدی سب کچھ بھول گئے۔"

"مجھے اس وقت کچھ یاد دلانے کی کوشش مت کرو کالکا رانی۔ شاید اس وقت تمہاری کوئی بات بھی میرے دل کو نہیں لگے گی۔"

"پھر میں کیا سمجھوں؟ کیا تم کالکا سے اپنے تمام پرانے سمبندھ توڑ دینا چاہتے ہو۔"

"میرے زخموں کو کریدنے کی کوشش مت کرو۔ میں اس وقت تمہارے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہیں کر سکتا۔"

کالکا نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ یقیناً میری ذہنی کیفیت کا اندازہ لگا رہی ہو گی۔ بھوشن بدستور اپنی جگہ کھڑا سراج کو سپاٹ نظروں سے گھور رہا تھا۔ کالکا خاموش ہوئی تو اس نے سراج سے کہا۔

"میں حالات کے تحت تمہارا مشورہ مانے لیتا ہوں مائی ڈیئر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ لیکن ایک بات یاد رکھنا بھوشن سے دشمنی مول لے کر تم سکون کا ایک سانس بھی نہیں لے سکو گے۔"

"اس کا فیصلہ آنے والا وقت ہی کرے گا۔" سراج نے بہ مشکل اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "ایک پولیس آفیسر ہونے کی وجہ سے مجھے ہر وقت خطرات میں گھرا رہنا پڑتا ہے۔ کسی بھی دشمن کی سنسناتی ہوئی گولی کسی وقت بھی میرے جسم میں ایک خونی روشندان بنا سکتی ہے لیکن میں اپنے خدا کے علاوہ کبھی کسی اور سے خوفزدہ نہیں ہوا۔ جن کے ہاتھ صاف ہوں وہ کسی سے خوف کھانے کے عادی نہیں ہوتے۔"

"تم نے ہمیں سچ کہا ہے۔" بھوشن کی نگاہوں کی ویرانی پھر چھٹنے لگی۔ میں سمجھ رہا تھا کہ کالکا اس کے ساتھ دھوپ چھاؤں کا کھیل کھیل رہی تھی' جتنی دیر بھوشن کے اعصاب پر اپنا تسلط برقرار رکھتی وہ خاکساری کے انداز میں گفتگو کرنے لگتا تھا پھر جب وہ کالکا کی نادیدہ قوت کی قید سے آزاد ہو جاتا تھا تو اس کے اندر چھپا ہوا ایک کمینہ خصلت انسان بیدار ہونے لگتا تھا' وہ سراج کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "تمہیں بہت جلد احساس ہو جائے گا کہ بھوشن تمہارے صاف ہاتھ کو گندا بھی کر سکتا ہے۔"

"میں ایسے موقع کا منتظر رہوں گا۔" سراج نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تم مسٹر شہباز خان۔" بھوشن میری جانب پلٹا۔ "اب تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے مجھے فون کر کے یہاں آنے کی درخواست کیوں کی تھی؟"

"صرف یہ بتانے کی خاطر کہ تم میری ایک فون کال کے زیر اثر بھی میرا حکم ماننے پر آمادہ ہو سکتے ہو۔" میں نے اس کی ذہنی حالت کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"میں جا رہا ہوں' لیکن تمہیں بھوشن کی بے عزتی کا حساب اپنے خون سے چکانا ہو گا۔"

"خیال ہے تمہارا۔" میں زہر خند سے بولا۔ "ابھی میرا خون اتنا گندا بھی نہیں ہوا جو تمہاری عزت کا خیال رکھنا میرے لیے ضروری ہو' اور یہ بات بھی سمجھ لو کہ بے عزتی بھی ہمیشہ اسی کی ہوتی ہے جس کی کوئی عزت ہو۔"

"میں دیکھوں گا۔ دیکھوں گا کہ اب بھوشن کے ہاتھوں سے تمہاری موت کے درمیان کون آنے کی کوشش کرے گا۔" اس نے نفرت سے جواب دیا' پھر سراج کو گھورتا ہوا باہر نکل گیا۔

"کیا بھوشن پاگل ہو گیا ہے۔" سراج نے اس کے جانے کے بعد کہا۔ "اس کا موجودہ طرز عمل میرے لیے حیرت انگیز ہی تھا۔"

"میرا خیال ہے وہ اس وقت کسی طاغوتی قوت کے زیر اثر تھا۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"بھوشن یہاں اپنی مرضی سے نہیں آیا تھا۔ اسے یہاں آنے پر کسی اور نے مجبور کیا تھا۔"

"کس نے۔۔۔؟" سراج نے حیرت سے پوچھا۔

"اس میں اس قدر حیرت کی کیا بات ہے' کیا آپ نے اس سے پیشتر اس قسم کے کھیل تماشے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھے۔"

"اوہ۔۔۔ آئی سی۔۔۔ گویا پھر کوئی نادیدہ طاقت ہمارے خلاف بھوشن کی مدد کر رہی ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"ایسی صورت میں ہم کیا کر سکیں گے' میرا مطلب ہے کہ ہواؤں اور ان دیکھی سیاہ قوتوں سے لڑنا ممکن نہیں ہے۔" سراج نے پہلو بدلا۔ "پہلے بھی ہم اپنی بے بسی کا تماشا دیکھ چکے ہیں۔"

"لیکن ابھی تک ہم اپنی جگہ قائم ہیں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "باطل قوتیں رحمانی طاقتوں کے سامنے زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتیں' ہمیں اپنے خدا اور اپنے ایمان کے علاوہ اپنے قوت بازو پر بھی بھروسا رکھنا چاہیے' اس لیے کہ مایوسی گناہ ہے۔"

سراج میرے پاس زیادہ دیر نہیں رکا' بھوشن کے بارے میں کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد چلا گیا۔ اس کے جانے کے

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

بعد میں نے تھکے ہوئے انداز میں کرسی کی پشت پر ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرلیں۔ کاکا کا منحوس وجود میری نگاہوں میں کسی بھیانک سائے کی مانند لرز رہا تھا۔ میں نے شنکر کے کہنے پر اسے مورتی کی شکل میں برآمد کیا تھا' وہ میری احسان مند تھی' متعدد موقعوں پر اس نے بلاشبہ میری مدد کی تھی۔ اکثر مجھے موت کے منہ میں جاتے جاتے بچایا تھا لیکن بھوشن کے سلسلے میں وہ مخالفت پر کمربستہ رہی تھی۔ آخر کیوں؟

دوسرے روز ندیم میرے دفتر آگیا۔ بجھا بجھا سا لگ رہا تھا لیکن اسے میری حالت کا احساس تھا' اسے دیکھ کر میں نے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر تمام حالات سے آگاہ کردیا۔

"میری ایک بات مانو گے؟" وہ سنجیدگی سے بولا۔ "تم سکون اور آرام سے بزنس کی سمت دھیان دو' بھوشن کا معاملہ اب میرے حوالے کردو۔ میں جانتا ہوں کہ اس ٹائپ کے آدمیوں سے کس طرح ڈیل کیا جاتا ہے۔"

"کاکا اس کی مدد کررہی ہے۔" میں نے کہا۔ "وہ مجھ سے بھی ناراض ہوگئی ہے۔"

"سب کچھ بھول جاؤ۔ اپنے ذہن پر کوئی بوجھ مت ڈالو۔"

"نہیں۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔ "بھوشن کا جو قرض میرے اوپر ہے اسے میں ہی ادا کروں گا۔"

"تمہاری مرضی' لیکن اس کے لیے تمہیں مجھ سے ایک معاہدہ کرنا ہوگا۔ تم دوبارہ کریم کو ساتھ لیے بغیر کہیں نہیں جاؤ گے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے اقرار کرلیا۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی' میں نے ریسیور اٹھالیا پھر اسے ندیم کے حوالے کردیا۔

"تمہاری کال ہے۔"

ندیم ریسیور میرے ہاتھ سے لے کر گفتگو کرنے لگا' وہ صرف ہاں' ہوں اور ٹھیک ہے کی حد تک دوسری جانب سے کہی جانے والی باتوں کا جواب دیتا رہا۔ میں محسوس کررہا تھا کہ اس کے چہرے کے تاثرات بدل رہے تھے' اس کے اعصاب میں ایک ناخوشگوار تناؤ کی کیفیت صاف نظر آرہی تھی پھر اس نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔ "فکر مت کرو۔ میرے آدمی پوری طرح چوکس ہیں۔"

"کس کا فون تھا؟" میں نے ریسیور ندیم کے ہاتھ سے لیتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"بھوشن کے کچھ سرپھرے آدمی نیچے تمہاری اس عمارت کے آس پاس منڈلا رہے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

جرم و سزا اور تفتیش کی

ناقابل فراموش کہانیاں

عورت

رات

اور

خون

انتخاب

طارق اسماعیل ساگر

قیمت -/60 روپے

مکتبہ القریش

اُردو بازار - لاہور 2

"کینے دشمن کو ایسے ہی موقعوں کی تلاش رہتی ہے۔" ندیم نے بے پرواہی کا مظاہرہ کیا۔ "ہوسکتا ہے کہ تمہاری کاکا رانی نے اس کا اہتمام پہلے سے کررکھا ہو کہ تمہارے انکار کے بعد بھوشن کی جانب سے کیا ردعمل ہونا چاہیے۔"

"لیکن نہیں۔ میرا مطلب ہے تمہارے آدمیوں کو اس بات کا اندازہ کس طرح ہوا کہ وہ بھوشن کے آدمی ہیں۔"

"جبرا نامی کے انجام کے بعد بھوشن نے ایک نئے کرائسز شیٹر کی خدمات حاصل کرلی ہیں۔" ندیم نے کہا۔ "تم نے شاید کبھی پہلوان راشد خان کا نام سنا یا پڑھا ہوگا' بڑا نامی گرامی پہلوان تھا لیکن پھر عورتوں کے چکر نے اسے غلط راہ پر ڈال دیا۔ کچھ دنوں غائب رہا پھر دوبارہ منظر عام پر آیا تو وہ راشد خان کے بجائے "رکی" بن گیا۔ قتل و غارت گری' اغوا برائے تاوان اور کئی خوبصورت لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے سلسلے میں وہ ایک دوبار پکڑا بھی گیا اس کے خلاف سنگین نوعیت کے الزام تھے ایک دو شہادتیں بھی تھیں جو اسے پھانسی کے پھندے تک لے جاسکتی تھیں لیکن اس کی نوبت نہیں آئی۔ رکی کے گروہ کے خطرناک آدمیوں نے ان شہادتوں کو عدالت کے کٹہرے تک پہنچنے سے پہلے ہی موت کی نیند سلادیا' اس کی سرپرستی کچھ غلط قسم کے سیاسی لوگ بھی کررہے تھے اس لیے وہ عدم ثبوت کی بنا پر بچ گیا۔ ایک زمانے میں وہ جبرا نامی اور راجن کے لیے بھی کام کرچکا ہے اور اب بھوشن نے اسے خرید رکھا ہے۔"

"گویا رکی بھی ان لوگوں میں شامل ہے جو مجھے میری موت کے سلسلے میں گھات لگائے بیٹھے ہیں۔"

"فکر مت کرو۔ میرے آدمی اسے عمارت سے دور ہی رکھیں گے اور اگر اس نے کوئی حماقت کی تو پھر اس کا وہی انجام ہوگا جو ایسے موقعوں پر ہوا کرتا ہے۔"

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس مقابلے کی نوبت آنے سے پہلے ہی سراج کو حالات سے مطلع کردیں۔"

"میں بھی تمہیں یہی مشورہ دینے والا تھا۔"

میں نے ریسیور اٹھا کر سراج کے نمبر ڈائل کیے۔ وہ مجھے اپنے دفتر میں مل گیا۔ میری زبانی تفصیل سننے کے بعد اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"فی الحال آپ دس پندرہ منٹ تک حالات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کریں۔ اس عرصے میں' میں خود اپنے سادہ لباس والوں کے ساتھ پہنچ رہا ہوں۔"

"کیا رکی آپ کو پہچان نہیں لے گا۔"

"میں اس کا بندوبست کرلوں گا۔" دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔

ندیم کے منع کرنے کے باوجود میں اٹھ کر اس راہداری تک پہنچ گیا جس کی کھڑکی سے نیچے دیکھا جاسکتا تھا۔ اس وقت وہاں خاصی چہل پہل تھی۔ ندیم بھی میرے ساتھ تھا' اس کی عقابی نظریں بھی نیچے سڑک پر لوگوں کے ہجوم پر منڈلا رہی تھیں پھر اس نے مجھ سے کہا۔

"اس سیاہ جیکٹ اور فرنچ کٹ داڑھی والے کو دیکھ رہے ہو جو سامنے بک اسٹال پر کتابوں کو الٹ پلٹ رہا ہے۔"

"کیا یہی رکی ہے؟"

"ہاں' لیکن اس وقت یہ اپنے اصلی روپ میں نہیں ہے۔ میک اپ میں خاصی مہارت اور سوجھ بوجھ رکھتا ہے اس لیے پولیس اکثر دھوکا کھا جاتی ہے۔"

میں سیاہ جیکٹ والے کو دیکھتا رہا' ظاہری طور پر ایک پڑھا لکھا' شریف اور خوش لباس جوان لگ رہا تھا۔ کتابوں کو وہ بڑے انہماک سے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے خاصی قابلیت رکھتا ہو' پھر اچانک میری نظر اس سیاہ داڑھی اور مونچھوں والے پر جم گئی جو تھری پیس سوٹ میں بک اسٹال کے قریب ہی ایک دوسری دکان پر آکر رکا تھا' میں اسے شاید پہلے بھی کہیں دیکھ چکا تھا پھر اس نے ایک بار گھوم کر دیکھا تو میں نے اسے شناخت کرلیا۔ وہ وہی نوجوان تھا جسے میں ندیم کے آفس میں بھی دیکھ چکا تھا۔ ندیم نے مجھے بتایا تھا کہ وہ گونگا ہے اور میں اسے جانتا ہوں لیکن میں اسے پہچان نہیں سکا تھا۔

"یہ سیاہ داڑھی والا جو گرے کلر کے تھری پیس سوٹ میں ہے۔"

"ایک ہی آدمی سمجھو۔" ندیم نے تیزی سے جواب دیا۔ "بڑی خوبصورتی اور مہارت سے اس طرح اپنا کام کرگزرتا ہے کہ خود اس کے شکار کو بھی خاصی دیر بعد احساس ہوتا ہے کہ وہ زخمی ہے۔"

"کیا یہ حقیقتاً گونگا ہے۔"

"یہ زمانہ گونگے اور بہروں کے لیے ہی زیادہ مناسب ہے جو جبر و تشدد کے خلاف بھی کوئی آواز بلند نہیں کرسکتے۔"

میں نے ندیم کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ رکی نے بک اسٹال سے ہٹ کر ایک سگریٹ سلگائی پھر اس نے بائیں جانب دیکھ کر گردن کی خفیف جنبش سے اس عمارت کی طرف اشارہ کیا تھا جس میں ہم موجود تھے۔ میں نے تیزی سے نظر گھما کر دیکھا' بائیں جانب تھوڑے فاصلے پر ایک اور پستہ قد شخص موجود تھا' وہ یقیناً رکی ہی کے گروہ سے تعلق رکھتا تھا۔ رکی کے اشارے کے جواب میں اس نے اثبات میں گردن کو جنبش دی تھی پھر اس طرح دستی گھڑی کو دیکھنے لگا جیسے وقت دیکھ رہا ہو۔ اس عرصے میں داڑھی اور مونچھوں والا بھی فٹ پاتھ کے کنارے آکر رک گیا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی کا منتظر ہو۔

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"میرا خیال ہے اب رکی اور اس کے آدمی عمارت میں داخل ہونے کے لیے پر تول رہے ہیں۔" میں نے ندیم سے کہا۔

"اگر انھوں نے ایسا کیا تو اس کی ذمہ داری بھی ان ہی کے سر ہوگی۔" ندیم نے بدستور بے پروائی سے جواب دیا۔ "احتیاطاً تم اپنے گارڈز سے کہو کہ وہ بھی دروازے کے باہر ادھر ادھر پوزیشن سنبھال لیں لیکن کسی مقابلے یا گولی چلانے کی زحمت اس وقت تک نہ کریں جب تک ہماری طرف سے کوئی سگنل نہ ملے۔"

میں نے ندیم کے مشورے پر عمل کرنے میں دیر نہیں لگائی۔ گارڈز کو ضروری ہدایت جاری کرنے کے بعد میں واپس کھڑکی کے قریب آیا تو ندیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تمہارے سراج صاحب بھی اب خاصے ذہین ہوتے جارہے ہیں۔"

"کیا مطلب ۔۔۔؟"

"وہ سفید رنگ کی گاڑی دیکھ رہے ہو جو سپر اسٹور کے سامنے کھڑی ہے۔" ندیم نے مجھے اشارے سے گاڑی دکھاتے ہوئے کہا۔ "یہ پولیس کی وہ کار ہے جو خاص خاص موقعوں پر ہی استعمال میں لائی جاتی ہے۔ اس کی نمبر پلیٹس بھی باربار تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ پوری طرح بلٹ پروف ہے۔"

"کیا تم نے اس گاڑی سے کسی کو اترتے دیکھا تھا؟"

"ہاں۔ پچھلی سیٹ سے دو افراد اتر کر سپر اسٹور میں داخل ہوئے ہیں لیکن ان میں تمہارے سراج صاحب شامل نہیں تھے' میرا خیال ہے کہ وہ اب بھی گاڑی کے اندر بیٹھے حالات کا جائزہ لے رہے ہوں گے۔"

میں کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ نیچے سے یکلخت فائرنگ کی آواز گونجنے لگی' جو لوگ آپس میں برسرپیکار تھے وہ اوپر سے نہیں دکھائی دے رہے تھے۔ گولیوں کی ہولناک تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی بازار میں بھگدڑ مچ گئی' دکانوں کے شٹر تیزی سے نیچے گرنے لگے۔ سپر اسٹور کے اندر سے بھی شٹر کو بند کرلیا گیا تھا۔ ہر طرف موت کا خوف طاری تھا لیکن رکی ابھی تک اس طرح سامنے فٹ پاتھ پر کھڑا تھا جیسے وہ پاپ میوزک سن رہا ہو۔ تھری پیس والا کوتاہ قد بڑی تیزی سے اس سائڈ اسٹریٹ میں داخل ہوا جو نصف دائرے میں عمارتوں کے اطراف سے گھوم کر میرے دفتر والی عمارت پر بھی آتی تھی۔ اچانک ایک شخص سپر اسٹور کا شٹر اوپر کرکے باہر نکلا وہ بظاہر بوکھلایا ہوا نظر آرہا تھا۔ اسی لیے بے دھیانی میں رکی سے ٹکرا گیا تھا لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ حیرت انگیز ہی تھا۔ رکی کے سیدھے ہاتھ کو معمولی سی جنبش ہوئی پھر وہ شخص جو اس سے ٹکرایا تھا لہولہان ہوکر فٹ پاتھ پر ڈھیر ہوگیا۔ سفید گاڑی سے سراج اور ایک اور شخص برآمد ہوا لیکن اس عرصے میں رکی کسی چھلاوے ہی کی طرح غائب ہوچکا تھا۔

"وہ بچ کر نکل گیا۔" ندیم نے ہتھیلی ملتے ہوئے کہا پھر وہ تیزی سے لفٹ کی طرف لپکا۔ میں نے بھی اس کی پیروی میں دیر نہیں لگائی مگر جتنی دیر میں ہم نیچے پہنچے کھیل ختم ہوچکا تھا۔ دو لاشیں عمارت کے دروازے پر آپس میں گڈمڈ دکھائی دے رہی تھیں' قریب ہی ایک شخص کو تین آدمیوں نے پوری طرح جکڑ رکھا تھا وہ زخمی ہونے کے باوجود خود کو ان سے چھڑانے کی جدوجہد کررہا تھا۔ ہم بھی دوسرے تماش بینوں میں شامل ہوگئے۔ سراج اس وقت دونوں لاشوں کا معائنہ کرنے کے بعد اس شخص کو تیز نظروں سے گھور رہا تھا جسے اس کے سادہ لباس والوں نے قابو کر رکھا تھا۔ ہم سراج سے زیادہ دور نہیں تھے لیکن ہم نے مصلحتاً اس کے قریب جانے کی کوشش نہیں کی۔

"ہُم ۔۔۔" وہ اس شخص کو گھورتے ہوئے بولا۔ "میں تمہیں پہچان چکا ہوں۔ تم راجا ہو' جرائم کی دنیا کے بے تاج بادشاہ لیکن اب میں تمہاری تاج پوشی پورے دھوم دھام سے کروں گا۔"

"راجا موت سے نہیں ڈرتا ڈپٹی۔ تم یہ تڑیاں کسی نامو بدمعاش کو دینا۔" وہ حقارت سے بولا' لیکن اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے منہ کے اندر کوئی شے دبا رکھی ہو۔

"یہ دونوں تمہارے ساتھی تھے؟" سراج نے لاشوں کی سمت اشارہ کیا۔

"ہاں۔ لیکن ان کا وقت پورا ہوچکا تھا۔"

"رکی بھی تمہارے ساتھ تھا؟"

"میں کسی رکی یا وکی سے واقف نہیں ہوں۔" اس نے نفرت سے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم لوگ ڈرائنگ روم ٹریٹ منٹ کے بغیر اپنی زبانیں نہیں کھولتے۔"

"تمہاری یہ حسرت کبھی پوری نہیں ہوگی۔ راجا نے صرف ایک بار تمہاری جیلوں کا معائنہ کیا تھا لیکن تمہارے حوالات اور جیلیں مجھے پسند نہیں آئیں اس لیے کہ وہاں راجا مہاراجا کے لیے کوئی معقول بندوبست نہیں۔"

"میں تمہارے لیے سب بندوبست کروں گا۔" سراج نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا۔ وہ راجا کو ڈنڈا ڈولی کرنے کے ارادے سے اسے مزید قابو کرنا چاہتے تھے لیکن راجا ان کے ہاتھوں میں جھول کر رہ گیا۔ اس کی گردن پل بھر میں ڈھلک گئی تھی۔ منہ سے جھاگ نکل رہا تھا اور جلد کی رنگت تیزی سے بدل رہی تھی۔ شاید اس نے اپنے جبڑوں کے پیچھے کوئی زہریلا کیپسول دبا رکھا تھا جسے چباتے ہی وہ دوسری دنیا کے سفر پر پرواز کرگیا۔ سراج تلملا کر رہ گیا۔ اس کے ہاتھوں سے پھر ایک اہم ثبوت آتے آتے پھسل کر نکل گیا۔

سراج کی اور میری نگاہیں بس ایک لمحے کو چار ہوئیں پھر ندیم نے مجھے اوپر چلنے کا اشارہ کیا اور میں اس کے ساتھ ہولیا۔ میں نے اطراف میں نظریں دوڑائیں لمبی داڑھی مونچھوں اور تھری پیس میں ملبوس شخص مجھے دور دور تک کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔

ندیم کچھ دیر بعد چلا گیا تو میرا ذہن پھر بھوشن کے بارے میں الجھنے لگا۔ کاشی وت کا متضاد بیان' دفتر والوں کی غلط بیانی اور بھوشن کا سراج کی موجودگی میں میرے دفتر آنا یہ سب کچھ میرے لیے حیران کن تھا ایسی صورت میں جبکہ خود میں نے بھوشن کو اپنے ہاتھوں سے مارا تھا وہ دوبارہ کس طرح زندہ ہوگیا؟ کیا کالکا نے اس کے مردہ جسم پر اپنا تسلط جمالیا تھا؟ زخمی ہونے کی صورت میں بھی اسے کسی اسپتال میں زیر علاج ہونا چاہیے تھا۔ میری پوزیشن ایسی نہیں تھی کہ براہ راست بھوشن سے اس کے بارے میں اس قسم کے سوالات کرتا۔ سراج نے بھی جانا اسی لیے بھوشن کو اس موضوع پر چھیڑنے کی کوشش نہیں کی تھی؟ اور اب ندیم کی اطلاع کے مطابق ہسٹری شیٹر رکی اور اس کے آدمی میری جان کے دشمن بن گئے تھے' میں حالات کو جتنا سمیٹنے کی کوشش کرتا۔ وہ اتنا ہی الجھتے جارہے تھے۔ ندیم کو پہلے ہی اس بات کا علم تھا کہ بھوشن مرا نہیں میں نے اس کی باتوں سے یہی اندازہ لگایا تھا۔ بہرحال ہر صورت میں یہی سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ شخص کون تھا جسے میں نے بھوشن کے آفس میں جہنم رسید کیا تھا۔ کالکا مجھ سے اس لیے خفا تھی کہ میں نے اس کے سمجھانے کے بعد بھوشن سے کیوں ٹکر لی تھی' میرے استفسار پر اس نے بھوشن کی موت کے بارے میں صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ جو کچھ میری نگاہوں نے دیکھا تھا وہ ایک ناٹک سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ گویا ان تمام باتوں کے پیچھے کالکا کی پراسرار شخصیت اور اس کی کالی طاقتوں کا ہاتھ تھا؟

میں نے کچھ سوچ کر سراج سے رابطہ قائم کیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ ایک بار پھر بھوشن کے شکاری کتے ہمارے ہاتھ آتے آتے کسی بام مچھلی کی طرح پھسل کر ہاتھ سے نکل گئے۔" دوسری جانب سے سراج نے رابطہ قائم ہونے کے بعد کہا۔ "رکی نے میرے ایک سادہ لباس آدمی کو بری طرح زخمی کردیا اور راجا ۔۔۔ شاید اسے پہلے سے ہدایت کردی گئی تھی کہ کسی صورت میں بھی پولیس یا قانون کے شکنجوں میں پھنسنے سے گریز کرے۔"

"اس کی پوسٹ مارٹم کی کیا رپورٹ ہے؟" میں نے پوچھا۔

"اس نے منہ میں رکھا ہوا جو کیپسول چبایا تھا اس کے اندر ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق ایسا خطرناک اور سریع الاثر زہر موجود تھا جو انسان کو پل بھر میں زندگی کی قید سے آزاد کرسکتا ہے۔"

"اور وہ دو لاشیں؟"

"وہ دونوں بھی رکی کے ساتھیوں میں سے تھے اور پولیس ریکارڈ کے مطابق کئی وارداتوں میں پولیس کو مطلوب تھے۔" سراج نے کہا پھر تھوڑے توقف سے بولا۔ "ایک سوال میرے ذہن میں کلبلا رہا ہے' حالات کی اطلاع آپ نے مجھے دی تھی لیکن آپ کو اس کی خبر کس نے دی تھی؟"

"میرے خفیہ گارڈز نے جو عمارت کے باہر بھی محافظ رہتے ہیں۔" میں نے ندیم کا نام لینے کے بجائے کہا۔ "حسن اتفاق ہی سمجھیے کہ ایک گارڈ کی نظر رکی پر پڑ گئی جو میک اپ میں ہونے کے باوجود اس کی نظر میں آگیا۔ کچھ اور لوگوں کی نقل و حرکت پر شبہ ہونے کے بعد میں نے فوری طور پر آپ ہی کو اطلاع دی تھی۔"

"اپنے گارڈز کو ہدایت کردیں کہ وہ اس سلسلے میں اپنی زبان بند ہی رکھیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"رکی کے گروہ کے دونوں افراد یقیناً آپ کے گارڈز کی گولیوں کا نشانہ بنے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا آپ کے ساتھ آنے والی پارٹی سے ان کا ٹکراؤ نہیں ہوا تھا۔"

"ہوا تھا لیکن میں چونکہ مجرموں کو زندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا اس لیے میں نے بڑی سختی سے تاکید کردی تھی کہ کسی کو جان سے نہ مارا جائے۔"

"یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان دونوں کو پولیس کے نرغے میں دیکھنے کے بعد رکی ہی کے اپنے ہی کسی آدمی نے ۔۔۔؟"

"ممکن ہے یہی ہوا لیکن دونوں صورتوں میں آپ کے گارڈز کو زبان بند ہی رکھنی چاہیے۔"

"بھوشن کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔" میں نے رخ بدل کر کہا۔ "کیا اسے زندہ دیکھ کر آپ کو حیرت نہیں ہوئی تھی؟"

"ہوئی تھی لیکن پھر مجھے وہ ناقابل یقین وارداتیں بھی یاد آگئی تھیں جو میری موجودگی میں بقول آپ کے طاغوتی اور گندی قوتوں کا چمتکار تھیں۔" سراج نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں نے آپ سے اس شک کا اظہار بھی کیا تھا' حالات کے پیش نظر یہی کہا جاسکتا ہے کہ کسی طاقتور اور مضبوط پشت پناہی کے بغیر بھوشن اپنے لمبے ہاتھ کے باوجود آپ کے آفس میں آکر بکواس کرنے کی ہمت بھی نہ کرتا اور خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ میں بھی موجود تھا۔"

"مسٹر سراج۔" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

aazzamm@yahoo.com

"حالات کی ستم ظریفیوں نے مجھے ذہنی طور پر
...ت الجھا دیا ہے' میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے صبر کا پیمانہ
...ر ہو کر کسی وقت بھی چھلک سکتا ہے۔"

"نہیں۔ میں آپ کو فی الحال اس کا مشورہ نہیں دوں گی۔"
...راج نے تیزی سے کہا۔ "آپ ایک ذمہ دار پولیس آفیسر بھی
...چکے ہیں اور اچھی طرح واقف ہیں کہ عام شہریوں کو قانون
...نے ہاتھوں میں لینے کی اجازت کسی صورت میں نہیں
...ی۔"

"لیکن میں اس سے مستثنیٰ ہوں۔" میرا لہجہ تلخ ہو گیا۔
...پ میں ایک عام شہری ہونے کے بجائے ایک ایسا ٹارگٹ
...ن گیا ہوں جس پر چاروں اطراف سے نشانہ لگایا جا رہا ہے اور
...پ کا قانون بھی اس کا کوئی تدارک نہیں کر سکتا۔"

"میں آپ کی بات سے انکار نہیں کروں گی لیکن موت اور
...ندگی صرف خدا کے اختیار میں ہے۔"

"لیکن خدا نے یہ بھی نہیں کہا کہ کوئی شخص اگر تمہیں
...سی بلند عمارت سے نیچے دھکا دینے کی کوشش کر رہا ہو تو تم اپنا
...اع بھی نہ کرو۔"

"کچھ دنوں اور صبر کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ میں بھوشن کے
...لاف کوئی اہم ثبوت تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔"

"بہرحال میں نے آپ کو اپنی ذہنی کیفیت سے آگاہ کر دیا
...ہے' اب میں زیادہ دنوں تک برداشت نہیں کر سکتا۔" میں نے
...سلسلہ منقطع کر دیا' میرے اندر کا حیوان آہستہ آہستہ جاگنے کی
...کوشش کر رہا تھا۔

...دنیا میں کوئی شخص ماں کے پیٹ سے اچھا یا برا بن کر پیدا
...نہیں ہوتا' حالات کے نشیب و فراز اسے کسی حقیر تنکے کی طرح
...اپنے تیز بہاؤ میں شامل کر لیتے ہیں۔ وہ جس سوسائٹی اور جس
...ماحول میں پرورش پاتا ہے اس کے سانچوں میں ڈھل کر رہ جاتا
...ہے۔ میں نے دنیا میں بے شمار ایسی مثالیں دیکھی ہیں جہاں ماں
...اور باپ دونوں ہمہ وقت سجدے میں پڑے اس کی رحمتوں سے
...امید لگائے رکھتے ہیں لیکن ان کی اولاد کا شگوفہ ہاتھوں میں
...لے قتل و غارت میں مصروف رہتی ہے' کہیں اس کے برعکس
...بھی ہوتا ہے' سیاہ و سفید کا یہ چکر ازل سے قائم ہے اور ابد تک
...یونہی چلتا رہے گا۔ عروج و زوال کے قصے قیامت تک نئی نئی
...شکلیں اختیار کر کے سامنے آتے رہے ہیں اور آتے رہیں
...گے۔

میری پرورش جس ماحول میں ہوئی اس کا علم میری اس
...داستان پڑھنے والوں کو بخوبی ہے لیکن حالات کا گراف اب
...میرے اندر بھی توڑ پھوڑ کر رہا تھا' میری کیفیت دلدل میں پھنسے
اس شخص جیسی تھی جو اس غلاظت سے باہر نکلنے کے لیے جتن

ہاتھ پاؤں مارتا ہے اتنا ہی اور اندر کی جانب دھنستا چلا جاتا ہے۔
کالکا کی مخالفت میرے لیے ایک چیلنج تھی۔ اسے کسی
طرح سے اس کا علم ہو گیا تھا کہ روحانی قوتیں مجھ سے روٹھ گئی
ہیں۔ اس نے کچھ غلط بھی نہیں کہا تھا کمبل پوش بزرگ نے
ایک طویل عرصے کے بعد سامنے آ کر مجھ سے اپنی کراماتی صندلی
انگوٹھی کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا۔ اس کی موت کا اشارہ بھی مجھے
اسی طرف سے ملا تھا۔

اس ستم ظریفی میں بھی کالکا ہی کی کینگی شامل تھی اس نے مجھے
ماہ رخ کی خواب گاہ تک پہنچا کر میرے قدموں کو ڈگمگا دیا تھا وہ
جانتا جانتی تھی کہ روحانی قوتیں گناہ کرنے والوں سے منہ موڑ
لیتی ہیں۔ وہ مجھے اب اشاروں پر نچانے کے خواب دیکھ رہی
تھی لیکن میں بھی یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اس کا محکوم بننے کے
بجائے موت ہی کو ترجیح دوں گا۔ اس نے مجھے تمام زمانے میں
رسوا کرنے کی خاطر کچھ ایسے تصویری ثبوت بھی جمع کر لیے تھے
جو ماہ رخ کی حماقت کا نتیجہ تھا لیکن اسے بھی قطعی طور پر ذمہ
دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا۔ وہ رنگیک حرکت یا خدمت انجام
دینے کی خاطر اسے بھی کالکا ہی کی پراسرار حرکتوں نے اکسایا
ہو گا پھر اس کے سیف سے ان تصویروں کا حصول بھی کالکا کی
قوت کے لیے کوئی مشکل نہیں تھا۔

"کس سوچ میں گم ہو میرے عزیز؟"
میرے کانوں نے ایک مانوس آواز سنی۔ میں نے تیزی
سے نگاہوں کا زاویہ تبدیل کیا۔ وہ میرا وہم نہیں حقیقت تھی'
لیڈی مکلارنس اپنے اسی پرانے لباس میں دروازے کے قریب
کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی۔

"تم ـــ"
"کیوں۔ کیا تمہیں مجھے یہاں دیکھ کر تعجب ہو رہا ہے۔"
اس نے معنی خیز انداز میں جواب دیا پھر میرے سامنے آ کر بیٹھ
گئی۔

"کالکا کی قوتوں کو پھر اس بات کا علم ہو سکتا ہے کہ تم
میرے دفتر میں موجود ہو۔ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ پھر
تمہیں ناگنوں اور زہریلے سانپوں کے شکنجے میں جکڑ کر بے بس
کر دے۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "پچھلی بار تم کالکا
کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر فرار ہو گئی تھیں' وہ عقاب بن کر تم
پر جھپٹی تھی لیکن شاید تم اس کی رسائی سے پہلے ہی مکلارنس
کیسل کے اندر داخل ہو چکی تھیں۔ کالکا نے مجھ سے یہی کہا
تھا کہ وہ اس طلسمی حصار کو نہیں توڑ سکی جو تم نے اپنی
رہائش گاہ کے اطراف قائم کر رکھا ہے۔"
"مجھے معلوم ہے۔" لیڈی مکلارنس نے بے پروائی سے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ بھی ایک ناٹک ہی تھا جو
تمہاری کالکا دیوی نے تمہیں ذہنی طور پر مفلوج کرنے کو رچایا
تھا۔"

"برا نہ مانو تو ایک بات کہوں؟"
"مجھے معلوم ہے کہ تم کیا بات کہو گے۔" وہ یکلخت سنجیدہ
ہو گئی۔ "یہی نا کہ اگر وہ صرف ناٹک تھا تو میں نے تمہیں قبل
از وقت اس کی اطلاع کیوں نہیں دی یا پھر کالکا کی سرکوبی کے
لیے کوئی اقدام کیوں نہیں کیا؟"
"میری جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کے ذہن میں بھی کچھ ایسے
ہی سوالات ضرور ابھرتے۔"
"میں فی الحال تمہیں اپنی خاموشی کی وجہ بتانے سے قاصر
ہوں اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ کالکا کی گندی روح کہیں آس
پاس منڈلا رہی ہو' میں نہیں چاہتی کہ اسے قبل از وقت اس
بات کا اندازہ ہو کہ میں اسے قابو کرنے کے لیے کون سا راستہ
اختیار کر رہی ہوں۔"
"یہ جواب میری تسلی کے لیے ناکافی ہے۔" میں نے دل
برداشتہ ہو کر جواب دیا۔ "وقت اور حالات نے مجھے اپنے
سائے سے بھی محتاط رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اگر تمہاری بے
بسی کالکا کا کوئی ناٹک تھا تو تم اس کا ڈراپ سین بھی کر سکتی تھیں
لیکن ایسا نہیں ہوا اور اب حالات نے جو صورت اختیار
کر رکھی ہے شاید تم ان سے ناواقف ہو۔"
"یہ تمہارا اپنا خیال ہے ورنہ لیڈی مکلارنس کی نگاہیں
زمین کے اندر چھپے ہوئے راز کو بھی پا لیتی ہیں۔" وہ بے حد
سنجیدگی سے پر اعتماد لہجے میں بولی۔ "مجھے علم ہے کہ اب کالکا
بھوشن کے مقابلے پر تمہیں کمزور کرنے کی خاطر اپنے داؤ پیچ لڑا
رہی ہے۔ تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ بھوشن تمہارے ہاتھوں
مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر تمہارے آفس تک آ گیا تھا۔"
"کالکا نے کہا تھا کہ وہ بھی ایک ناٹک ہی تھا۔"
"اس نے ٹھیک کہا تھا' تم نے جس بھوشن کو مارا تھا وہ
تمہاری نگاہوں کا فریب تھا' کالکا ہی نے بھوشن کی آواز میں دس
منٹ انتظار کرنے کو کہا تھا پھر وہ بھوشن کے روپ میں تمہارے
سامنے آ گئی اور تم وقتی طور پر خوش ہو گئے کہ تم نے اس ذلیل
ڈاگ کا مرڈر کر دیا۔"
"لیکن کالکا کو یہ سب کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی' وہ
چاہتی تو مجھے بھوشن کے راستے سے ہٹا سکتی تھی۔"
"وہ ایسا نہیں کر سکتی۔" لیڈی مکلارنس نے تیزی سے
جواب دیا۔ "جب تک وہ قوت' جسے ابھی تک میں بھی نہیں
دیکھ سکی' تمہاری مدد کر رہی ہے دنیا کا کوئی طلسم کوئی کالی طاقت
تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔"
"لیکن اب کالکا نے اس قوت کو بھی مجھ سے ناراض

کرنے کے راستے تلاش کرنے شروع کر دیے ہیں۔"
"مجھے یقین تھا' آئی واز ہنڈریڈ پرسنٹ شیور
(I Was Hundred Percet Soure)
کہ تم اس طاقت سے واقف ہو جس سے ابھی تک انکار کرتے
رہے ہو۔ میرا علم مجھے کبھی دھوکا نہیں دے سکتا۔"
لیڈی مکلارنس کے جواب پر مجھے اپنی حماقت کا احساس
بڑی شدت سے ہوا۔ میں نے جذباتی طور پر اس راز کو اگلنے کی
غلطی کر دی تھی جسے معلوم کرنے کے لیے لیڈی مکلارنس اور
کالکا (اگر وہ ایک ہی عورت کے دو روپ نہیں تھے تو) میرے
اندر دلچسپی لے رہی تھیں' بہرحال میں نے بات بدلنے کی خاطر
پہلو بدل کر کہا۔ "میں نے اس راز کے بارے میں جو کچھ کہا ہے
وہ محض میرا قیاس ہے اس لیے کہ اب کالکا کھل کر میری
مخالفت پر آمادہ ہے' پہلے ایسا نہیں تھا' اب وہ بھوشن کی پشت
پناہی کر رہی ہے' پہلے اس نے اس کی جرات نہیں کی تھی۔"
"بہرحال تم مانو یا نہ مانو لیکن میرا دل بھی کسی بات کی غلط
گواہی نہیں دیتا۔"
"غلط فہمی کا علاج لقمان حکیم کے پاس بھی نہیں تھا۔"
"یہی میں بھی تمہیں سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں
میرے عزیز کہ اس خیال کو ذہن سے کھرچ کر نکال دو کہ میں اور
کالکا ایک ہی اسٹیج کے دو سائے ہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہے میرے
بچے۔"
"کیا تم بتا سکتی ہو کہ کامنی دت نے مختلف بیانات کیوں
دیے تھے؟"
"تم اسے میری موجودگی میں فون کرو۔ اس بار شاید وہ
تمہیں پہچاننے سے بھی انکار کر دے اس لیے کہ اب تک اس
نے جو بیانات دیے ہیں اس میں کالکا کی گندی قوت کا دخل
تھا۔"
"تمہارا علم گیتا کے بارے میں کیا کہتا ہے۔" میں نے اس
کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سوال کیا۔
"مجھے آزمانے کی کوشش کر رہے ہو۔" وہ مسکرا کر بولی۔
"کیا تم اس بات سے انکار کرو گے کہ تم سادھنا کے روپ میں
گیتا سے مل چکے ہو۔"
"کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ سادھنا یا گیتا کو اس بات کا
علم ہے کہ بھوشن ابھی تک زندہ ہے۔"
"ہاں۔ جب تک وہ مر نہیں جاتا گیتا کی روح تمہارے
آس پاس بھٹکتی رہے گی۔ ہو سکتا ہے اب وہ تم سے کسی
دوسرے روپ میں ملے۔"
"بھوشن کے بارے میں تم کیا پیشین گوئی کرو گی۔" میں
نے پہلو بدل کر پوچھا۔ "کیا اس کی موت میرے ہاتھوں نہیں
ہو گی۔"

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

"مجھے مجبور نہ کرو میرے بچے۔ جو باتیں لکھ دی گئی ہیں وہ اپنی جگہ اٹل ہوتی ہیں لیکن اس کا قبل از وقت بیان کرنا مناسب نہیں ہوتا' بہرحال تم اس بات پر یقین رکھو کہ بھوشن کے معاملے میں تمہیں مایوسی کا سامنا نہیں ہوگا۔"

"وہ شخص جو سراج کی موجودگی میں میرے پاس آیا تھا وہ کون تھا؟"

"وہ بظاہر سنت بھوشن ہی تھا لیکن اس کے ذہن پر کالکا کا راج تھا۔"

"کیا تم کالکا کے مقابلے پر میری مدد کر سکو گی؟" میں نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اس کا جواب آنے والا وقت تمہیں دے گا۔" اس نے بات بچے میں کہا پھر بولی۔ "اب میں جا رہی ہوں میرے عزیز لیکن مجھے تمہارا خیال ہمیشہ رہے گا' میں تم سے کبھی دور نہیں ہوتی۔"

"رکی اور اس کے گروہ کے افراد بھوشن کے اشارے پر میرے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔"

"فکر مت کرو۔ رکی کے سلسلے میں بھی تم ایک حسین اور خوبصورت تجربے سے دوچار ہونے والے ہو۔"

پھر اس سے پیشتر کہ میں کچھ کہتا لیڈی ملکارنس چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی میرے دفتر سے باہر چلی گئی' میں نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی' البتہ اس کی آمد نے میرے ذہن کو پھر الجھا دیا۔ کامنی وت کے سلسلے میں اس نے کہا تھا کہ شاید وہ دوسری ملاقات پر مجھے سرے سے پہچاننے سے انکار کر دے اس لیے کہ اس نے مختلف افراد کو بھوشن کے سلسلے میں جو متضاد بیان دیے تھے اس میں کالکا کی گندی قوت کو دخل تھا لیکن کامنی وت کو اس طرح قابو کرنے کی کیا ضرورت تھی' اگر وہ اپنے کہے کے مطابق گزشتہ آٹھ سال سے بھوشن کے دفتر میں ملازمت کر رہی تھی تو اسے یقینی اپنے باس کے سیاہ کرتوتوں کا علم بھی ضرور رہا ہوگا۔ لیڈی ملکارنس کی بیان کی تصدیق کی خاطر میں نے ریسیور اٹھا کر بھوشن کی پی' اے کے نمبر ڈائل کیے' فون خود کامنی وت ہی نے ریسیو کیا تھا میں نے اس کی آواز پہچاننے میں ہرچند کوئی غلطی نہیں کی تھی پھر بھی تصدیق کی خاطر پوچھ لیا۔

"کیا آپ کامنی وت بول رہی ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"میں شہباز خان بول رہا ہوں۔" میں نے اپنا تعارف کرایا۔

"باس اس وقت مصروف ہیں' مجھے کوئی کال تھرو نہ کرنے کی سختی سے ہدایت کی ہے۔"

"آپ نے غالباً مجھے پہچانا نہیں۔ میں ایک بار آپ سے مل بھی چکا ہوں۔"

"ہو سکتا ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔ "دن بھر سیکڑوں اجنبیوں سے واسطہ پڑتا ہے' ممکن ہے کہ شکل دیکھنے کے بعد میں آپ کو پہچان لوں لیکن شاید یہ نام میں پہلی بار سن رہی ہوں۔"

"آپ غالباً اس حادثے کو بھول رہی ہیں جو کچھ دنوں پیشتر آپ کے باس کو پیش آیا تھا۔"

"حادثہ" اس نے حیرت کا اظہار کیا۔ "میں نہیں سمجھی کہ آپ کس حادثے کی بات کر رہے ہیں؟"

"اس روز میں بغیر وقت طے کیے ملنے آیا تھا اور مسٹر بھوشن نے مجھے دس منٹ کے بعد طلب کیا تھا' وہ دس منٹ میں نے آپ کے آفس میں گزارے تھے پھر آپ ہی کے کہنے پر میں نے وہ دروازہ استعمال کیا تھا جو آپ کے دفتر میں کھلتا ہے' آپ نے ہی میری رہنمائی کی تھی۔"

"آئی سی۔" اس کے لہجے میں تلخی شامل ہو گئی۔ "آپ غالباً مجھ سے فری ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے باس اور میرے آفس کے درمیان جو دروازہ ہے اسے میرے علاوہ اور کوئی استعمال نہیں کر سکتا۔ ویسے بائی دی وے کیا کسی خاتون سے اس طرح بے تکلف ہونے کو آپ گھٹیا پن نہیں کہیں گے۔"

میں نے جواب دینے کے بجائے تلملا کر ریسیور رکھ دیا' لیڈی ملکارنس نے جو کہا تھا وہ نہ صرف درست تھا بلکہ اس نے کامنی وت کے کردار کو میرے لیے اور پراسرار بنا دیا تھا' مجھے پھر اس خاتون کا خیال آیا جسے دوبار میں ندیم کے کیبن میں دیکھ چکا تھا' اس کے اور کامنی وت کے چہرے کے نقوش بڑی حد تک ملتے جلتے تھے لیکن ندیم نے اس سلسلے میں قطعی انکار کر دیا تھا کہ کامنی وت سے واقفیت رکھتا ہے۔ گیتا کے سلسلے میں بھی لیڈی ملکارنس نے یہی کہا تھا کہ جب تک بھوشن زندہ ہے اس کی بے چین روح میرے ارد گرد منڈلاتی رہے گی' لیکن کیوں؟ کیا سادھنا یا گیتا کی بے چین روح بھوشن کو ٹھکانے لگانے کی خاطر کسی اور کو اپنا آلۂ کار نہیں بنا سکتی تھی؟ اس نے صرف میرا ہی انتخاب کیوں کیا تھا؟ لیڈی ملکارنس کی آمد نے میرے ذہن کو مزید الجھنوں کا شکار کر دیا تھا۔

میں نے خود کو مصروف رکھنے کی خاطر ایک ضروری فائل کی ورق گردانی شروع کر دی' دفتر سے میری دس بارہ روز کی غیر حاضری کی وجہ سے بے شمار فائلیں میری توجہ کی منتظر تھیں۔ میں خاصی دیر تک فائلوں کو دیکھتا رہا پھر ڈائرکٹ لائن پر فون کی گھنٹی بجی تو میں نے ریسیور اٹھا لیا۔

"میں ماہ رخ بول رہی ہوں۔" دوسری جانب سے ماہ رخ کی آواز ابھری۔ "جیتے بے موت ہو گئے ہو تم۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"کیوں کیا تمہیں ابھی تک سراج کی تعیناتی کی اطلاع نہیں ملی۔" اس نے بے تکلفی سے کہا۔ "تمہاری خاطر میں نے جان بوجھ کر اس کی تقرری اسی علاقے میں کرائی ہے جس میں بھوشن کا دفتر واقع ہے۔"

"سوری۔" میں نے اس کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا۔ "شاید میں تمہارا شکریہ ادا کرنا بھول گیا تھا لیکن۔"

"مجھے علم ہے۔" ماہ رخ نے اس بار سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تمہیں جو دکھ لگا ہے میں اس میں برابر کی شریک ہوں۔"

"شکریہ۔"

"شکریہ کس بات کا؟ کیا میں تمہارے دکھ درد میں شریک ہونے کا کوئی اختیار نہیں رکھتی۔"

"کس کس دکھ میں شریک ہو گی ماہ رخ۔ میری زندگی کے تو ہر موڑ پر ایک دشمن گھات لگائے بیٹھا ہے۔" میں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ یوں بھی موت تو برحق ہے۔"

"ہمت سے کام لو شہباز۔" ماہ رخ نے بڑی اپنائیت سے کہا۔ "اگر میں تمہارے کسی کام آسکوں تو مجھے خوشی ہوگی۔"

"کوئی ضرورت درپیش آئی تو میں تکلف سے کام نہیں لوں گا۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔" وہ پھر چہکنے لگی۔ "مجھے اپنے ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ رکی کے گروہ کے بدمعاشوں نے تمہارے اوپر قاتلانہ حملہ کیا تھا لیکن تم نے مجھے اس کی اطلاع دینے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔"

"میں نے سراج کو حالات سے باخبر کر دیا تھا۔"

"پھر نتیجہ کیا نکلا۔ رکی کے دو آدمی کام آگئے' تیسرے نے قانون کی گرفت سے آزادی حاصل کرنے کی خاطر خودکشی کر لی' حملے میں پولیس کا ایک آدمی بھی زخمی ہو گیا جو ریڈ کراس اسپتال میں پڑا زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار ہے۔"

"تمہیں اس معاملے کی اطلاع کس نے دی؟"

"میرے خاص آدمیوں نے۔"

"اوہ۔ گویا اب ندیم کی طرح تم نے بھی اپنے کچھ کارندے میری نگرانی پر مامور کر دیے ہیں۔"

"میں انہیں واپس بلا سکتی ہوں' لیکن ایک شرط پر۔"

"وہ کیا؟"

"تم بھوشن کا معاملہ میرے سپرد کر دو۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "میں وعدہ کرتی ہوں کہ صرف چوبیس گھنٹے کے اندر اندر تمہیں بھوشن کے عبرتناک انجام کی اطلاع مل جائے گی۔ ہو سکتا ہے اس کی مسخ شدہ لاش پولیس کو کسی ایسے کوڑے دان میں پڑی ملے جہاں شریف اور مہذب لوگ اپنے گھر کی گندگی ڈالنے سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔"

"نہیں۔" میرے لہجے میں کرختگی پیدا ہو گئی۔ "ندیم نے بھی مجھ سے ایسی ہی بات کی تھی لیکن میں نے اسے بھی منع کر دیا ہے' بھوشن میرا شکار ہے' میں اسے اپنے ہاتھوں سے ختم کرنے کی لذت سے محروم نہیں ہونا چاہتا۔"

"مجھے تمہاری یہ شرط بھی منظور ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "میرے آدمی بھوشن کی ڈنڈا ڈولی کر کے اسے تمہارے قدموں میں لا ڈالیں گے' پھر تم اسے اپنی مرضی سے سزا دے سکتے ہو۔"

"پلیز ماہ رخ۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ تم بھوشن کو میری خاطر گھیرنے کی کوشش نہیں کرو گی۔ میں مچان پر بیٹھ کر شیر کے شکار کرنے والوں کو بزدل سمجھتا ہوں۔"

"ایسی صورت میں مجھے اختیار ہے کہ میں تمہارے بارے میں ایک ایک منٹ کی خبریں حاصل کرتی رہوں۔"

"فائدہ۔" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "اگر کسی آتشیں اسلحہ سے نکلی ہوئی گولی پر میرا نام لکھا جا چکا ہے تو اسے تمہارے آدمی بھی نہیں روک سکیں گے۔ پلیز مجھے تنہا حالات کا مقابلہ کرنے دو۔"

"اس بات سے کیا سمجھوں؟ کیا تم ماہ رخ کو اپنے آپ سے الگ سمجھتے ہو؟"

"نہیں۔" میں نے دل پر جبر کر کے کہا۔ "میں جلد ہی تم سے ملاقات کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا انتظار کرتے کرتے تمہاری ماہ رخ ختم ہو جائے اور تمہیں اپنا وعدہ وفا کرنے کا خیال ہی نہ آئے۔"

"ایسا نہیں ہوگا۔" میں نے اسے تسلی دی۔ "میں پہلی فرصت میں تم سے ملنے آؤں گا' ہو سکتا ہے کہ ذاتی ملاقات کے بعد میں تمہارے ذمہ بھی کوئی کام کروں۔"

"وہ دن ماہ رخ کی زندگی کا سب سے بڑا خوشگوار دن ہوگا۔" اس کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ میرا جواب سن کر کسی لبریز جام کی مانند چھلک اٹھی تھی' اس کے ملنے والوں کی فہرست ندیم کی اطلاع کے مطابق خاصی طویل تھی لیکن میرے اندر اسے نہ جانے کیا بات نظر آئی تھی کہ وہ میرا پیچھا چھوڑنے کو تیار نہیں تھی' عجیب کی قماش عورت تھی' سلیمان شاہ سے اس کا رشتہ جن بنیادوں پر قائم تھا وہ بھی کچھ کم حیران کن نہیں تھا' دونوں ایک دوسرے کے خلوت کدے کے رنگین واقعات سے واقف تھے لیکن انہوں نے طے شدہ معاہدہ کے تحت کبھی ایک دوسرے کی نجی زندگی اور معاملات میں دخل اندازی نہیں کی تھی۔ کبھی کبھی کرسی اور طاقت کی ہوس انسان کو اس قدر اندھا بھی کر دیتی ہے کہ اسے اپنا قد بلند کرنے کے سلسلے میں اپنی

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

عزت و آبرو بھی داؤ پر لگانی پڑتی ہے۔ اقتدار کی بھوک اور کرسی کا نشہ انسان کو اتنا بے خود کردیتا ہے کہ وہ شرافت کی تمام قدروں کو بھی یکسر فراموش کردیتا ہے پھر اس میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا' خود غرضی کے دھارے میں بہنے کے علاوہ کسی اور بات کی فکر لاحق نہیں ہوتی۔

ماہ رخ کو جانے کے بعد میں نے پھر سراج کو فون کیا لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی' اس کے دفتر سے یہی جواب ملا تھا کہ وہ کسی تفتیش کے سلسلے میں باہر گیا ہوا ہے۔ میں نے رابطہ منقطع کرکے اطمینان کا سانس لیا' ماہ رخ سے میں زیادہ تعلقات نہیں رکھنا چاہتا تھا لیکن وہ میرے لیے کار آمد ثابت ہوسکتی تھی' رکی اور اس کے گروہ کے بدمعاشوں کی سرکوبی کا کام میں اس کے حوالے بھی کرسکتا تھا میرے لیے جو کچھ بھی زیادہ دشوار تھا اس لیے میں اپنا یہ مہرہ جو اسے سونپنا چاہتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میری خاطر وہ کوئی بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرے گی لیکن اس کے ساتھ مجھے یہ خوف بھی لاحق تھا کہ کہیں وہ پھر مجھ سے کوئی ایسا معاوضہ طلب کرنے کی خاطر شرافت کے اس لباس کو تار تار نہ کردے جو اس کے جسم پر نہ ہونے کے برابر تھا' میں نے ایک بار انکار کیا تھا تو وہ کسی بھوکی شیرنی کی طرح مجھ پر جھپٹ پڑی تھی پھر اس نے بے ہوشی کی حالت میں مجھ سے وہ معاوضہ وصول کرلیا تھا جو ہوش مندی کی حالت میں شاید میں کبھی ادا کرنے پر تیار نہ ہوتا۔

شام کو میں دفتر سے جلدی اٹھ گیا' میں نے دارابی کو ہدایت کردی تھی کہ میرے نو تعمیر شدہ مکان کو کرائے پر اٹھادے' عارفہ کی وجہ سے میں ندیم کے گھر کو نہیں چھوڑ سکتا تھا' وہ اس کے لیے سب سے محفوظ پناہ گاہ تھی جہاں طاغوتی قوتیں اس کے وجود کو مجھ سے علیحدہ کرنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکتی تھیں۔ مجھے یقین تھا کہ ندیم بھی مجھے آسانی سے وہاں سے جانے کی اجازت نہیں دے گا' میں اس کے دل کو کوئی صدمہ بھی نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ نسیم نے بھی دبی زبان میں کئی بار مجھ سے یہی کہا تھا کہ وہ مجھے کسی قیمت پر وہاں سے نہیں جانے دے گی' میں نے اسے بس کہا تھا' اس کے علاوہ عارفہ بھی اس کے ساتھ بہت خوش رہتی تھی' مجھے یہ خطرہ بھی لاحق تھا کہ ندیم کی رہائش گاہ سے منتقل ہونے کے بعد ناپاک قوتیں عارفہ کی زندگی کے راز سے واقف ہوجائیں گی اور پھر کالا اس کی زندگی کا چراغ گل کرنے کی خاطر کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گی۔ میں نے اسے موت کے منہ سے بروقت بچالیا تھا پھر ماں کی مرضی نے اسے میرا شریک سفر بنادیا۔ اس نے حالات سے سمجھوتا کرلیا تھا میرے کہنے پر خود کو گھر کی چار دیواری کے اندر قید کررکھا تھا۔ جہاں نسیم اور ندیم کی رفاقت نے اسے بہت ساری خوشیاں دی تھیں' میں اس سے ان خوشیوں کو چھیننا نہیں چاہتا تھا' مجھے یقین تھا کہ میرے ایک اشارے پر وہ اپنی زندگی بھی قربان کرسکتی ہے' ملازمت کے دوران بھی وہ ایک سچے اور دیانتدار رفیق کی طرح میرا خیال رکھتی تھی۔ اب اس کی سانسوں پر بھی مجھے اختیار حاصل تھا' میں نے بھی کسی معاملے میں اس کی حق تلفی نہیں کی تھی' وہ میرے دکھ درد میں برابر سے کچھ زیادہ ہی کی شریک تھی۔

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد میں نے کچھ سوچ کر کریم سے سلیمان شاہ کی کوٹھی پر چلنے کو کہا تو اس نے بس ایک نظر مجھے دیکھا پھر میرے حکم کی پیروی میں اس نے عمارت سے باہر نکلنے کے بعد گاڑی کا رخ اسی سمت موڑ دیا' میں محسوس کررہا تھا کہ شاید کریم کو میری زبان سے سلیمان شاہ کا نام سن کر حیرت ہوئی تھی۔

"تم نے ندیم سے میرے بارے میں کیا شکوہ کیا تھا۔" میں نے کریم سے دریافت کیا۔

"شکوہ؟ میں سمجھا نہیں صاحب؟"

"میں اس روز کی بات کررہا ہوں جب بھوشن کے دفتر جاتے وقت میں تمہیں اپنے ہمراہ نہیں لے گیا تھا۔"

"میں نے شکوہ نہیں کیا تھا صاحب لیکن مجھے دکھ ضرور ہوا تھا۔" وہ بڑے خلوص سے بولا۔ "اگر خدانہ کرے آپ کو کوئی خطرہ پیش آجاتا تو میرا ضمیر مجھے کبھی معاف نہ کرتا۔"

"ندیم نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں آیندہ تمہیں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھوں۔"

"یہ میری عزت افزائی ہوگی صاحب۔"

"جس وقت رکی اور اس کے آدمیوں نے مجھ پر حملہ کرنے کی خاطر عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی اس وقت تم کہاں تھے؟" میں نے کچھ سوچ کر دریافت کیا۔

"میں غافل نہیں تھا صاحب۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اتفاق ہی تھا جو سراج صاحب کے آدمی نے عین اس وقت مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی جب میں اس کا نشانہ لے رہا تھا' اس کی قسمت اچھی ہی تھی جو وہ بچ کر نکل گیا۔ بہرحال مجھے خوشی ہے میں اس کے دو آدمیوں کو ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہوگیا' رکی کی مشکیں کسنے کی کوشش اگر پولیس نے نہ کی ہوتی تو وہ بھی میرے ہاتھوں کام آجاتا۔"

"تمہیں کسی نے فائرنگ کرتے دیکھا تو نہیں تھا؟"

"میں کچا کام کرنے کا عادی نہیں ہوں صاحب۔"

"آیندہ احتیاط رکھنا۔" میں نے اسے مشورہ دیا۔ "اگر مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنے والے زندہ ہاتھ آجائیں تو ان سے بہت کچھ اگلوایا جاسکتا ہے۔"

"آپ کا کیا خیال ہے جناب' کیا یہ حملہ مسٹر بھوشن کے اشارے پر کیا گیا تھا؟"

"ہوسکتا ہے۔" میں نے غیر یقینی سا جواب دیا۔ "رکی کے بارے میں کیا علم ہے آپ کا؟"

"کیا مطلب ہے؟"

"میں اس کے ایک دو ٹھکانوں سے واقف ہوں۔" کریم نے پراعتماد انداز میں کہا۔ "اس کی کچھ ایسی نشانیاں ہیں کہ وہ خواہ کسی روپ یا میک اپ میں ہو میری نگاہوں سے خود کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا' آپ اجازت دیں تو میں اسے جال میں پھانسنے کی کوشش کروں۔"

"فی الحال میں اپنے آدمیوں کو ان معاملات سے دور ہی رکھنا چاہتا ہوں۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ پولیس اس کا سراغ لگائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

"پولیس۔" کریم معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ "پولیس جن بدمعاشوں اور ہسٹری شیٹروں سے بھتہ لیتی ہے' اپنے مفاد کی خاطر انہیں پولیس ریڈ کی اطلاع قبل از وقت فراہم کردیتی ہے۔ سراج صاحب کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ ان کے ہاتھ اجلے کپڑے کی طرح صاف ہیں لیکن وہی مثل ہے کہ اکیلا چنا بھی بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا۔"

"تم دور دور رہ کر رکی اور اس کے ساتھیوں پر نظر رکھو اور مجھے اس سے مطلع کرتے رہو' میں کوشش کروں گا کہ اسے زندہ گرفتار کراسکوں۔"

"اس کے لیے بھی ایک نسخہ ہے میرے پاس۔" کریم تھوڑے توقف سے بولا۔ "میں ایک دو ایسی لڑکیوں سے بھی واقف ہوں جن کا تعلق رکی سے رہ چکا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ میں ان میں سے کسی کو ایک خرید لوں۔ دراصل رکی بہت بڑا بدمعاش ہونے کے باوجود خوبصورت اور حسین لڑکیوں کے سلسلے میں لنگوٹ کا بڑا کچا واقع ہوا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ کسی دن اس کی کوئی داشتہ ہی اس کی بربادی کا سبب بن جائے گی۔"

"تمہیں رکی کے بارے میں اتنی ساری معلومات کس طرح ہیں۔" میں نے کریم کو کریدنے کی کوشش کی۔

"معلومات رکھنی پڑتی ہے صاحب ورنہ رکی جیسا کینہ پرور ایک معمولی سے شک پر بھی کسی کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"ایک بات پوچھوں صاحب۔" اس نے تھوڑے توقف سے کہا۔ "کیا آپ اس وقت رکی ہی کے سلسلے میں سلیمان شاہ کی کوٹھی پر جارہے ہیں۔"

"کیا کرنا چاہتے ہو۔" میں نے کریم کو تیز نظروں سے گھورا۔ مجھے اپنے معاملات اور نجی زندگی کے بارے میں اس کا دخل گراں گزرا تھا۔

"اگر آپ کو میری بات ناگوار گزری ہو تو میں ہاتھ جوڑ کر معافی چاہتا ہوں لیکن آپ کا نمک کھا رہا ہوں اس لیے آپ سے دغابازی بھی نہیں کرسکتا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے بدستور اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں پھر معافی چاہتا ہوں صاحب' لیکن ایک بات آپ کو بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔" کریم نے دبی زبان میں کہا۔ "کسی زمانے میں رکی کا بھی سلیمان شاہ کے گھر بہت آنا جانا رہ چکا ہے۔"

"مجھے معلوم ہے کہ سلیمان شاہ بھی دوسرے بڑے آدمیوں کی طرح غنڈے اور بدمعاش لوگوں کی سرپرستی کرنے پر مجبور ہے' یہی لوگ وقت پر ان کے کام آتے ہیں۔ سلیمان شاہ قسم کے اونچے لوگ اگر دہشت گردوں کی پشت پناہی کرنا چھوڑ دیں تو ان کی اپنی زندگی کے لالے پڑجاتے ہیں۔"

"میرا اشارہ مسز سلیمان شاہ کی طرف تھا۔" اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔ "یہ ان دنوں کی بات ہے جب رکی نے بدمعاشی کے پیشے کو نہیں اپنایا تھا' صرف پہلوانی کرتا تھا لیکن پھر غلط چکروں میں پڑ کر اس نے زندگی کا منفی پہلو اختیار کرلیا۔"

"میرا خیال ہے کہ تم نے اس میدان کی اچھی خاصی سیر کی ہوئی ہے۔"

"میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا صاحب' لیکن ندیم صاحب کی ملاقات کے بعد بس میں صرف ان ہی کا ہو کر رہ گیا۔"

"کیوں؟ ایسی کیا خاص بات ہے ندیم صاحب میں۔"

"وہ ہزاروں خوبیوں کے مالک ہیں جناب۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اتنی آسانی سے کیسینو نہ چلا رہے ہوتے۔"

"پہلے تو تم نے کہا تھا کہ تم ندیم سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔"

"اس وقت کی بات اور تھی جناب لیکن اب ندیم صاحب نے مجھے یہی حکم دیا ہے کہ آپ سے ہمیشہ سچ بولنے کی کوشش کروں۔"

میں کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ اچانک ایک رکشا میری گاڑی کے راستے میں آگیا' اس نے گاڑی کو کراس کرکے بائیں جانب مڑنے کی کوشش کی تھی مگر شاید وہ گاڑی کی رفتار کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکا' کریم نے اسے بچانے کی پوری کوشش کی' اس نے فل بریک لگا کر گاڑی روکنی چاہی۔ اسے اپنے ارادے میں کامیابی بھی ہوگئی تھی لیکن سڑک گیلی ہونے کے سبب ٹائر

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

رپٹ گئے۔ فضا میں بریک لگنے کے باعث پہیوں کی چرچراہٹ کی آواز گونجی پھر ایک ہلکا سا دھماکا ہوا گاڑی پھسلن کی وجہ سے کسی مست ہاتھی کی طرح لہراتی ہوئی پوری شدت سے رکشے سے ٹکرائی پھر ٹکر کی پرشور آواز کے ساتھ ہی رکشا بے قابو ہو کر سڑک پر الٹ گیا۔

میں اور کریم دونوں ہی بیک وقت گاڑی سے اتر کر رکشے کی طرف لپکے تھے۔

راہ گیروں کا اچھا خاصا ہجوم ہمارے گرد جمع ہونے لگا تھا۔ خدا کا شکر تھا کہ رکشے والے کو زیادہ زخم نہیں آئے تھے لیکن اس کے اندر جو لڑکی موجود تھی وہ شاید اس اچانک حادثے سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ راہ گیروں نے رکشے والے کی حمایت میں آواز بلند کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ غلطی خواہ کسی کی ہو لیکن ہجوم ہمیشہ کمزور پارٹی کی طرف سے بولتا ہے۔ بہرحال رکشے والا شریف ہی تھا جو اس نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ میں نے حالات کے پیش نظر پرس سے کچھ روپے نکال کر رکشے والے کو دیے پھر کریم نے میری ہدایت پر لڑکی کو اٹھا کر پچھلی سیٹ پر ڈالا اور تیزی سے قریبی اسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں کریم کے ساتھ اگلی نشست پر آ گیا۔ لڑکی چونکہ برقعے میں تھی اس لیے میں فوری طور پر اس کی شکل نہیں دیکھ سکا لیکن اب اس کا چہرہ میرے سامنے تھا۔ اس کے خدوخال بھی یقیناً خوب صورت اور بے حد حسین رہے ہوں گے لیکن اب اس کا چہرہ بری طرح سے جھلس کر رہ گیا تھا۔ شاید کسی نے اس کے چہرے پر تیزاب ڈال کر اس کی خوب صورتی کو بھیانک بنا دیا تھا۔ پیشانی کے اوپر بھی کچھ بال جھلسے ہوئے تھے۔ پورے چہرے کی کھال نے سکڑ کر کچھ عجیب سی شکل اختیار کر لی تھی لیکن اس کے جسمانی نشیب و فراز اب بھی خوب صورت تھے۔ اس کی عمر پچیس چھبیس سے زیادہ نہیں تھی۔ وہ بدستور بے ہوشی کی حالت سے دوچار تھی لیکن مظلومیت کی ایک طویل داستان اس کے چہرے پر رقم تھی۔ شاید کسی نے انتقاماً اس کے چہرے کو مسخ کرنے کی کوشش کی تھی۔ پولیس کی ملازمت کے دوران میں اس قسم کی کئی کہانیاں سن چکا تھا جب کسی ناکام عاشق نے دل برداشتہ ہو کر یا اپنی نفسیاتی خواہش پوری نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کی خوب صورتی بگاڑ دی تھی۔ وہ لڑکی جو اس وقت میری گاڑی کی پچھلی نشست پر پڑی تھی۔ اس کے چہرے کی کیفیت بھی اپنے اندر کسی کے ظلم کی داستان چھپائے ہوئے تھی۔

کریم بڑی احتیاط سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا پھر اس سے پیشتر کہ ہم لڑکی کو میڈیکل چیک اپ یا علاج کی غرض سے کسی ہسپتال تک لے جاتے وہ ہوش میں آ گئی۔ ایک لمحے تک وہ جلدی جلدی پلکیں جھپکاتی رہی پھر یکلخت اٹھ بیٹھی۔ خود کو دو آدمیوں کے ساتھ ایک گاڑی میں دیکھ کر اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا پھر وہ جلدی سے اپنے بھیانک چہرے کو برقعے کی نقاب سے چھپاتے ہوئے نحیف آواز میں بولی۔ "تم ۔۔۔ تم لوگ مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو۔ رحم کرو مجھ پر۔" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"پریشان مت ہو۔" میں نے اسے تسلی دی۔ "تم اس وقت محفوظ ہاتھوں میں ہو۔"

"مم ۔۔۔ میں شاید رکشے میں سفر کر رہی تھی پھر اس گاڑی میں کس طرح آ گئی؟" وہ اب بھی مجھے سہمی سہمی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"تمہارا رکشا غلطی سے الٹ گیا تھا۔ تم بے ہوش تھیں اس لیے ہم فوری طور پر تمہیں اسپتال لے جا رہے ہیں۔" میں نے نرمی سے کہا۔

"نہیں۔" وہ بدستور خوف زدہ نظر آ رہی تھی۔ "میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ مجھے یہیں کہیں اتار دو میں دوسرا رکشا پکڑ لوں گی۔"

"کہاں جانا چاہتی ہو؟"

"تم ۔۔۔ تم کون ہو؟" اس نے میرے سوال کا جواب دینے کے بجائے دبی زبان میں پوچھا۔

"گھبراؤ مت۔ ہم تمہارے دشمن نہیں۔ دوست ہیں۔"

"اگر تم میرے ہمدرد ہو تو مجھے کسی قریبی تھانے تک پہنچا دو۔"

"تھانے!" میں چونکا۔ "کیا تم کسی کے خلاف کوئی رپورٹ درج کرانا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔ میری زندگی خطرے میں ہے۔" اس کی آواز بھرا گئی۔ "میرے دشمن شکاری کتوں کی طرح میرے پیچھے لگے ہیں۔ میں اگر ان کے ہاتھ آ گئی تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے لیکن میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔"

"لیکن وہ لوگ کون ہیں اور تمہارے دشمن کیوں بن گئے ہیں؟"

"میں پولیس کے علاوہ اپنے اہم راز کسی اور کو نہیں دینا چاہتی۔"

"کسی زمانے میں میرا تعلق بھی پولیس کے محکمے سے رہ چکا ہے۔" میں نے کہا۔ "تم مجھ پر اعتماد کر سکتی ہو۔"

"اگر تمہارا تعلق محکمۂ پولیس سے رہ چکا ہے تو تم ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سراج کو بھی ضرور جانتے ہو گے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے سراج کا نام سن کر اسے اطمینان دلانے کی کوشش کی۔ "میں تمہیں سراج سے ملوا سکتا ہوں لیکن تمہارا تھانے جانا مناسب نہیں ہو گا۔"

تیسرے کروسیڈ کے دو ہیرو آمنے سامنے

سلطان صلاح الدین اور شیر دل رچرڈ

جنگ مقدس

رچرڈ کو جنگ بند کرانے کی ایک عجیب و غریب تجویز سوجھی اور اس نے اپنی بہن (شہزادی جین) کو سلطان کے بھائی (ملک العادل) کے نکاح میں دینے کی تجویز پیش کی۔

(امریکی مورخ ہیرلڈلیم)

شہزادی ج...

معاشقہ--

صاحب

قلم سے

الماس ایم۔اے کے تاریخی ناول

نور جہاں	75/-
بغداد و شتاربا	200/-
فاتح الرہا	200/-
خالد بن ولید	200/-
سلطان ٹیپو شہید	200/-
نواب حیدر علی خان	200/-
نور الدین زنگی	250/-
سلطان صلاح الدین ایوبی	460/-
منگول	150/-
حسن بن صباح	125/-
[illegible]	150
[illegible]	1
[illegible]	9
[illegible]	15
[illegible]	10
[illegible]	15

Scanned By Ali and Azam

Aleeraza@hotmail.com
Aazzamm@Yahoo.com
(Lahore & Sahiwal)

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com

وہ مجھے گھور کر رہ گئی۔ اس کے پاس اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں تھا۔ میں نے گاڑی واپس دفتر کی طرف موڑوائی پھر قسمت اچھی تھی جو سراج بھی دفتر میں مل گیا۔ میرے کہنے پر وہ پندرہ بیس منٹ بعد ہی میرے آفس آگیا لیکن لڑکی پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھوں میں ایسی چمک ابھری تھی جیسے اسے بہت دنوں سے اس کی تلاش ہو۔ لڑکی کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ شاید وہ بھی سراج کو پہلے سے جانتی تھی۔

"تمہارا نام بانو ہے؟" سراج نے ایک کرسی سنبھالتے ہوئے لڑکی کو گھورا۔

"دو منٹ۔" میں نے سچویشن کو سنبھالنے کی خاطر دخل اندازی کی اور سراج کو حادثے سے لے کر دفتر آنے تک کی تمام تفصیل بتادی۔ میری گفتگو سن لینے کے بعد سراج کے چہرے کے تناؤ میں کمی آگئی تھی۔

"اگر میری یادداشت مجھے دھوکا نہیں دے رہی تو میں ایک بار تمہیں رکی کے ساتھ ایک مقامی کلب میں دیکھ چکا ہوں؟" سراج نے براہ راست بانو سے کہا۔

"ہاں۔ میں ایک بار رکی کے ساتھ وہاں جانے پر مجبور ہوگئی تھی۔"

"تم مجھ سے مل کر کیا راز بتانا چاہتی تھیں؟"

"میرا اصلی نام دلشاد ہے۔ میں ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ میرے والد ایک اسکول ٹیچر تھے۔"

"کیا اب نہیں ہیں؟" سراج نے تیزی سے سوال کیا۔

"نہیں۔" وہ ہونٹ کاٹتی ہوئے بولی۔ "جب تک دلشاد زندہ تھی وہ بھی زندہ تھے لیکن میرے بانو بننے کے بعد میرے والد نے غیرت کا بھرم قائم رکھنے کی خاطر خودکشی کرلی پھر اسی صدمے نے میری ماں کا سایہ بھی مجھ سے چھین لیا۔ ایک بھائی تھا جسے اس وقت گولی ماردی گئی جب اس نے مجھے اغواء ہوتے وقت بچانے کی کوشش کی تھی۔"

"آئی سی۔" سراج نے پہلو بدل کر اسے غور سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری پوری کہانی سننا چاہتا ہوں۔"

"پہلی بار میرے لیے جو رشتہ آیا تھا وہ راشد خان کا تھا جو صرف پہلوانی کرتا تھا۔ اس وقت تک وہ رکی نہیں بنا تھا۔" بانو نے آہستہ سے کہا۔ "میرے والد نے اس رشتے کو منظور کرنے سے صاف انکار کردیا۔ اس لیے کہ ہم دونوں کی عمروں میں بہت زیادہ فرق تھا اس کے علاوہ میرے والد کے واقف کاروں نے یہ بھی بتایا تھا کہ راشد خان خوبصورت لڑکیوں کا رسیا ہے اور جس کے پیچھے پڑجاتا ہے اسے اپنی ہوس کا نشانہ بنائے بغیر نہیں چھوڑتا۔ میرے والد کے انکار کرنے کے بعد راشد خان اور اس کے گرگے ہمارے دشمن بن گئے۔ میرے والد نے مجھے اسکول سے اٹھالیا انہیں ڈر تھا کہیں وہ لوگ مجھے راستے سے زبردستی اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔ ایک سال تک کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں پیش آیا پھر خود والد صاحب نے میری والدہ کو یہ بات بتائی تھی کہ راشد خان نے اکھاڑہ چھوڑ کر غنڈہ گردی کا پیشہ اختیار کرلیا ہے۔ وہ راشد سے رکی بن گیا تھا۔ میرے گھر والوں کا خیال تھا کہ رشتے سے انکار کردینے کے بعد وہ ہمیں بھول چکا ہوگا لیکن ایسا نہیں تھا۔ ہمیں اس بات کا اندازہ اسی روز ہوا جس روز رکی اور اس کے ساتھی دن دہاڑے آتشیں ہتھیار لیے دندناتے ہوئے ہمارے گھر میں داخل ہوئے تھے۔ مجھے اغواء کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ میرے بھائی کی غیرت جاگ اٹھی۔ وہ مجھے بچانے کی خاطر رکی سے الجھ گیا لیکن رکی کے ساتھیوں نے اسے زمین پر گرا کر گولیوں سے اس کا معصوم جسم چھلنی کرڈالا۔ دو آدمیوں نے میرے والد اور والدہ کے سینوں پر بندوق تان رکھی تھی' رکی نے مجھے زبردستی اٹھا کر کندھوں پر ڈالا پھر باہر آکر ایک بند گاڑی میں ڈال دیا جہاں اس کے دو ساتھی پہلے سے موجود تھے۔ موت کے خوف اور بھائی کی جوان موت کے صدمے نے مجھے گنگ کردیا تھا۔"

بانو کی آواز بھرانے لگی تو میں نے اٹھ کر اسے پانی دیا۔ پانی پینے کے بعد بھی وہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھی رہی پھر بولی۔

"میں نے راشد یا رکی کے آگے بہت ہاتھ پیر جوڑے' اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہوگئی لیکن جسے حرام چوری کرکے کھانے کی لت پڑجائے وہ بازار سے اسے خرید کر نہیں کھاتا۔ میں اپنی بے بسی پر آنسو بہانے کے سوا اور کچھ نہ کرسکی۔ رکی نے میرے اس غرور کو روند ڈالا جو مجھے ماں باپ کی زندگی میں حاصل تھا۔ رکی اور اس کے دو ساتھی میری آبرو کو اپنے پیروں تلے کچلتے رہے۔ میں نے کئی بار خودکشی کی کوشش کی لیکن رکی کے آدمی میرے سلسلے میں اس طرح محتاط تھے کہ مجھے مرنے کی مہلت بھی نہ مل سکی پھر ایک دن میری موجودگی میں رکی نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ وہ میرے عوض کسی بڑے مالدار آدمی سے خاصی لمبی رقم لے چکا ہے۔ دوسرے دن مجھے زبردستی ایک عالیشان کوٹھی کے تہ خانے میں پہنچادیا گیا جہاں دو لڑکیاں پہلے سے موجود تھیں۔ ان کا حال بھی مجھ سے مختلف نہیں تھا۔ وہ بھی اپنی زندگی موت کے حوالے کرنے پر آمادہ تھیں لیکن وہاں بھی ہمیں ایک لمحے کو بھی تنہا نہیں چھوڑا جاتا تھا۔ میں تین روز تک اس تہ خانے میں بند رہی پھر مجھے اس مالدار شخص کی خواب گاہ میں زبردستی پہنچادیا گیا جو نشے کی حالت میں پوری طرح دھت تھا۔ رکی کی طرح اس نے بھی مجھے لوٹا پھر میری خوب صورتی سے متاثر ہوکر کہنے لگا کہ اگر میں وہاں سے بھاگنے کا خیال ترک کردوں اور اس کے لیے کام کرنے پر آمادہ ہوجاؤں تو مجھے عزت' شہرت اور دولت' سب کچھ دے سکتا ہے' میں نے کچھ سوچ کر اس کا کہا مان لیا۔ میرا ارادہ تھا کہ اسے کچھ دنوں تک اعتماد میں رکھنے کے بعد مجھے فرار ہونے کا موقع مل جائے گا لیکن ایسا بھی نہ ہوسکا۔"

"اس مالدار اور بڑے آدمی کا نام کیا ہے؟" سراج نے پوچھا۔

"بھوشن جوزف۔" اس نے سر جھکا کر دبی زبان میں کہا تو سراج کے علاوہ میں بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"اس نے تمہیں کس کام کی پیشکش کی تھی؟" اس بار سراج کے بجائے میں نے سوال کیا۔

"ناجائز تجارت میں ہاتھ بٹانے کی لیکن طریقہ کار اس قدر گھناؤنا تھا کہ میں نے صاف انکار کردیا۔" وہ نظریں جھکا کر بولی۔ "میرا انکار سن کر اس نے دیوانوں کی طرح ہنسنا شروع کردیا۔ اس کے ہنسنے کا انداز بھی اس قدر عجیب اور خوفناک تھا کہ میں سہم کر رہ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ مجھے اپنی خوب صورتی پر ناز ہے چنانچہ اس نے اسی روز رکی کو طلب کرکے مجھے اس کے حوالے کردیا اور تاکید کی کہ میری خوب صورتی اور چہرے کو اس طرح مسخ کردیا جائے کہ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہوں۔ رکی کسی درندے کی طرح مجھے اسی رات آنکھوں پر پٹی باندھ کر کہیں لے گیا۔ میرے ہاتھ پشت پر کرکے اس طرح باندھ دیے گئے تھے کہ میں آنکھوں کی پٹی کھولنے سے قاصر تھی۔ اسی رات رکی کے ایک ساتھی نے میرا یہ حال کردیا۔ اس نے شاید میرے چہرے پر تیزاب پھینکا تھا۔ میں نے آنکھ بند نہ کی ہوتی تو شاید اس سے بھی محروم ہوجاتی۔ مجھے اس تکلیف سے مرجانا چاہیے تھا۔ ایک ہفتے تک میں کچے فرش پر پڑی چیختی چلاتی رہی پھر زخم کی ٹیسیں کم ہونے لگیں۔ مجھے صرف ایک وقت کھانا دیا جاتا تھا۔"

بانو نے ایک سرد آہ بھر کر دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"دو ماہ بعد رکی نے مجھے دوبارہ بھوشن کے روبرو پیش کیا۔ مجھے دیکھ کر اس نے نفرت کا اظہار نہیں کیا بلکہ مسکرا کر کہا تھا۔ "اب میں زیادہ بہتر طور پر اس کے لیے خدمت انجام دے سکتی ہوں۔ میرے چہرے کی کیفیت دوسروں کے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے کافی تھی اور بھوشن کا خیال تھا کہ ہمدردی کے اس جذبے کی آڑ میں میں اس کے لیے زیادہ کارآمد ثابت ہوسکتی ہوں۔ میں نے اس بار انکار نہیں کیا۔ زندہ رہنے کے لیے انسان بڑی سے بڑی اذیت برداشت کرلیتا ہے۔ مجھے زندگی سے کوئی لگاؤ نہیں رہ گیا تھا لیکن میں نے عہد کرلیا تھا کہ میں اپنے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بعد ہی دم لوں گی۔ میں نے بھوشن کے لیے کام شروع کردیا۔ قسمت اچھی تھی جو پکڑی نہیں گئی۔ ایک بار شک کی بنیاد پر مجھے کسٹم کے عملے نے زیر حراست لے لیا تھا لیکن بھوشن کے ایک ہی فون نے پورے کسٹم کے محکمے میں کھلبلی مچادی۔ میں مجرم ہونے کے باوجود باعزت طور پر چھوڑ دی گئی۔ میں نے بظاہر حالات سے سمجھوتا کرلیا تھا اس لیے میرے اوپر عائد پابندیاں بھی کم ہوتی گئیں۔ میری بھیانک اور قابل رحم صورت بھوشن کے لیے واقعی بڑی فائدہ مند ثابت ہورہی تھی۔ میرے علاوہ ایک آدمی اور بھی تھا جو بھوشن کے لیے کام کرنے پر مجبور تھا۔ بھوشن نے اس کی بیوی کو یرغمال بنا رکھا تھا۔ شاید گیتا نام تھا اس کا۔ بڑی خوب صورت اور حسین عورت تھی۔ اس کا حسن ہی اسے لے ڈوبا۔ بعد میں گیتا ہی نے مجھے بتایا تھا کہ شاید بھوشن کے آدمیوں نے اس کے سہاگ کو ہمیشہ کے لیے ختم کروادیا تھا۔"

بانو کی کہانی ہمارے لیے خاصی کارآمد تھی۔ اس میں کہیں کوئی جھول نظر نہیں آرہا تھا۔ قدرت نے محض حادثاتی طور پر اسے ہم سے ملادیا تھا اور میرا خیال تھا کہ وہ ہمارے لیے بہت کارآمد ثابت ہوسکتی تھی۔

"تمہیں بھوشن جیسے شاطر آدمی کے چنگل سے فرار ہونے کا موقع کس طرح مل گیا۔" سراج نے دلچسپی لیتے ہوئے دریافت کیا۔

"ایک بدیسی عورت کو میری حالت پر رحم آگیا تھا۔" بانو نے کہا۔ "وہ کسی بڑے آدمی کی بیوی ہے۔ بھوشن کے لیے وہ بھی بڑی کارآمد ہے۔ اس کے ذریعے بھوشن ہمارے ملک کا کوئی راز کسی اور ملک کے ہاتھوں فروخت کرنا چاہتا ہے اسی لیے اس کی نازبرداریاں بھی کرتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان ہر قسم کے تعلقات ہیں۔ آپ شاید میرا مطلب سمجھ رہے ہیں؟"

"کیا تم اس بدیسی عورت کا نام جانتی ہو؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔

"ہوسکتا ہے وہ نام بھی فرضی ہو لیکن ایک رات جب دونوں قدرتی لباس میں بدمست تھے تو میں نے بھوشن کو اس عورت کو مارگریٹ کے نام سے مخاطب کرتے سنا تھا۔"

"کیا تمہیں مارگریٹ ہی نے رہا کروایا تھا؟" سراج نے مارگریٹ کے نام پر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"رہا کرانا شاید اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ شاید اس کو میری حالت پر ترس آگیا تھا جو وہ بھوشن کی اجازت سے مجھے اپنے ساتھ لے گئی۔ اس نے اپنی ملازمہ کے بھاگ جانے کا بہانہ کیا اور کہا تھا کہ دوسری ملازمہ کا بندوبست ہوتے ہی وہ مجھے واپس کردے گی۔ بھوشن اس کی بات سے انکار نہیں کرسکا۔ میں مارگریٹ کے ساتھ چلی گئی پھر مارگریٹ نے ترس کھا کر مجھے راستے میں ہی اتار دیا۔ اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے اس کی رعایت سے کوئی غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو وہ مجھے شکاری کتوں کے آگے ڈال دے گی۔ میں نے اس سے یہی وعدہ کیا تھا کہ فوری طور پر اس شہر سے فرار ہوجاؤں گی لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ کچھ دنوں تک میں اپنی

aazzamm@yahoo.com
aazzamm@yahoo.com